

قرآن حدیث اور بزرگان دین کے مستند اقوال سے مزین لاجواب کتاب

## افصلیت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مصنفہ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابوسعید غلام سرور قادیانی مدظلہ

ناشر

ملکیت پبلشرز وڈوڈہ جناح روڈ لاہور



نام کتاب \_\_\_\_\_ افضلیت سیدہ ناصہ علی اکبر رضی اللہ عنہ  
مصنف \_\_\_\_\_ حضرت مولانا مفتی محمد البوسیدہ غلام سرور قادری مدظلہ  
سائز \_\_\_\_\_ ۱۸ x ۲۲  
صفحات \_\_\_\_\_ ۱۹۲ صفحات  
ناشر \_\_\_\_\_ مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال  
تعداد اشاعت \_\_\_\_\_  
بار اول \_\_\_\_\_  
طابع \_\_\_\_\_ زادہ بشیر پرنٹر لاہور  
قیمت \_\_\_\_\_

# فہرست ۱۱۵۹۵۶

نمبر شمار	نام عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	نام عنوان	صفحہ نمبر
۱	عرض ناکشہ	۳	۲۱	حضرت ابو بکر صدیق کی امامت	۲۵
۲	انتساب	۴	۲۲	حدیث متواتر سے ثابت ہے	۲۶
۳	تقدیم	۵	۲۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے	۲۷
۴	استفادہ	۶	۲۴	ابو بکر صدیق نے آنحضرت کو روز تک نمازیں پڑھائیں	۲۸
۵	خطبہ آغاز	۸	۲۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کے پیچھے نمازیں پڑھیں	۲۹
۶	اجمالی جواب	۹	۲۶	حدیثوں میں تقاض کا رفع	۳۰
۷	حضرت امیر معاویہ کا بے ادب ہونے کا	۱۰	۲۷	حضرت ابو بکر کے ہوتے ہوئے	۳۱
۸	خارج اور دوزخی ہے	۱۱	۲۸	کوئی امامت نہ کرے	۳۲
۹	تفصیلی جواب	۱۲	۲۹	افضیت صدیق میں میری حدیث	۳۳
۱۰	افضیت سیدنا صدیق اکبر دلائل عقلیہ	۱۳	۳۰	ایک شبہ کا ازالہ	۳۴
۱۱	و تقیہ کی روشنی میں	۱۴	۳۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو اپنا خلیفہ بنایا	۳۵
۱۲	مسند تفصیل حق ہے	۱۵	۳۲	ایک سوال اور اس کا جواب	۳۶
۱۳	مسند تفصیل حقوق مبارک ہے	۱۶	۳۳	افضیت صدیق اکبر کی چوتھی حدیث	۳۷
۱۴	فضیلت اور افضلیت میں فرق	۱۷	۳۴	پانچویں حدیث	۳۸
۱۵	فضیلت میں حدیث ضعیف معتبر ہے	۱۸	۳۵	ایک سوال اور اس کا جواب	۳۹
۱۶	مگر افضلیت میں نہیں	۱۹	۳۶	افضیت صدیق اکبر کی چھٹی حدیث	۴۰
۱۷	بخاری شریف کی ایک حدیث افضلیت	۲۰	۳۷	مسند افضلیت کے قطعی دلائل ہونے کی بحث	۴۱
۱۸	صدیق اکبر ایک اعتراض اور اس کا جواب	۲۱	۳۸	ایک سوال اور اس کا جواب	۴۲
۱۹	مسند اہلسنت دلائل کی روشنی میں	۲۲	۳۹	مسائل قطعیہ کی قسمیں	۴۳
۲۰	افضیت اور قرآن حکیم	۲۳	۴۰	قطعی اصول و غرض کی کیفیت	۴۴
	ایک شبہ کا ازالہ	۲۴	۴۱	تفصیلی تفصیل	۴۵
	ناقابل تردید دلائل	۲۵	۴۲	افضل سے کیا مراد ہے	۴۶
	ایک شبہ کا ازالہ	۲۶	۴۳	اہلسنت کی علامات	۴۷
	ایک اعتراض اور اس کا جواب	۲۷	۴۴	جس نے مجھے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے	۴۸
	افضیت صدیق اکبر اور	۲۸			
	احادیث بشریہ	۲۹			



صفحہ نمبر	نام عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	نام عنوان	نمبر شمار
۶۶	علم قرآن میں شیخین کی افضلیت	۶۳	۴۱	افضل کہا میں اُسے بہتان تراشی کی	
"	علوم قرآن کی دو قسمیں	۶۴	۴۲	سزا دوں گا۔ (حضرت علی)	
۶۷	امام مدینہ علم و عمل بابہا کی بحث	۶۵	۴۳	آپ کی امت میں سے سب سے پہلے جنت	
۶۸	تقویٰ و اتباع شریعت شیخین کی افضلیت	۶۶	۴۴	میں ابو بکر و اعلیٰ ہوں گے۔	
۷۰	زہد و ترک دنیا میں شیخین کی افضلیت	۶۷	۴۵	حضرت ابو بکر تمام جنتیوں کے سردار	
۷۱	زہد کی تعریف	۶۸	۴۶	ایک سوال اور اس کا جواب	
"	حضرت ابو بکر صدیق کا زہد	۶۹	"	ایک اور سوال اور اس کا جواب	
۷۲	حضرت فاروق اعظم کا زہد	۷۰	۴۷	آپ کے چار وزیر ہیں دوزخ میں پر اور	
۷۵	ایک تقابلی جائزہ	۷۱	۴۸	دو آسمان پر	
	صدقہ و الفاق فی سبیل اللہ میں	۷۲	۴۹	حرف واو ترتیب کا فائدہ دیتا ہے	
۷۶	شیخین کی فضیلت	۷۳	۵۰	عرش کے پائے پر رکھا ہے	
	خلافت و حسن سیاست میں شیخین	۷۴	"	پھر ترازد اٹھائی گئی عجیب خواب	
۷۷	کی افضلیت	۷۵	۵۱	ایک سوال اور اس کا جواب	
	ابو بکر صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما	۷۶	۵۲	جب حرف و لنت میں تقاضا ہو تو	
۸۰	کی افضلیت	"	"	ترجیح حرف کو ہوگی	
۸۱	عمل قاری کی بہترین تشریح	۷۷	۵۳	ایک سوال اور جواب	
	حضرت ابو بکر صدیق کا سب سے	۷۸	۵۴	مسئلہ تفسیل میں حقائق کا تتبع	
۸۲	افضل ہونا قطعی ہے	"	"	افضلیت کی بنیاد بات عملوں پر	
۸۳	ارشاد و غوث اعظم	۷۹	"	جہاد میں شیخین کی افضلیت	
۸۴	ارشاد امام غزالی	۸۰	۵۶	جہاد کی تین قسمیں	
"	ارشاد امام ابو الیث قرطبی	۸۱	۵۷	ابو بکر و عمر میرے کان اور آنکھیں ہیں	
۸۵	تفسیل امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی	۸۲	۵۸	سب سے زیادہ بہادر ابو بکر تھے (حضرت علی)	
"	محی الدین ابن العربی	۸۳	۵۹	علوم عام میں شیخین کی افضلیت	
"	سید کا مجدد و رضی اللہ عنہ	۸۴	"	علم کی زیادتی کی دو صورتیں	
۸۶	حضرت ابو بکر صدیق کی افضلیت کا بیان	۸۵	۶۰	اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو شیخین	
	عبد الرزاق صاحب مصنف شیعہ ہر ایک	۸۶	۶۱	کے ساتھ مشورہ کرنے کا حکم دیا	
	باجرد حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق	"	۶۲	حضرت علی، حضرت عمر اور حضرت عثمان نے	
۸۷	کو سب سے افضل مانتے تھے۔	"	۶۳	ابو بکر سے نفیر پایا	



# فہرست محمد لوک . لؤرالی تحفہ دی شہر قیواری

نمبر شمار	موضوع	نمبر شمار	موضوع	نمبر شمار
۸۵	حضرت محمد بن حنفیہ کا مختصر تعارف	۸۸	اعتراض و جواب	۱۲۳
۸۶	حدیث دوم ۱۳	۸۹	اعتراض و جواب	۱۲۴
۸۷	حدیث سوم ۱۴	۹۰	اعتراض و جواب	۱۲۵
۸۸	حدیث چہارم ۱۵	۹۱	اعتراض و جواب	۱۲۶
۸۹	حدیث پنجم ۱۶	۹۲	خطا اجتہادی کی قسمیں	۱۲۷
۹۰	حدیث ششم ۱۷	۹۳	فقیہ سے برأت	۱۲۸
۹۱	حدیث ہفتم ۱۸	۹۴	امام بدر الملک والذہبی کی تنبیہ	۱۲۹
۹۲	تفصیل مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا مآثر	۹۵	امام طبری کا مذہب	۱۳۰
۹۳	رافضی ہے۔	۹۶	تفصیل حضرت امیر صادق رضی اللہ عنہ	۱۳۱
۹۴	جو مجھے ابو بکر و عمر سے افضل بنائیگا	۹۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت سادہ کے لئے حکومت کی دعا	۱۳۲
۹۵	میں اسے کوئٹہ ماروں گا (حضرت علی)	۹۸	دعا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سادہ پر کوئی غالب نہ آئیگا	۱۳۳
۹۶	شیطان کو نہ کا عقیدہ	۹۹	کاتب وحی	۱۳۴
۹۷	حضرت امیر صادق پر اعتراضات اور ان کے جوابات	۱۰۰	خال المؤمنین	۱۳۵
۹۸	اعتراض اول	۱۰۱	حضرت سادہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار	۱۳۶
۹۹	اعتراض دوم	۱۰۲	حضرت سادہ جنتی ہیں	۱۳۷
۱۰۰	اعتراض سوم	۱۰۳	حضرت علی کا پیغام	۱۳۸
۱۰۱	اعتراض چہارم	۱۰۴	رازدار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳۹
۱۰۲	اعتراض پنجم	۱۰۵	ماری و مہدی	۱۴۰
۱۰۳	اعتراض ششم	۱۰۶	حرفہ آخر	۱۴۱
۱۰۴	ہماری تائید دشمنان اسلام نے سچ کر دی ہے	۱۰۷	نفاذ و مناتب اہل بیت	۱۴۲
۱۰۵	اعتراض ہفتم	۱۰۸	فوتیت کبریٰ کے مالک اہلبیت ہیں	۱۴۳
۱۰۶	اعتراض و جواب	۱۰۹		
۱۰۷	حضرت امیر صادق کی یرید کو وصیت	۱۱۰		
۱۰۸	امام ابواسحاق اسفرائینی	۱۱۱		
۱۰۹	اعتراض و جواب	۱۱۲		
۱۱۰	واقعہ جبل و صغین	۱۱۳		
۱۱۱	حضرت امیر صادق مجتہد تھے اور ان کی خطا	۱۱۴		
۱۱۲	اجتہادی قسم	۱۱۵		

صفحہ نمبر	نام عنوان	نمبر شمار	صفحہ نمبر	نام عنوان	نمبر شمار
۱۶۲	خانپور	۱۵۷	۱۲۳	نواب بہرپالی صاحب کا آلہ پاک	۱۲۳
۱۶۵	دعوتی انشائے شان	۱۵۸	۱۲۴	سے ترسل	۱۲۴
۱۶۷	لاہور	۱۵۹	۱۲۵	یزید بن مساریہ	۱۲۵
۱۶۸	راولپنڈی	۱۶۰	۱۲۷	یزید کو امیر لومنین کہنے والے کی مزا	۱۲۷
"	قصہ	۱۶۱	۱۲۸	امام ابن حجر مستطانی کی رائے	۱۲۸
۱۶۹	علی پور سیدیاں سیالکوٹ	۱۶۲	۱۵۰	سوال و جواب	۱۳۷
۱۸۱	کراچی	۱۶۳	۱۵۲	حدیث قسطنطنیہ کا جواب	۱۳۸
۱۸۲	لاڑکانہ	۱۶۴		محققین علمائے کرام و حامیان	۱۳۹
۱۸۳	راولپنڈی	۱۶۵		دین نشین و فقہاء و مشائخ نظام	
"	"	۱۶۶		کے فتاویٰ شریفہ تصدیقات	
۱۸۴	سندھ	۱۶۷		و تائیدات منیفہ	
۱۸۵	سہیوال	۱۶۸	۱۵۵	فتویٰ مبارک بریلی شریف	۱۴۰
۱۸۶	شرقیہ شریف	۱۶۹	۱۵۶	فتویٰ بہاولپور	۱۴۱
۱۸۷	چمرہ شریف	۱۷۰	۱۵۷	" لاہور	۱۴۲
"	سہیوال	۱۷۱	۱۵۸	گجرات	۱۴۳
"	کراچی	۱۷۲	۱۵۹	لاہل پور	۱۴۴
۱۸۸	دارالسلام ٹوبہ	۱۷۳	۱۶۰	حیدر آباد	۱۴۵
"	شیخوپورہ	۱۷۴	۱۶۱	سہیوال	۱۴۶
"	گجرات	۱۷۵	۱۶۲	ادکارہ	۱۴۷
"	سیالکوٹ	۱۷۶	۱۶۳	لاہور	۱۴۸
۱۸۹	میانوالی	۱۷۷	۱۶۴	ڈیرہ غازی خان	۱۴۹
"	منظف گڑھ	۱۷۸	۱۶۵	آستانہ عالیہ سیال شریف	۱۵۰
"	راولپنڈی	۱۷۹	۱۶۶	گڑھ شریف	۱۵۱
۱۹۰	بہاولپور	۱۸۰	۱۶۷	مٹان شریف	۱۵۲
"	سکر	۱۸۱	۱۶۸	"	۱۵۳
			۱۶۹	"	۱۵۴
			۱۷۰	"	۱۵۵
			۱۷۱	"	۱۵۶
			۱۷۲	"	۱۵۷
			۱۷۳	"	۱۵۸
			۱۷۴	"	۱۵۹
			۱۷۵	"	۱۶۰
			۱۷۶	"	۱۶۱
			۱۷۷	"	۱۶۲
			۱۷۸	"	۱۶۳
			۱۷۹	"	۱۶۴
			۱۸۰	"	۱۶۵
			۱۸۱	"	۱۶۶
			۱۸۲	"	۱۶۷
			۱۸۳	"	۱۶۸
			۱۸۴	"	۱۶۹
			۱۸۵	"	۱۷۰
			۱۸۶	"	۱۷۱
			۱۸۷	"	۱۷۲
			۱۸۸	"	۱۷۳
			۱۸۹	"	۱۷۴
			۱۹۰	"	۱۷۵
			۱۹۱	"	۱۷۶
			۱۹۲	"	۱۷۷
			۱۹۳	"	۱۷۸
			۱۹۴	"	۱۷۹
			۱۹۵	"	۱۸۰
			۱۹۶	"	۱۸۱
			۱۹۷	"	۱۸۲
			۱۹۸	"	۱۸۳
			۱۹۹	"	۱۸۴
			۲۰۰	"	۱۸۵
			۲۰۱	"	۱۸۶
			۲۰۲	"	۱۸۷
			۲۰۳	"	۱۸۸
			۲۰۴	"	۱۸۹
			۲۰۵	"	۱۹۰
			۲۰۶	"	۱۹۱
			۲۰۷	"	۱۹۲
			۲۰۸	"	۱۹۳
			۲۰۹	"	۱۹۴
			۲۱۰	"	۱۹۵
			۲۱۱	"	۱۹۶
			۲۱۲	"	۱۹۷
			۲۱۳	"	۱۹۸
			۲۱۴	"	۱۹۹
			۲۱۵	"	۲۰۰
			۲۱۶	"	۲۰۱
			۲۱۷	"	۲۰۲
			۲۱۸	"	۲۰۳
			۲۱۹	"	۲۰۴
			۲۲۰	"	۲۰۵
			۲۲۱	"	۲۰۶
			۲۲۲	"	۲۰۷
			۲۲۳	"	۲۰۸
			۲۲۴	"	۲۰۹
			۲۲۵	"	۲۱۰
			۲۲۶	"	۲۱۱
			۲۲۷	"	۲۱۲
			۲۲۸	"	۲۱۳
			۲۲۹	"	۲۱۴
			۲۳۰	"	۲۱۵
			۲۳۱	"	۲۱۶
			۲۳۲	"	۲۱۷
			۲۳۳	"	۲۱۸
			۲۳۴	"	۲۱۹
			۲۳۵	"	۲۲۰
			۲۳۶	"	۲۲۱
			۲۳۷	"	۲۲۲
			۲۳۸	"	۲۲۳
			۲۳۹	"	۲۲۴
			۲۴۰	"	۲۲۵
			۲۴۱	"	۲۲۶
			۲۴۲	"	۲۲۷
			۲۴۳	"	۲۲۸
			۲۴۴	"	۲۲۹
			۲۴۵	"	۲۳۰
			۲۴۶	"	۲۳۱
			۲۴۷	"	۲۳۲
			۲۴۸	"	۲۳۳
			۲۴۹	"	۲۳۴
			۲۵۰	"	۲۳۵
			۲۵۱	"	۲۳۶
			۲۵۲	"	۲۳۷
			۲۵۳	"	۲۳۸
			۲۵۴	"	۲۳۹
			۲۵۵	"	۲۴۰
			۲۵۶	"	۲۴۱
			۲۵۷	"	۲۴۲
			۲۵۸	"	۲۴۳
			۲۵۹	"	۲۴۴
			۲۶۰	"	۲۴۵
			۲۶۱	"	۲۴۶
			۲۶۲	"	۲۴۷
			۲۶۳	"	۲۴۸
			۲۶۴	"	۲۴۹
			۲۶۵	"	۲۵۰
			۲۶۶	"	۲۵۱
			۲۶۷	"	۲۵۲
			۲۶۸	"	۲۵۳
			۲۶۹	"	۲۵۴
			۲۷۰	"	۲۵۵
			۲۷۱	"	۲۵۶
			۲۷۲	"	۲۵۷
			۲۷۳	"	۲۵۸
			۲۷۴	"	۲۵۹
			۲۷۵	"	۲۶۰
			۲۷۶	"	۲۶۱
			۲۷۷	"	۲۶۲
			۲۷۸	"	۲۶۳
			۲۷۹	"	۲۶۴
			۲۸۰	"	۲۶۵
			۲۸۱	"	۲۶۶
			۲۸۲	"	۲۶۷
			۲۸۳	"	۲۶۸
			۲۸۴	"	۲۶۹
			۲۸۵	"	۲۷۰
			۲۸۶	"	۲۷۱
			۲۸۷	"	۲۷۲
			۲۸۸	"	۲۷۳
			۲۸۹	"	۲۷۴
			۲۹۰	"	۲۷۵
			۲۹۱	"	۲۷۶
			۲۹۲	"	۲۷۷
			۲۹۳	"	۲۷۸
			۲۹۴	"	۲۷۹
			۲۹۵	"	۲۸۰
			۲۹۶	"	۲۸۱
			۲۹۷	"	۲۸۲
			۲۹۸	"	۲۸۳
			۲۹۹	"	۲۸۴
			۳۰۰	"	۲۸۵
			۳۰۱	"	۲۸۶
			۳۰۲	"	۲۸۷
			۳۰۳	"	۲۸۸
			۳۰۴	"	۲۸۹
			۳۰۵	"	۲۹۰
			۳۰۶	"	۲۹۱
			۳۰۷	"	۲۹۲
			۳۰۸	"	۲۹۳
			۳۰۹	"	۲۹۴
			۳۱۰	"	۲۹۵
			۳۱۱	"	۲۹۶
			۳۱۲	"	۲۹۷
			۳۱۳	"	۲۹۸
			۳۱۴	"	۲۹۹
			۳۱۵	"	۳۰۰
			۳۱۶	"	۳۰۱
			۳۱۷	"	۳۰۲
			۳۱۸	"	۳۰۳
			۳۱۹	"	۳۰۴
			۳۲۰	"	۳۰۵
			۳۲۱	"	۳۰۶
			۳۲۲	"	۳۰۷
			۳۲۳	"	۳۰۸
			۳۲۴	"	۳۰۹
			۳۲۵	"	۳۱۰
			۳۲۶	"	۳۱۱
			۳۲۷	"	۳۱۲
			۳۲۸	"	۳۱۳
			۳۲۹	"	۳۱۴
			۳۳۰	"	۳۱۵
			۳۳۱	"	۳۱۶
			۳۳۲	"	۳۱۷
			۳۳۳	"	۳۱۸
			۳۳۴	"	۳۱۹
			۳۳۵	"	۳۲۰
			۳۳۶	"	۳۲۱
			۳۳۷	"	۳۲۲
			۳۳۸	"	۳۲۳
			۳۳۹	"	۳۲۴
			۳۴۰	"	۳۲۵
			۳۴۱	"	۳۲۶
			۳۴۲	"	۳۲۷
			۳۴۳	"	۳۲۸
			۳۴۴	"	۳۲۹
			۳۴۵	"	۳۳۰
			۳۴۶	"	۳۳۱
			۳۴۷	"	۳۳۲
			۳۴۸	"	۳۳۳
			۳۴۹	"	۳۳۴
			۳۵۰	"	۳۳۵
			۳۵۱	"	۳۳۶
			۳۵۲	"	۳۳۷
			۳۵۳	"	۳۳۸
			۳۵۴	"	۳۳۹
			۳۵۵	"	۳۴۰
			۳۵۶	"	۳۴۱
			۳۵۷	"	۳۴۲
			۳۵۸	"	۳۴۳
			۳۵۹	"	۳۴۴
			۳۶۰	"	۳۴۵
			۳۶۱	"	۳۴۶
			۳۶۲	"	۳۴۷
			۳۶۳	"	۳۴۸
			۳۶۴	"	۳۴۹
			۳۶۵	"	۳۵۰
			۳۶۶	"	۳۵۱
			۳۶۷	"	۳۵۲
			۳۶۸	"	۳۵۳
			۳۶۹	"	۳۵۴
			۳۷۰	"	۳۵۵
			۳۷۱	"	۳۵۶
			۳۷۲	"	۳۵۷
			۳۷۳	"	۳۵۸
			۳۷۴	"	۳۵۹
			۳۷۵	"	۳۶۰
			۳۷۶	"	۳۶۱
			۳۷۷	"	۳۶۲
			۳۷۸	"	۳۶۳
			۳۷۹	"	۳۶۴
			۳۸۰	"	۳۶۵
			۳۸۱	"	۳۶۶
			۳۸۲	"	۳۶۷
			۳۸۳	"	۳۶۸
			۳۸۴	"	۳۶۹
			۳۸۵	"	۳۷۰
			۳۸۶	"	۳۷۱
			۳۸۷	"	۳۷۲
			۳۸۸	"	۳۷۳
			۳۸۹	"	۳۷۴
			۳۹۰	"	۳۷۵
			۳۹۱	"	۳۷۶
			۳۹۲	"	۳۷۷
			۳۹۳	"	۳۷۸
			۳۹۴	"	۳۷۹
			۳۹۵	"	۳۸۰
			۳۹۶	"	۳۸۱
			۳۹۷	"	۳۸۲
			۳۹۸	"	۳۸۳
			۳۹۹	"	۳۸۴
			۴۰۰	"	۳۸۵
			۴۰۱	"	۳۸۶
			۴۰۲	"	۳۸۷
			۴۰۳	"	۳۸۸
			۴۰		



## عرضِ ناشر

الحمد للہ ثم الحمد للہ — مکتبہ فریدیہ ہمساعہ حالات کے باوجود قارئین کی خدمت میں ایک اور ایسی کتاب پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے جس کی ایک عرصہ سے قارئین کو شدت سے طلب تھی۔ مکتبہ فریدیہ کے معرض وجود میں آنے کی غرض و غایت بھی یہی تھی کہ علماء اہلسنت کی گرانمایہ تصانیف و تالیفات کو منظر عام پر لا کر عامۃ المسلمین کی دینی خدمت کی جگہ سمجھتے تھے۔ برادرانِ امت اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم اپنے اس نیک مقصد میں تنگی و امان کے باوجود برابر پیش قدمی کرتے رہے ہیں۔ مولانا مفتی محمد ابوسعید غلام سرور قادری اہلسنت کے مقتدر علمائے کرام میں سے ہیں۔ آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر یہ ایک تحقیقی شاہکار پیش فرما کر اہلسنت کی بہت بڑی دینی خدمت انجام دی ہے اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو شرف قبول بخشے۔ آمین۔ کتاب میں جو تحقیقات و تحقیقات کے دریا بہانے گئے ہیں وہ تو اپنی جگہ بے مثال ہیں ہی۔ مگر آخر میں اہلسنت کے مقتدر علماء کرام کی جو تصدیقات و فتاویٰ ہیں ان سے کتاب عذابہ حد اہمیت و امتیازی شان کی حامل قرار پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ برادرانِ اسلام کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ نصیب ہو۔ آمین

نقط

ابوالعطاء عارف نعمت علی چشتی سیالوی

مکتبہ فریدیہ جنح روڈ ساہیوال

مؤرخہ ۱۹ جمادی الاول ۱۳۹۶ھ

# انتساب

یاسر شریف کے مجدد و بلانی، نائب مجدد الف ثانی، عارف باکمل و قیوم زمانی،  
حق و صداقت کی نشانی — فرزند صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت علامہ

**شاہ احمد نورانی صدیقی**

کے نام —

- جن کی صدارت و سربراہی سے جمعیتہ العلماء پاکستان کا کھریا ہوا وقار بھال و بلند ہو گیا۔
  - جن کی حق گوئی و بیباکی سے صدر یحییٰ کو جام شہاب چھوڑنا پڑا۔
  - جن کے نعرہ حق سے ایران اسبلی کے در و دیوار لرز اٹھے۔
  - جن کی صدائے حق نے قتلِ خوابیدہ کو لازوال بیدار می بخشا۔
  - جن کی حرارت ایمانی و محریانی نے قتل کے ہر ہر فرد کو تحریک نفاذ نظام اسلامی کا پاسبان و علمبردار بنادیا۔
  - جو عروس اقتدار سے ہمکنار ہونے کی بجائے نظام مصطفیٰ کی ترویج و مقام مصطفیٰ کے تحفظ کے لئے ایک عرصے سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔
- ۛ گر قبول امت نہ ہے عز و شرف

خادم جمعیتہ العلماء پاکستان

منشی محمد الیوسعدی (من) غلام سرور قادری

مستحسن فقہ و قانون اسلامی اسلامی ریویژنٹی بیاد پور  
ایم اے اسلامک لا

غل باغ غوثیہ ٹیڈی پارک اورنگزہ و سائبرال





# تقدیم

بعض حضرات کا تو دین ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو  
جی بھر کر گایا دینا ہے مگر ہمیں تو ان مدعیان مسلکِ اہلسنت و جماعت کا افسوس ہے جو اہلسنت  
کا ببادہ اور کھراہنت میں گھسے ہوئے ہیں بلکہ کچھ تو عالم و عارف کہلاتے — مساجدِ اہلسنت میں  
اماموں اور خطابتوں پر فائز — ان سے تنخواہیں اندرانے اور ہدیے وصول فرماتے ہیں مگر نمک  
حلال کا یہ عالم ہے کہ ان بچلے عوام سادہ لوحوں ان پڑھوں اور کم علم سنیوں کو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے صحابہ کرام بالخصوص حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے بدعتیہ اور افضی  
بنانے میں کسر نہیں چھوڑتے، یہ لوگ پہلے تو خبِ اہلبیت کا فرضی دم بھر کر حضرت ابو بکر صدیق و  
عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے افضل ہونے کا گمراہانہ عقیدہ پھیلا کر عوام  
کو تفصیلِ شیعہ بناتے ہیں یہ فرض اور تشیع کا پہلا زریعہ ہے جو ایک سنی مسلمان کو سنی ہونے سے خارج  
کر کے تفصیلِ شیعہ اور بدعتی کر دیتا ہے اور پھر حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے  
درمیان ہونے والے خلافِ کو رطب و یابس اور سچے جھوٹے تاریخی واقعات کی تاریکی میں عوام  
کے دل و دماغ پر ایسا داغ لگاتے ہیں کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بدعتیہ ہو کر جہنمی ہو  
جاتے ہیں (معاذ اللہ)

ایسے بہت سے نام نہاد مولویوں، قاریوں اور پیروں سے مجھے بحث و نتیجہ کرنے کا  
اتفاق ہوا اور بار بار ہرے ایسے لوگوں کے بارے میں مجھ سے فتوے بھی طلب کئے گئے کہ اس  
طرح کا عقیدہ رکھنے والے سنی ہیں یا شیعہ اور ان کو امام بنایا جائے یا نہ، پھر کچھ دوستوں



کا اصرار ہوا کہ اس مسئلہ کی ایسی مدلل تحقیق و تفصیل کی جائے جس سے ہر قسم کے شکوک و شبہات کا مکمل طور پر ازالہ ہو سکے، مجاہد اسلام جناب — شیخ عونیز احمد — صاحب نقشبندی مجددی و اہمیت برکاتہم کی خصوصی فرمائش بھی شامل ہو گئی، جس نے مجھے قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا لہذا میں نے مسئلہ تفصیل شیخین کریمین اور سیدنا علی المرتضیٰ و ابیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والے اختلاف کا صحیح پس منظر اجاگر کر کے قرآن و سنت کے مطابق اہلسنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ایک ایسے مفصل و مدلل فستوے کی صورت میں بیان کر دیا ہے جو ایک جامع کتاب ہو کر رہا ہے۔

علاوہ ازیں اندرون اور بیرون ملک کے جلیل القدر اور مسلم علماء کرام و شائخ عظام اہلسنت اور محققین دین و ملت کے بھی فتاوے لیکر آخر میں درج کر دیئے گئے، جن سے یہ کتاب مصدق و موید ہو کر جو بیان حق کے لئے ہدایت کبریٰ اور بہت صہروں پر حجت عظمیٰ واقع ہوئی ہے بلکہ اگر اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں اسے بے نظیر اور ایک امتیازی شان کی حامل سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا

اللہم تقبل منی هذا الكتاب وادخلنی جنتک بلا حساب و

عتاب بحرمۃ حبیبک صاحب فصل الخطاب علیہ الصلوٰۃ

والسلام مع آلہ وصحبہ الکرام

فقیر قادری محمد غلام درویش ضوی مصطفوی

آساتے مفتی و مدرس

مدیر عربیہ انوار العلوم قان شہر



# استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اٹس مسئلہ میں کہ

- ۱۔ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل سمجھتا ہے
- ۲۔ ایک شخص حضرت امین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو ناسق کہتا اور ان کو بُرا بتاتا ہے کیا یہ دونوں شخص اہلسنت و جماعت سے ہو سکتے ہیں اور کیا ان کو اہلسنت کی مساجد میں امامت و خطابت کے لئے رکھا جائے یا نہ ؟

بینوا بالتحقیق والتفصیل تعجزوا من الذب الجلیل

ابوالعطاء مازن نعمت علی چشتی زیالوی

خطیب فریڈاؤن ساہیوال



## المجواب عن منه الهداية والصواب

# خطبة آغاز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى  
حَبِيبِهِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ الَّذِينَ مِنْكُمْ مَنْقُصَمٌ وَمُبْغَضُهُمْ مِنَ  
الْفَاسِقِينَ أَمَّا بَعْدُ فَاللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ الْكَرِيمِ لَا يَتَوَسَّى مِنْكُمْ مَنْ أَلْفَقَ  
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أَوْلِيَاءَكَ أَعْظَمَ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَلْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا  
وَعَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ الْحَسَنُ وَاللَّهُ يَمَّا تَعْلَمُونَ خَيْرٌ

(سورة الحديد آیت ۱۰)

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا ظَهَرَ الْفِتْنُ أَوِ الْبِدْعُ  
وَسَبَّ أَصْحَابِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالَمُ عِلْمَهُ مَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ  
اجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا.

اللہ کے نام سے شروع جو بہت بڑا مہربان رحمت والا ہے، تمام تعریفیں  
اللہ کی ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ و سلام نازل ہوں اس کے  
محبوب پر جو تمام رسولوں کے سردار ہیں اور آپ کی اس آل و اصحاب پر جن کی شان  
اللہ سس میں کمی کرنے اور ان سے بغض رکھنے والا فاسقوں سے ہے، اے بعد اللہ  
تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں فرمایا ہے۔



”نہیں ہیں برابر تم میں سے وہ جنہوں نے مسیح کو سے پہلے راہ خدا میں  
خرچ اور جہاد کیا۔ یہ لوگ درجے میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں خرچ اور  
جہاد کیا اور سب اللہ نے جنت کا وعدہ کیا اور اللہ تمہارے کاموں کا خبر ہے“

(سورت حدید آیت ۱۰)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”جب فتنے اور بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو بُرا کہا جانے لگے تو عالم کو  
چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے، سو جس نے ایسا نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور  
تمام لوگوں کی لعنت ہے، نہیں قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کا صدقہ اور  
نہ کچھ خیرات“

## اجمالی جواب

انبیاء و مرسلین کے بعد تمام  
مخلوق الہی، انسانوں، جنوں اور فرشتوں  
سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
میں پھر عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر عثمان

(۱) فضیلت بہ ترتیب خلاف اہلسنت کا  
مسکت اور اس کا منکر اہلسنت خارج

غنی رضی اللہ عنہ پھر مولانا علی کرم اللہ وجہہ شیعین کریمین یعنی حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو  
تمام صحابہ سے افضل ماننا اہلسنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اس لئے جو شخص حضرت علی کرم اللہ  
وجہہ یا کسی دوسرے صحابی کو صدیق یا فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے یا مجھے گمراہ بہ مذہب اور

لے حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی کتاب الجامع بین أدب الراوی والسامع میں بہ  
سند خود روایت کی ہے (قالہ الامام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة)



اہلسنت وجماعت سے خارج ہے اے اہلسنت کی مساجد میں نہ امام بنایا جائے اور نہ خطیب کیونکہ وہ فاسق العقیدہ اور تفضیلی شیعہ ہونے سے امامت کے قابل نہیں ہے۔

کسی صحابی کیساتھ بغض اور سوء عقیدت یعنی برا عقیدہ رکھنا بد مذہبی گمراہی اور دوزخی ہونا ہے۔ کیونکہ دراصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بغض اور سوء عقیدت

(۲) حضرت امیر معاویہ کا بے ادب

اہلسنت سے خارج اور دوزخی ہے!

ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو ماننے اور اپنے آپ کو سنی ظاہر کرے بالخصوص حضرت امیر معاویہ ان کے والد ماجد ابوسفیان والدہ ماجدہ حضرت ہند رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی شان میں گستاخی تبرا اور رخص ہے جو اس کا قائل ہو اور ان کی شان میں گستاخی کرتا یا انے برا عقیدہ رکھتا ہو وہ رافضی شیعہ اور اہلسنت سے خارج ہے اس لئے اس کی امامت و خطابت ناجائز ہے

## تفصیلی جواب

اس سلسلے میں ہم قرآن و سنت کی روشنی میں مفصل اور مدلل جواب عرض کرتے ہیں جس کے بغیر مطالعہ کے بعد کوئی غلبہ سلیم رکھنے والا انسان انحراف و انکار کی وادی میں پھنکے پھرنا پسند نہ کرے گا۔ آخر میں ملک اور بیرون ملک کے جید علماء کرام کی تصدیقات و تصدیقات بھی لائق دید ہیں۔



## افضلیت

### حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

### دلائل عقیدہ و تقلید کی روشنی میں!

**عقل و شعور** | خداوند قدوس نے جن وجوہات سے انسان کو اشرف و اکرام مخلوق قرار دیا ہے ان میں سے ایک اس کا ذی شعور و عقل ہونا بھی ہے اور یہ عقل و شعور ہی ہے جو گفتگو کے وقت شکم کو "کیوں؟ کس لئے؟ کیوں کر؟ کیا وجہ ہے؟ اس لئے اور لہذا وغیرہ جیسے الفاظ کے انصرار پر مجبور کرتا ہے اور یہ صورت حال صرف پڑھے لکھے حضرات تک ہی محدود نہیں بلکہ ذرہ سی سوچد بوجہ رکھنے والوں، مطلق ناخواندہ اور ان پڑھوں میں بھی منطقی تالیف و ترتیب کے لحاظ کے بغیر دلائل کی روشنی میں تبادلہ خیالات ہوتا رہتا ہے اور ان میں بھی عقل کی کسوٹی پر پڑکھے بغیر شاید ہی کوئی بات تسلیم ہوتی ہو۔

**قلب سلیم کا کام** | پھر منطقی دلائل اور عقل و شعور جس بات کی تائید کریں اسے تسلیم کرنا قلب سلیم ہی کا کام ہوتا ہے اور یہی قلب سلیم اسے لوگ میں جنہیں اللہ تعالیٰ نے "قوم یعقلون" اور "اولوا البصائر" اور "اولوا الالباب" جیسے مقدس اوصاف سے قرآن پاک میں یاد فرمایا ہے، ان لوگوں کی طبیعت میں اس قدر لچک ہوتی ہے کہ وہ وضوح اور ظہور حق کے بعد اسے تسلیم کئے بغیر رہتے ہی نہیں ہیں۔ ایسے لوگ مسند کو نہیں اس کے دلائل کو مقدم رکھتے ہیں اس لئے کہ مسند دعوئے ہوتا ہے اور دلیل گواہ، جس طرح دعویٰ سے پہلے گواہ کا وجود و نزکیہ ضروری ہے۔



ای طرح مسئلے پیشتر دلیل کا وجود انتہائی لازمی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اختلافات ایک تدریجی امر ہے مگر اس کا دلائل کی روشنی میں ہونا ضروری ہے ورنہ وہ ایک تدریجی امر ہونے کی بجائے کجروی اور گمراہی قرار پائے گا۔

یہی حال زیر بحث مسئلہ کا ہے جس میں شیعوہ صاحبان نے بلا دلیل اہنت سے اختلاف کر کے کجروی اور گمراہی اختیار کی ہے اہنت و جہالت کا سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے بعدیتنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام حتیٰ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما سے بھی افضل ٹھہرانا ایسے عقل و نقل و دلائل کی بنا پر ہے جو لا جواب اور ناقابل تردید حقیقت کے حامل ہیں اس کے برعکس شیعوں کا خیال محض دہم کے سوا کچھ نہیں۔

یہاں دو باتیں خوب ذہن نشین رہیں  
اول یہ کہ مسئلہ تفصیل حق ہے اور

## مسئلہ تفصیل حق ہے

قرآن و حدیث سے ثابت ہے بعض اداؤں سے سننے میں آیہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام برابر ہیں کوئی کسی سے مرتبے میں بڑھ کر نہیں سب یکساں مرتبہ رکھتے ہیں مولانا غفر علی صاحب نے بھی اپنے مندرجہ ذیل شعر میں یہی کہا ہے

ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کوئی فرق نہیں ان چاروں میں

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ اعظم۔ اگر اس قول کی کئی مستقل تائید نکلی جائے تو یہ قرآن و حدیث کی تکذیب اور کفر ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ يُقَاتِلُونَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً مَّا كُنَّا

ترجمہ: برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے مہر جہاد سے بیٹھ رہیں مگر وہ کہ راہِ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں، اللہ نے اپنے پیغمبروں کو جہاد کرنے والوں کا درجہ دینے والوں سے بڑا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے



وَعَدَ اللَّهُ الْمُحْسِنِينَ وَفَضَّلَ اللَّهُ  
الْجَاهِدِينَ عَلَى السَّاعِدِينَ أَجْرًا  
عَظِيمًا ۖ دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً  
وَرَحْمَةً ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا

سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے  
جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب کی  
فیضیت دی اس کی طرف سے درجے اور بخشش  
اور رحمت اور اللہ بخشنے والا مہربان

سورۃ نسا آیت ۹۵-۹۶ ہے۔

اس آیت میں واضح ہے کہ بیٹھ رہنے والے اور جہاد کرنے والے برابر نہیں اور یہ کہ جو عذر کی  
وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہو سکے اگرچہ وہ نیت کا ثواب پائیں گے لیکن جہاد کرنے والوں کو عمل کی فیضیت ان  
سے زیادہ حاصل ہے مگر میں سب جنتی۔

دوسری جگہ ارشاد ہے،

وَيُؤْتِي كُلَّ فَرْقٍ فَضْلًا

ترجمہ: اور وہ ہر فیضیت والے کو اس کا فضل

دے گا۔ (سورۃ ہود۔ آیت ۳)

یعنی جس نے دنیا میں اعمال صالحہ کئے اور اس کی نیکیاں زیادہ ہوں اسے اللہ تعالیٰ عملوں کے  
باب و درجہ دے گا یعنی جیسی کسی فیضیت علیہ ہوگی اسے جنت میں جیسی فیضیت درجہ حاصل ہوگی۔

تیسری جگہ ارشاد ہے

وَلَا يَكُلُّ أُولُو الْفَضْلِ مِنكُمْ

ترجمہ: اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فیضیت

والے ہیں اور گنہگاروں کے والے قربت والوں کی

کے دینے کی۔

(سورۃ نور آیت ۲۲)

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ اس میں اللہ

تعالیٰ نے آپ کو اولو الفضل (فیضیت والا) کہہ کر آپ کی فیضیت کو منصوص فرمادیا۔ ہمارا مقصد

بھی ثابت کر صحابہ میں تغافل مستحب ہے

چوتھی جگہ ارشاد ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنفَقَ مِنْ قَبْلِ  
الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۖ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ  
رَجَاةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا ۚ  
بَعْدُ وَقَاتِلُوا ۚ وَكَلَّا وَعَدَّ اللَّهُ  
الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ  
خَبِيرٌ (سورة حدید آیت ۱۰)

(ترجمہ) تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتنہ کو  
سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں ان سے  
بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتنہ کے خرچ اور  
جہاد کیا اور ان سب کے اللہ جنت کا وعدہ  
فرما چکا۔ اور اللہ کو تمہارے سب کاموں  
کی خبر ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جن صحابہ کرام نے فتنہ کو  
سے قبل خرچ اور جہاد کیا جب کہ  
مسلمان کم اور کمزور تھے وہی مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولون ہیں وہ مرتبہ میں من حضرات سے  
بڑھ کر ہیں جنہوں نے فتنہ کے بعد خرچ اور جہاد کیا جب کہ مسلمان نسبتاً زیادہ اور طاقت ور تھے  
اس آیت سے تفاضل صحابہ ثابت ہوا نیز چونکہ یہ آیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان  
میں نازل ہوئی اس لئے آپ کی افضلیت کی دلیل بھی ٹھہری۔

ان چاروں آیتوں سے صحابہ کرام میں تفاضل ربی کا جتن ثبوت ہے جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں  
کر سکتا۔ اس طرح مسئلہ تفصیل کی حقیقت قرآن حکیم سے ثابت ہوئی۔ فَلَئِنَّ الْمُرَدِّ

## مسئلہ تفصیل حقوق عبادہ سے فضیلت اور افضلیت میں فرق

دوسری بات جو ذہن نشین ہونی چاہیے وہ یہ ہے  
کہ مسئلہ تفصیل حقوق عبادہ سے ہے جس میں کوتاہ  
ہوگی تو خدا تعالیٰ بھی معاف نہ فرمائے گا جب

ہم کہ خود صاحب حق معاف نہ کرے گا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ۔

فضیلت (یعنی خود اچھا ہونے) اور افضلیت (یعنی دوسروں سے اچھا ہونے) میں زمین و آسمان  
کا فرق ہے۔ فضیلت میں ضعیف حدیثیں بالاتفاق قبول ہوتی ہیں مگر افضلیت میں بالاجماع ناقابل قبول۔  
ضعیف اور دیش صرف وہاں قابل قبول ہوں گی جہاں نص ہی نص ہو نقصان نہ ہو اور جہاں ان کے قبول



کرنے سے حرام کا حلال یا حلال کو حرام ہونا لازم نہ آتا جو اور نہ ہی کسی کا حق قطع سنت، جو غرضیکہ وہاں کسی بھی صورت میں شرح کی مخالفت کا اندیشہ نہ ہو، انسان کے فضائل اعمال کے فضائل کی طرح ہیں جن بزرگوں کی فضیلت تفصیل یا اجمالی طور پر دلائل صحیحہ سے ثابت ہو اگر ان کی کوئی خاص صفت حدیث ضعیف میں آجائے اور کوئی حدیث صحیح اس کے خلاف نہ ہو اس حدیث ضعیف کا مقبول ہونا تو بالکل ظاہری ہے۔ کیونکہ ان بزرگوں کی فضیلت جب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو یہ حدیث ضعیف ان کے موافق ہی ہے جس کے ماننے سے فائدہ ہی فائدہ ہے۔

## فضیلت میں حدیث ضعیف معتبر ہے مگر افضلیت میں نہیں

اگر کوئی حدیث صحیح نہ ہو اور تنہا حدیث ضعیف ہی فضیلت میں آجائے ساتھ ہی کسی حدیث صحیح کی مخالفت بھی نہ ہو وہ بھی معتبر و مقبول ہوگی

کیونکہ وہ کسی حدیث صحیح کی اگر مزید نہیں مخالف بھی تو نہیں اس لئے فضیلت میں بلا شک و شبہ معتبر مقبول ہوگی۔ مگر تفصیل کا مسئلہ اس کے برعکس ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں کسی کو دوسرے سے افضل ماننا ہے یہ جب ہی جائز ہوگا جب خدا تعالیٰ در رسول اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع سے ہیں خوب معلوم ہو جائے۔

اس لئے کہ

یہ حقوق عباد سے ایک حق ہے شرعی اسباب و علل استحقاق پر غور کئے بغیر انکیس بند کر کے یوں ہی مصنوعی اور اندھی عقیدت کی بنا پر کسی کو افضل اور کسی کو مفضل قرار دینا اتلاف حق کا موجب ہو سکتا ہے جو بہت بڑا ظلم ہے اور فسق بھی۔ جسے دوسرے حقوق عباد کی طرح خدا تعالیٰ بھی معاف نہ کرے گا، جب تک کہ خود صاحب حق معاف نہ کرے بلکہ بلا ظلم و بلا ثبوت انفضیلت کا حکم لگا دینے سے اگر خدا اللہ غلطی نہ ہو گئی کہ مفضل کو افضل اور افضل کو مفضل بنا دیا تو اس سے جہاں فریق اذل کے حق میں ناجائز غلو اور انحراف ہوا، وہاں یہ صرف یہ کہ فریق ثانی کا حق ضائع ہوا بلکہ

شان میں تقریباً و تفتیس بھی ہونی جو کسی طرح جائز نہیں بلکہ حرام اور اشد حرام ہے۔

یہاں تین تین یا تین لازم نہیں بلکہ چار شمار کیجئے ایک تو فریق اول کی شان میں خود دوسرے تحصیل حرام  
رافضی کو مفسر نانا ایسے تیسرے شان نفس اور چوتھے اس کے حق کی تصبیح و آفات جو سراسر ظلم اور  
ظلمت ملکہ انعامات پر یوں کہ افضل کہنا حق اس کا تھا بلکہ اور کہ بالخصوص زیر بحث مسئلہ میں جب کہ عقیدہ  
میں نبی اکبر رضی اللہ عنہ کی تفصیل محقق و مثبت و مدلل و مجمع علیہ ہے اور اس کے خلاف مستقیم و  
ضعیف حدیثوں سے استدلال کیا جائے۔ جیسا کہ آج کل کے کچھ علم لوگ اس قسم کی حدیثوں سے استدلال  
کر کے حضرت مولانا کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے افضل قرار دینے کی  
کوشش کرتے ہیں جو شریعت کے صریح خلاف اور سنت پاک سے کلی انحراف ہے اسی لئے ائمہ کرام نے  
ایسے تفصیلیوں کو بھی رافضی ٹھہرایا ہے۔ کما بینہ امامنا ابو حنیفہ زمانہ و حنیفہ  
ادانہ الامام احمد رضا باخان اسکندریہ اللہ تعالیٰ فی صدر الجنان فی کتابہ  
الشریف مطلع القسریں فی ابانۃ سبقة العسریں بلکہ اگر بالعرض تفصیل صدیق اکبر  
پیر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے خلاف کوئی حدیث صحیح آجائے تو وہ ضرور ضرور واجب التادیب پھر اگر  
خدا نخواستہ اس میں صلاحیت تاویل نہ ہو تو اسے تسبیح ہی نہ کیا جائیگا، کیونکہ حضرات شیخین سیدنا  
ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی انصافیت تو اترا و اجماع سے ہے کوئی حدیث جو خبر واحد ہو کیسی ہی  
صحیح کیوں نہ ہو تو اترا و اجماع کے مقابلے میں نہیں آسکتی۔

بخاری کی ایک حدیث سے فضیلت صدیق اکبر  
رضی اللہ عنہ پر ایک نبردست اعتراض اور اس کا  
بہترین جواب

ہمدی مذکورہ بالا محقق  
سے ایک زبردست  
اعتراض بھی آتا  
ہے جو بخاری کی ایک

حدیث سے انصافیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر وارد ہوتا ہے وہ حدیث یہ ہے



(ترجمہ) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نیند کی حالت میں دیکھا کہ وہ میرے پیش کئے جا رہے ہیں جب کہ ان پر قمیصیں تھیں کچھ لوگوں کی قمیصیں چھاتیوں تک تھیں اور کچھ اس سے بھی کم اور عربی خطاب میرے پیش ہوئے جب کہ ان پر قمیص تھی لمبی جسے وہ زمین پر گھسیٹ رہے تھے، صحابہ نے پوچھا آپ نے اس لمبی قمیص کی کس چیز سے تعبیر فرمائی؟ فرمایا دین ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ لُغُضُوفُونَ  
عَلَتْ وَعَلَيْهِمْ قَمِيصٌ مِنْهُمَا يُلَاحِظُ  
الشَّدَى وَمِنْهُمَا دُونَ ذَلِكَ  
وَعَرَضَ عَلَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ  
وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجْرُؤُ قَالُوا فَمَا  
أَوَّلَتْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ  
الْذِّينَ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۵)

(کتاب الایمان)

اہل علم جانتے ہیں کہ حدیث "النَّاسُ" میں عموم ہے جس میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شمول کا وہم بھی ہو سکتا ہے جس سے لازم آئے گا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دین میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی زائد ہوں لہذا ان سے افضل ہوں گے؛ مگر ہماری گزشتہ تقریر اگر دل نشین ہے تو یہ وہم خود بخود مدفوع ہوتا دکھائی دے گا وہ یہ کہ یہ حدیث خبر واحدہ ہے جس کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی متواتر اور اجماعی انصافیت سے تعارض واقع ہوتا ہے اس صورت میں خبر واحدہ واجب التاویل ہے اگر تاویل کی صلاحیت نہ رکھتی ہو تو واجب الرد ہوگی۔ مگر محمد تعالیٰ بخاری کی یہ حدیث صالح تاویل ہے اور تاویل یہ ہے کہ یہ عام مخصوص عنہ البعض ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تواتر و اجماع سے مخصوص ہیں اور یہ حدیث انہیں شامل ہی نہیں ہے۔

البتہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضور کی امت کے باقی سب افراد کو یہ حدیث شامل ہے اور وجہ شمول عدم وجہ مختص ہے، بلکہ اس کے برعکس اجماع و تواتر باقی سب افراد کے شمول و عموم کا حامی و مؤید ہے کیونکہ بالغرض حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد باقی حضرات پر حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ کی انصیت کیخلاف کوئی صحیح حدیث بھی آجائے تو وہ بھی تو اتر اور اجماع سے مؤول ہوگی  
یا مردود

اسی حدیث کی شرح میں امام احمد قطلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَبِّنْ سَلَّمْنَا التَّخْصِصَ بِهِ فَهُوَ  
مَعَارِفٌ بِالْأَحَادِيثِ الْكَثِيرَةِ الْبَالِغَةِ  
دَرَجَةِ التَّوَاتُرِ الْمُعْتَوِيَةِ إِلَهِ عَلَى  
أَفْضَلِيَةِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
فَلَا تَعَارِضُهَا إِلَّا حَادِدٌ وَلَيْتَ  
سَلَّمْنَا التَّوَاتُرَ بَيْنَ الدَّلِيلَيْنِ  
لِإِثْنِ أَجْمَاعِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ  
الْجَمَاعَةِ عَلَى أَفْضَلِيَّتِهِ وَهُوَ  
تَطْعٌ فَلَا يَعَارِضُهُ ظَنٌّ

ارشاد الاری الی شرح صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۰۶

ترجمہ یہ معنی اگر ہم اس حدیث کی نادر حق علم  
کے ساتھ تخصیص تسلیم کریں تو یہ ان بہت سی  
حدیثوں کے معارض ہے جو تواتر معنوی کو  
پہنچتی ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی  
انصیت مطلقہ پر دلالت کرتی ہیں، سو اخبار  
امادان کا معارض نہیں کر سکتیں اور اگر ہم فضیلت  
کی دونوں دسلوں کی برابری بھی تسلیم کریں  
لیکن اہنت و جماعت کا اجماع انصیت  
صدیق پر قائم ہے اور وہ قطعی ہے لہذا  
خبر واحد مذکور ظنی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی  
غدا الحمد

الفرق سند انصیت ہرگز فضائل کے قبیل سے نہیں ہے جن میں ضعیف حدیثیں قابل توجہ  
ہوتی ہیں بلکہ یہ عقائد قطعیہ کے باب سے ہے جن میں ضعیف حدیثیں تو کبار میں اُحاد صحاح بھی قابل توجہ  
نہیں سمجھی جاتیں۔ کما هو مصرح فی المواقف و شرحہ۔

مسکک اہنت و لائل کی روشنی میں | اہنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ  
یہ دنیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبیوں

اور رسولوں کے بعد تمام مخلوقات الہی جنوں اور ان لوگ کی طور پر افضل و اعلیٰ ہیں، علم تقویٰ اور معرفت  
الہیہ میں کوئی ان کے برابر نہیں پھر ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے اس پر اہنت و جماعت



کا اجماع و اتفاق ہے جسے تسلیم کئے بغیر کوئی شخص ہرگز ہرگز اہلسنت و جماعت سے نہیں ہو سکتا، اگرچہ وہ اپنے آپ کو سنی کہتا پھرے۔ اس کے کہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔

یہی وجہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت عظمیٰ و امامت کبریٰ بلا فصل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی ان کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس پر فائز ہوئے، نیز اس پر مجہول اہل سنت کا اجماع و اتفاق ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سب سے عذا اللہ افضل و اعلیٰ ہیں ان کے بعد حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا مرتبہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ان حضرات کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کرنا اور ان کی زیر حکومت ہم قاضی برداری کرنا بھی بے مطابق ترتیب خلافت ان کے افضل ہونے کی بڑی دلیل ہے، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انصافیت مطلقہ و کلیہ قرآن و حدیث اور اجماع اہلسنت جیسے ناقابل تردید دلائل سے محقق و مثبت ہے جنہیں بغور دیکھنے کے بعد ہر عقل مند مسک مہذب اہلسنت کی تحقیق و تصویب پر مجبور ہو جاتا ہے۔

## انصافیت اور قرآن حکیم

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انصافیت کے ثبوت میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات

پیش کی جا سکتی ہیں۔

(ترجمہ) اور اس سے بہت دور رکھا جائے گا وہ جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ ستمرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے وہ مرنے اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو

وَسَيَجْزِيهَا  
الْآتِفُ الَّذِي  
يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۚ وَمَا لِحَدِيثٍ  
عِندَهُ أَلَمْ يَأْتِ بِخَبَرٍ إِلَّا تِبَعَهُ  
وَجْهَ رَتَبِهِ الْأَعْلَى ۚ وَلَسَوْفَ

یُضَفِّہ (لیل ۲۱۳۷) سبک بزد ہے اور بے شک عنقریب  
وہ راضی ہوگا۔

امام بزار نے حضرت زبیر بن عوام سے، ابن جریر، ابن منذر، ابی جری اور ابن ابی حاتم نے حضرت  
عروہ سے اور حضرت امام حاکم نے حضرت ابن اسحاق سے بسند خود روایت کیا ہے اور ساتھ ہی کہا  
کہ یہ روایت امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے وہ یہ کہ یہ آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ  
کے بارے میں آتیں۔

امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ مَعًا عَلَى  
أَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۳۱۷)

یعنی مفسرین اہلسنت نے اس بات پر اتفاق  
کیا ہے کہ اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی  
اللہ عنہ مراد ہیں۔

امام ابن جوزیؒ نے بھی یہی کہا ہے اس میں لفظ اتقی سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی  
فضیلت ثابت ہوتی ہے جس کے معنی ہیں ”سب سے بڑا پرہیزگار“ اور قرآن ہی کا فیصلہ ہے کہ جو سب سے  
بڑا پرہیزگار ہے وہی سب سے افضل ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ

(ترجمہ) بے شک اللہ کے ہاں تم میں زیادہ  
عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے

(سورۃ حجرات، آیت ۱۳)

شیعوں کا کہنا ہے کہ اس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مراد ہیں  
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مراد ہونا وزن و دلائل سے

**ایک شیعہ کا ازالہ**

ثابت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن، سنت اور اجماع مجتہدین سے بڑھ کر کوئی دینی دلیل نہیں  
یہاں پر تین ایسے ثابت بل تردید دلائل ہیں جن کی بنا پر ان آیتوں کے مصداق حضرت علی کرم اللہ  
وجہہ نہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔



# ناقابل تردید دلائل

جن کی بنا پر ان آیتوں کے مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

## دلیل اول

یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان آیتوں کا مصداق بنانا اجماع کے خلاف ہے اور اجماع کے خلاف کرنا جائز نہیں، لہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان آیتوں کا مصداق بنانا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَمَا لَآحَدٍ عِنْدَهُ بِشَيْءٍ

## دلیل دوم

نِعْمَةٌ تَنْجِزُ (یعنی اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جسا بدلہ دیا جائے)

ابھی آئید کرتے ہیں کہ اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مراد ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مراد لینے پر لازم آئے گا کہ ان پر کسی کا کچھ احسان نہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بے شمار احسانات ہیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو ان کے والد سے لے لیا تھا اور ان کی خود پرورش فرمائی ان کے خورد و نوش اور لباس وغیرہ جیسی ضروریات زندگی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کفیل تھے، اس کے برعکس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا بہت سا مال خرچ کیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس کا اعتراف فرمایا۔

یعنی ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں مگر ہم

نے اس کا بدلہ چکا دیا، ابوبکر کے ہوا پس

بے شک اس کا ہم پر احسان ہے جس کا

بدلہ اسے خدا تعالیٰ قیامت میں چکا دیگا

مَا لَآحَدٍ عِنْدَهُ نَائِبَةٌ إِلَّا وَقْتُ

حَافِئَتَا مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ

فَإِنَّ لَهُ عِنْدَ نَائِبَةٍ أَيْكَافِئَةً

اللَّهُ بِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا

عَنْ مَالٍ أَحَدٍ قَطُّ مَا  
نَعَيْتُ مَالًا إِلَّا يَكْبُرُ الْخَمْرُ

اور کسی کے مال نے مجھے ہرگز اتنا نفع نہیں دیا  
جتنا کہ ابوبکر کے مال نے مجھے نفع

دیا۔ الخ

ترمذی ج ۲ ص ۱۲۰۹

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکر صدیقؓ پر کوئی دنیاوی احسان نہیں اس کے برعکس حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نے اپنا مال اہل و عیال اور جان تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کر دی، لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ نہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ ان آیتوں کے مصداق ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ ٹھیک ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
**ایک شہید کا ازالہ** حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ پر کوئی دنیاوی احسان نہیں، دینی اور فردی

سان تو ہے اس کا بدلہ تو ان کو چکانا تھا لہذا وَمَا لَاحِدٍ عِنْدَ مِثْلِ نِعْمَةٍ  
تَجْزَى رتجزی (ترجمہ گز چکا ہے) کے مصداق حضرت ابوبکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نہیں بن سکتے۔ اس  
اجواب یہ ہے کہ یہ اعتراض بالکل بے کار اور لایعنی ہے کیوں کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا  
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دینی احسان ہے مگر اس کا بدلہ چکانا مطلوب نہیں کیونکہ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعلان فرمادیا

أَنَا لَكُمْ عَلَيْهِ أَحْبَرُ

یعنی میں اس تبلیغ رسالت اور ارشاد

رشوری۔ آیت ۱۲

اور وَمَا لَاحِدٍ عِنْدَ مِثْلِ نِعْمَةٍ تَجْزَى سے وہ نعمت اور  
حسان مراد ہے جس کا بدلہ چکایا جائے، جیسا کہ تجزی کے لفظ سے واضح ہے جو نعمت کی  
ت مختصہ ہے اور وہ دنیاوی احسان ہی ہو سکتا ہے، اس صوفی میں آیت کا ترجمہ ہو گا۔  
آدر اس پر کسی کا کوئی دنیاوی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ چکایا جائے  
لہذا اس آیت کے مصداق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہو سکتے ہیں۔



**ایک اعتراض اور اس کا جواب** | اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آیت میں لفظ "الْأَلْفُ" کو عام رکھا جائے تاکہ یہ حکم ہر پرہیزگار کو شامل ہو اس کا جواب یہ ہے کہ "الْأَلْفُ" اہم تفصیل کا معنی ہے جس کا مقتضی اور موضوع "خصوص" ہے، مضمون لینے کے لئے "الْأَلْفُ" کو مجاز القیاس کے معنی میں کرنا پڑے گا اور مجازی معنی اس وقت ممکن ہوگا جب "الْفُ" کا اپنے معنی موضوع لہ یعنی خصوص میں استعمال متعذر اور ناممکن ہو کیونکہ اگر اصول فرماتا ہیں کہ حقیقت جب تک ممکن ہو مجازی معنی لینا جائز نہیں۔ لیکن یہاں حقیقی معنی ممکن ہیں لہذا مجازی معنی لینا جائز نہیں بلکہ سبب نزول اور اجماع مفسرین بھی اسے مجاز پر محمول کرنے کے حق میں نہیں ہیں اس لئے واجب ہے کہ "الْأَلْفُ" میں لام مہملہ خارجی کا قرار پائے اور اس کے معہود و مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں۔

لہذا آپ کی انصیت قرآن سے ثابت رہی۔ اللہ الحمد

**آیت نمبر ۲** | سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی انصیت میں قرآن کی دوسری آیت سے لحاظ سورہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى  
وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ  
یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے بند  
بلا پروردگار کی رضا جوئی ہی کے لئے اپنا مال  
خرچ کرتے ہیں اور ضرور عنقریب وہ راضی ہوں گے

مگر سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان میں ہے۔

إِنَّمَا نَطْعُكُمْ لِيُوجِبَ اللَّهُ لَكُمْ  
مُكْرِبَةً مِنْكُمْ حِزًّا ۚ وَلَا  
شُكُورًا إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا  
يَوْمًا عَبُوسًا قَتَطِيرِيًّا ۝  
(سورہ دھیر آیت ۱۰)  
بے شک میں اپنے رب سے ایک دن کا  
دُور ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے  
یعنی میں اپنے رب سے اس ترش اور نہایت  
سخت دن کا ڈر ہے اس لئے ہم تم سے اپنے  
عمل کی جزا یا شکر گزار ہی نہیں چاہتے یہ مل

اس لئے ہے کہ ہم اس دن خوف سے اسی میں  
رہیں۔

یہ اور اوپر کی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما  
کا اپنا مال دینا خدا کے لئے تھا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئے والی آیت بتاتی ہے  
کہ ان کا مال کو خرچ کر خدا اور قیامت کے دن کے خوف کے لئے تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
والی آیت یہ بتاتی ہے کہ وہ قیامت کے دن کے خوف سے بالاتر ہو کر صرف اور صرف رضائے الہی  
کے حصول کے لئے مال خرچ کرتے تھے نہ آپ کو قیامت کے ترش سخت دن کا ڈر تھا اور نہ ہی ثواب  
سے کوئی غرض۔ بلکہ ذات باری تعالیٰ کی رضا جوئی آپ کا اولین اور آخرین مقصد تھا لہذا حضرت ابوبکر  
صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل و اعلیٰ ثابت ہوئے۔

ان دو آیات کے علاوہ دس آیتیں اور بھی ہیں جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضل ہونے  
پر شاہد عدل میں بحوث طرالت انہیں نقل نہیں کیا جاتا۔

## افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

### اور احادیث شریفہ

افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ثبوت میں مندرجہ ذیل احادیث شریفہ پیش  
کی جاسکتی ہیں۔

ام بخاری و مسلم رحمہما اللہ صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روای  
ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میل ہوئے اہل آپ کے مرض میں اضافہ ہو گیا تو  
آپ نے ارشاد فرمایا **مَسْرُورًا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ** کہ ابوبکر کو کہو لوگوں کو نماز  
پڑھانے یعنی میری جگہ لوگوں کا نماز میں امام بنے۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی



يَا رَسُولَ اللَّهِ رَحِيلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّيَ  
 بِالنَّاسِ کہلے اللہ کے پتے رسول ابو بکر ایک نرم دل آدمی ہیں جب آپ کی جگہ نماز پڑھانے  
 کھڑے ہوں گے تو فوطم سے وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے یعنی ان کی جگہ کسی اور کو مقرر فرمادیں۔  
 اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَسْرُوعٌ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ کہ اے  
 عائشہ تو ابو بکر سے کہہ دے وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس پر ام المومنین نے پھر وہی بات دہرائی تو آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَسْرُوعٌ أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَنَاتَكُنَّ صَّاحِبَاتِ  
 يُونُسَ کہ اے عائشہ ابو بکر سے کہہ دے کہ وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں تم تو حضرت یونس علیہ السلام کے زمانے  
 کی عورتوں کی طرح ہو۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم بھیجا۔ حدیث  
 کے الفاظ ہیں:-

<p>كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ          حَيًّا وَالتَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ          (صحیح بخاری مجتہبان ج ۱)</p>	<p>یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آنحضرت          صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد آیا تو آپ نے          آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں کو          نماز پڑھائی۔</p>
---	--

یہ حدیث متواتر ہے، حضرت عائشہ  
 عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، عبداللہ  
 بن عمر، عبداللہ بن زمرہ، ابوسعید، علی بن ابی  
 طالب اور حفصہ بن ابی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے اس حدیث کو حضرت  
 ابو بکر صدیق کی فضیلت مطلقہ، کلیہ، خلافت حقہ اور آپ کے سب سے زیادہ لائق امامت ہونے کی ٹھوس  
 دلیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام ابن حجر مکی صراحۃً میں فرماتے ہیں:-

<p>كَانَ الْعُلَمَاءُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ</p>	<p>یعنی علماء کرام نے اس حدیث کے بارے میں</p>
--	---

أَوْضَحَ دَلَالَةً عَلَى أَنَّ الصِّدِّيقَ  
أَفْضَلَ الصَّعَابَةِ عَلَى الْإِطْلَاقِ  
وَأَحَقُّهُمْ بِالْخِلَافَةِ وَأَوْلَاهُمْ  
بِالْإِمَامَةِ (ص ۲۳)

کہا ہے کہ یہ اس بات پر دلالت کرنے میں نہایت  
واضح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق سب صحابہ سے  
مطلقاً افضل، خلافت کے سب سے زیادہ حقدار  
اور امامت کے سب سے زیادہ لائق ہیں، رضی اللہ  
عنه ومنہم اجمعین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
نے آٹھ روز تک نمازیں پڑھائیں

امام ابن حجر صواعق میں فرماتے ہیں کہ امام  
ابن عدی، ابو بکر بن عیاش سے روایت کرتے  
ہیں کہ امیر المومنین حضرت ہارون الرشیدؒ نے  
ان سے فرمایا کہ اے ابو بکر لوگوں نے حضرت  
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کا خلیفہ اور جانشین کیسے منتخب کیا؟ ————— انہوں نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین  
اللہ تعالیٰ خاموش رہا، ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور مسلمان خاموش رہے،  
حضرت ہارون الرشیدؒ نے فرمایا ————— اے ابو بکر! قسم بخدا مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ اس سے  
تمہارا کیا مطلب ہے؟ ————— ابو بکر کہتے ہیں، میں نے کہا امیر المومنین یوں سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم آٹھ روز بیمار رہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر خدمت اقدس ہوئے عرض کی یا رسول اللہ آپ  
کی جگہ لوگوں کو نمازیں کون پڑھائے؟ فرمایا، ابو بکر سے کہو لوگوں کو نمازیں پڑھاتے رہیں تو حضرت ابو بکر صدیق  
لوگوں کو آٹھ روز نمازیں پڑھاتے رہے جب کہ اس دوران وحی بھی نازل ہوتی رہی اگر خدا تعالیٰ کو حضرت  
ابو بکر کی امامت پسند نہ ہوتی تو وحی کے ذریعے منع فرمادیتا مگر ایسا نہ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ یہ بات خدا تعالیٰ  
کو پسند تھی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا کی خاموشی کی وجہ سے خاموش رہے اور لوگ بھی رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی کی وجہ سے خاموش رہے۔ فَانْجَسَ قَتَالُ بَارَكَ اللَّهُ فِيهِمَا  
۱۲ ————— یعنی ابو بکر بن عیاش کی یہ بات امیر المومنین کو پسند آئی تو خاموش ہو کر بولے خدا تعالیٰ



میں برکت فرماتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت  
ابوبکر صدیق کے پیچھے نمازیں پڑھیں

آخری ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ  
امام مقرر فرمایا۔ بعض کی طرف سے بار بار مشورہ

عرض ہوا کہ وہ بہت رقیق القلب ہیں آپ کو مصلے پر نہ پا کر رو پڑیں گے اور ان سے نمازیں نہ پڑھائی  
جائیں گی۔ آپ ان کی بجائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمائیں مگر آپ نے ہر بار یہ فرما کر کہ  
اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کو ابوبکر ہی منظور ہیں ان کے مشورے کو قبول نہ فرمایا اور طاعنہ جو بخاری مجتہبی ج ۱ ص ۱۳  
چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی امامت کراتے رہے۔ اس طرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مقدس مصلے پر چھوڑ کر دنیا سے رخصت  
ہوئے اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کوئی دوسرا صحابی۔ حضرت عمر، حضرت عثمان یا حضرت علی رضی  
اللہ عنہم افضل ہوتا یا کم از کم بھی ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رقت قلبی کے  
عذر کا مشورہ قبول فرما کر ان کی بجائے کسی دوسرے کو مقرر کر لیا نہ کیا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ  
حضور کی نظر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوئی مثال ہی نہ تھا۔ اس لئے انہیں  
اپنا مصلے پیرو فرمایا بلکہ خود بھی ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ چنانچہ امام ابو یوسفی ترمذی رحمہ اللہ  
فرماتے ہیں۔

حدیث۔ ۱۔ وَرَوَى عَنْهَا أَنَّ  
السَّيِّدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى  
خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ تَعَادًا تَرْمِذِي

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے  
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے  
بیٹھ کر نماز پڑھی۔

سہرا ام ترمذی دوسری حدیث نقل فرماتے ہیں

وَرَوَى عَنْ النَّبِيِّ بْنِ  
یعنی حضرت انس بن رضی اللہ عنہ سے

مَا لَيْكَ أَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَلَفَ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ قَاعِدٌ

(ترمذی ج ۱ ص ۱۴۸)

مردی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھے  
ہونے نماز پڑھی۔

پھر تیسری حدیث نقل فرماتے ہیں

۳ — عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

مَرْحَلِهِمْ خَلَفَ أَبِي بَكْرٍ قَاعِدًا

فِي الثُّلُوبِ مَتَوَشَّحًا بِهِ (ترمذی ج ۱ ص ۱۴۸)

یعنی حضرت انس سے مروی ہے انہوں  
نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اپنی بیماری میں حضرت ابو بکر کے پیچھے بیٹھ کر ایک  
کپڑے میں نماز پڑھی۔ جسے بغل کے نیچے سے کر کے  
شانے مبارک پر ڈالا ہوا تھا۔

۱ ان تینوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق  
رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اسی طرح نسائی میں بھی دو حدیثیں ہیں۔

۴ — عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَخِيرَ

صَلَاةٍ مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الْقَوْمِ فِي ثَوْبٍ

وَاحِدٍ مَتَوَشَّحًا خَلَفَ أَبِي بَكْرٍ

(نسائی ج ۱ ص ۱۲۶)

یعنی سب سے آخری نماز جو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کیساتھ ایک کپڑے  
میں پڑھی جسے آپ نے بغل کے نیچے سے کر کے  
شانے شریف پر ڈالا ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق  
کے پیچھے تھی۔

دوسری حدیث میں ہے۔

۵ — عَنْ عَائِشَةَ

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّى بِلِسَانِهِ وَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

الصَّغَبِ (نسائی ج ۱ ص ۱۲۶)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے  
کہ حضرت ابو بکر صدیق نے لوگوں کو نماز  
پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے  
صف میں تھے۔



حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی

## حدیثوں میں تعارض کا رفع

بعض روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو آپ مصی سے پیچھے ہٹنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مصی سے پرکھنے کے لئے اشارہ کیا۔ مگر آپ پیچھے آگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ فارغ ہونے کے بعد آپ نے حضرت ابوبکر صدیق سے پوچھا کہ جب میں نے تمہیں مصی سے پرکھا رہے تھے تو تم پیچھے کیوں ہٹ آئے؟ آپ نے عرض کی:-

ابو قحاذہ کے بیٹے کو لائق نہ تھا کہ  
دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے  
نماز پڑھے۔

مَا كَانَ ابْنُ أَبِي قُحَّافَةَ  
أَنْ يَصِلَ بَيْنَ يَدَي رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری ج ۱ ص ۹۴)

### حضرت ابو قحاذہ کا مختصر تذکرہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کس نفسی

کے طور پر اپنے آپ کو ابوبکر کہنے کی بجائے ابن ابی قحاذہ کہا۔ ابو قحاذہ آپ کے والد ماجد کی کنیت ہے ان کا نام عثمان بن عامر ہے۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تاکہ شرف بیعت سے مشرف ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ ”تم نے بزرگ کو یہاں آنے کی تکلیف دی اچھا ہوتا کہ یہ اپنے گھر میں تشریف رکھتے ہم تمہاری تعظیم و عظمت سے دہاں ہی تشریف لے چلتے اور یہ مسلمان ہو جاتے“ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یہ آپ کی خدمت میں پہلے آیا رہے تھے۔ پھر آپ نے انہیں مشرف بہ اسلام کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کی عمر اس وقت کافی تھی۔ ان

کے سر اور واڑھی کے بال نہایت سفید ہو چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سیاہ خضاب کو چھوڑ کر کسی دوسرے خضاب کے بالوں کی سفیدی کو بدل دو۔ چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ آپ ہی پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے خضاب لگایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ہی حیات رہے اور ان کے ترکہ سے چٹا حصہ پایا اور انہیں کئے بچوں کو واپس کر دیا۔ آپ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت پالی۔ آپ نے ۹۸ سال کی عمر میں ۳۱ ماہ محرم میں وفات پائی۔ آپ نے احادیث شریفہ بھی روایت کی ہیں۔ ————— اسد الغابہ ج ۳ ص ۲۶۴/۲۶۵

اسی طرح کی اور بھی احادیث ہیں جن میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے کو ہٹ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کو ان اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مقتدیوں میں شریک ہو گئے مگر نسائی اور ترمذی کی احادیث ابھی گزریں کہ آنحضرت نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نمازی پڑھیں۔ آپ مقتدی تھے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ امام۔ —————

یہ تعارض اور تضاد قائم ہو گیا جسے دور کرنے کی صورت یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کے آخری ایام عمر میں بارہا نمازی پڑھائیں۔ جن میں سترہ نمازوں کی مراعت تو بہت سی کتابوں میں موجود ہے۔ اس لئے اختلاف روایات کو اختلاف احوال و تعدد واقعات پر محمول کیا جائے۔ یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ادباً پیچھے ہٹ جاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع مبارک امامت کے فرائض انجام دے سکنے کے قابل ہوتی تو آپ اُنکے بڑھ جاتے اور اگر طبع شریف اس قابل نہ ہوتی تو آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مصلے پر ہی کھڑے رہنے کو باہر دھرماء مجبور فرماتے تو وہ ————— الْأَمْرُ فَتَوَتَّى الْأَدَبُ ————— کی رو سے تعمیل حکم کے نماز پڑھا دیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں ہی میں جسد و گریہتے۔

کما اشار الیہ الامام ابن حجر العسقلانی فی الفتح (فتح الباری ص ۷۵ ص ۱۲۳)

بہر صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہے اس کا منکر کوئی جاہل ہی ہو گا۔



چنانچہ انسان العیون میں امام ترمذی سے منقول ہے انہوں نے فرمایا: —

یعنی یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم نے اپنی مرضی وفات میں حضرت ابو بکر  
صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی اس کا  
جواب ہی منکر ہوگا۔ جسے اس روایت کا کوئی  
علم نہیں۔

ثَبَّتَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
صَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ مُقْتَدِيًا بِهِ  
فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ثَلَاثَ  
مَرَّاتٍ وَلَا يَنْكُرُ إِلَّا جَاهِلٌ لَا عِلْمَ  
لَهُ بِالرُّوَايَةِ (الإنسان العیون ج ۳ ص ۱۶۵)

نیز — واضح ہو کہ اس میں تین نمازیں پڑھنے کا ذکر ہے مگر لفظ کی نفی نہیں ہے، لہذا  
تین والی روایت سترہ والی روایت کے منافی نہیں ہوگی۔

بات تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انصافیت کی ہو ہی تھی مگر — آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام بنانے اور خود ان کے  
پیچھے نمازیں پڑھنے کا ثبوت دینا اس بنا پہ ہے کہ اس سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سب سے  
افضل ہونے کی تائید ہوتی ہے، اگرچہ امام کا ماموم اور مقتدی سے افضل ہونا ضروری اور یقینی نہیں تاہم  
زیر بحث واقعہ ایک طرح کی خصوصیت کا حامل ہے وہ یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق کی رقت قلبی کے حذر پہ  
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے امام بنانے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی گئی مگر آپ  
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو امام بنانے پر اصرار کرتے رہے اور دنیا سے رخصت ہونے، ان  
کے سوا اور کسی کو اپنا سجادہ اور محلے سپرد نہ فرمایا اور اس کے خلاف مشورہ دینے پر ناگواری کا اظہار فرمایا  
یہ اس امر کی یقینی دلیل ٹھہرتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سب صحابہ سے افضل ہیں اور  
صحابہ کا ان کے متبادل حضرت عمر فاروق کا اسم گرامی پیش کرنا بھی اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے بعد  
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی سب صحابہ سے افضل ہیں۔

چنانچہ امام ابن حجر مقلانی فرماتے ہیں: —

فِيهِ تَقْدِيمُ أَبِي بَكْرٍ وَتَرْجِيحُهُ | کہ اس حدیث سے حضرت ابو بکر صدیق کا

عَلَى جَمِيعِ الصَّحَابَةِ وَفَضِيلَةٍ  
عَمْرًا لَعَدَّةً رَفَعَ الْبَارِي ج (۱۲۴)

سب صحابہ سے مقدم اور افضل ہونا ثابت ہوتا  
ہے اور یہ کہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی  
اللہ عنہ افضل ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہوتے کوئی

ہماری اس تقریر کی اس حدیث سے بھی

تائید ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

امامت ذکر کرائے (حدیث ۱۲)

فرمایا کہ ابو بکرؓ کے ہوتے کوئی امامت نہ کرائے۔

چنانچہ ترمذی میں ہے:

یعنی جس قدم میں ابو بکر موجود ہوں ان

کی امامت ان کے بغیر کسی مناسب نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

لَا يَتَّبِعُ لِقَدِيمِ نَبِيِّهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ يُؤَمِّرُ

غَيْرُهُ (ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۸)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے شیخ المحققین امام الکاملین، غوث الواصلین، سید العارفین

سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی لمعات شریف میں اور عمدۃ المحققین امام المحدثین حضرت مولانا  
علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل

ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دین میں

تمام صحابہ سے افضل ہیں تو خلافت میں انہیں

کا مقدم کرنا بہتر اور افضل تھا۔

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى تَفْضِيلِهِ فِي

الدِّينِ عَلَى جَمِيعِ الصَّحَابَةِ فَكَانَ

تَقْدِيمُهُ فِي الْخِلَافَةِ أَوْلَى

وَأَفْضَلُ (لمعات)

علامہ قاری فرماتے ہیں

اور اسی حدیث میں اس بات کی دلیل ہے۔

کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ أَفْضَلُ

جَمِيعِ الصَّحَابَةِ فَكَانَ تَقْدِيمُهُ أَفْضَلَ



افضل میں حنبیہ بات ثابت ہوگئی تو ان کا  
سب سے اول مستحق خلافت ہونا ثابت ہو  
گیا اور یہ مناسب نہیں کہ غیر افضل کو افضل کے  
ہوتے خلیفہ بنایا جائے۔

فَقَدْ ثَبَتَ اسْتِقَانُ الْخِلَافَةِ وَلَا  
يُبْعَثُ أَنْ يُجْعَلَ الْمَفْضُولُ خَلِيفَةً  
مَعَ دُجُودِ الْأَفْضَلِ (مرقات ج ۲)

۱۵۲۸

واضح ہو کہ ہمارا موضوع کلام اگرچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ کا اثبات  
ہے اور یہی آپ کے خلافت کے زیادہ اور اولیٰ اعتبار ہونے کو لازم ہے اگر دوسرے دلائل سے صرف  
نظر کیا جائے تو یہی دلائل حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت و اخصیت بالخلیفۃ کیلئے کافی ہوں گے کیونکہ  
دلوں میں تلامذہ ہیں تمام ناظرین کرام آپ کے خلافت کے سب سے زیادہ اور اول اعتبار ہونے کے دوسرے  
عقل اور نقل دلائل ہماری تصنیف ————— کِتَابُ الْفَضْلِ بِالْخِلَافَةِ بِمَا نَصَلُ —————  
میں ملاحظہ فرمائیں جو انشاء اللہ عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر بدیع ناظرین ہوگی۔ اس میں قابل  
تردید دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ خلافت بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی خلافت  
حق ہے۔ اس کے برعکس ردائے کفر و غلو خلافت بلا فصل خود روافضہ ہی کے مذہب نامہدہ  
میں منوع و ملعون ہے (ملاحظہ ہوشیوں کی معتبر کتاب "عن لا یخفروہ العقیبہ" ص ۱۱۱، باب الاذان)  
وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

## ✓ افضلیت صدیق میں تیسری حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے  
مردی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا کہ اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیفہ  
بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ اور لیکن وہ میرے بھائی  
اور ساتھی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ  
مُتَّخِذًا أَمِينًا أَوْ خَلِيفَةً  
لَا تَخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ وَلَكِنْ أَخِي  
وَصَاحِبِي (بخاری ج ۱ ص ۱۵۱۶)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے ————— اَبُو فِی الدِّیْنِ وَصَاحِبِیْ فِی الْغَارِ  
یعنی ابو بکر میرے دینی بھائی اور غار کے ساتھی ہیں۔

اس حدیث سے غلت کی اہمیت واضح ہو گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہوا کوئی  
اس کا مستحق نہ تھا۔ اس سے آپ کی افضلیت ثابت ہوئی۔

غلت کا مقام محبت سے اونچا ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ و  
فاطمہ الزہراءؓ وغیرہما جیسے کئی صحابہ کو محبوب تو قرار دیا مگر خلیل نہ فرمایا۔ بلکہ اس کے بابے میں فرمایا کہ  
اگر میں اللہ کے ہوا کوئی اور کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔

### ایک شبہ کا ازالہ

اگر کسی صاحب کو یہ شبہ لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عجیب  
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام "خلیل" ہیں۔ اگر غلت محبت سے افضل ہو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام  
کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ یہاں جماع کے غلات ہے؟  
اس کا جواب یہ ہے ————— کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ  
نے خلیل فرمایا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غلت سے نوازا۔

چنانچہ مسلم شریف میں ہے ————— وَقَدْ اخَذَ اللَّهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا  
اپنی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب کو اپنا خلیل بنایا ہے۔ بعض علماء کا  
محبت کو غلت سے افضل قرار دینا کما قال الامام العلام القاضی حیاضی رضی اللہ عنہ  
فی کتابہ الشریف الشفاء لا نقدر نظر اور تاثر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر  
صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بنایا۔

بکہ امام واحدی رحمۃ اللہ علیہ نے

اپنی تفسیر میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ

عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔



اللہ تعالیٰ نے مجھے غلیل بنایا جیسے  
حضرت ابراہیمؑ کو غلیل بنایا اور یہ کہ ہر نبی کا  
اس کی امت میں ضرور ایک غلیل ہوتا تھا  
سنو بے شک ثبوت میرا غلیل  
ابوبکرؓ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اخْتَلَفَ فِي خَلِيلٍ لَّكُنَّا  
نَخْتَلِئُ أَبْنَاءَهُمْ خَلِيلًا وَإِخْوَانَهُ لَمْ  
يَكُنْ نَبِيًّا إِلَّا لَهُ فِي أُمَّتِهِ خَلِيلٌ  
الْأَوَّلُ خَلِيلُ الْبُكَيْرِ  
مرقات ج ۵ ص ۵۲۵ و مواہق ۱

ایک طرف امام مہذب الاموال الحسن علی بن عمر عربی سمری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نوائے میں حضرت ابی بن  
کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم وصال سے  
پانچ دن قبل آپ کے خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ارشاد فرمایا ہے تھے کہ —  
”ایسا کوئی نبی نہیں گزرا جس نے اپنی امت سے اپنا ایک غلیل نہ بنایا ہو اور  
بے شک میرے غلیل ابوبکر ہیں۔“ — مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۵۲۵ - و  
ارشاد الساری شرح بخاری ج ۶ ص ۸۹ و مسیح البخاری ج ۷ ص ۱۱۲

## ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق  
رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دفات شریف سے پانچ روز قبل غلیل بنانے کا اعلان فرمنا  
اس حدیث سے معارض ہے جو صحیح مسلم میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی دفات سے پانچ روز پیشتر سنا آپ نے فرمایا کہ ”میں اس بات سے  
ہی ہوں کہ تم میں سے میرا کوئی غلیل ہو۔ میرا غلیل تو اللہ ہی ہے۔“ — یہ حدیث اوپر کی ان دو حدیثوں  
سے معارض ہے جو ابوالامارہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔ یہ تعارض کیسے رفع ہوگا؟  
اس کا جواب یہ ہے کہ — حدیث جندب رضی اللہ عنہ پہلے کی ہے اور سابقہ دونوں  
حدیثیں بعد کی ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار جل مجدہ کی  
شدت محبت اور اس کی تعظیم و تواضع میں اس کے علاوہ کسی اور کو غلیل بنانے سے برات کا اظہار فرمایا

جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس شوق و جذبہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم میں آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بنانے کی اجازت بخش دی۔ لہذا آپ نے انہیں اپنا خلیل بنالیا۔ جیسا کہ حضرت ابوامامہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے (مسند الباری ج ۱، ص ۱۴۰ - ارشاد الساری ج ۱ ص ۸۶ و مرقات ج ۵ ص ۱۲۵)۔

## افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تیسری حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے امام بخاریؒ روایت فرماتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ

یَعْنِي بِمِ الْأَخْفَرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَثَا غَيْرِ بَيْنَ النَّاسِ فِي  
زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَنَحْنُ أَبْنَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ  
ثُمَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ  
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸)

یعنی ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں لوگوں کے ایک دوسرے سے افضل ہونے کی باتیں کرتے تھے تو ہم حضرت ابوبکرؓ کو سب سے افضل بتاتے پھر عمر بن خطابؓ کو پھر عثمان بن عفانؓ کو۔

رضی اللہ عنہم اجمعین

یعنی ہم جب لوگوں کے ایک دوسرے سے افضل ہونے کی باتیں کرتے اور کہتے کہ فلاں سے فلاں افضل ہے تو اس سلسلہ میں ہم کہتے کہ اتمت عمدیہ میں سب سے افضل ابوبکرؓ ہیں، پھر عمر فاروقؓ، پھر عثمان غنیؓ۔ طبرانی کی روایت میں اس سے لگے ہے — فَيَسْبِقُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ فَلَا يَتَّخِذُكَ (ارشاد الساری ج ۱ ص ۱۸۵) کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہوتے تھے تو اس کا انکار نہ فرماتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے۔ کیونکہ یہ حدیث تقریری ہے یہاں پر امام تہطاویؒ اور امام عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔



اور سابق بزرگوں کا اس بات پر اتفاق  
ہے کہ حضرت ابو بکرؓ تمام امت سے افضل ہیں  
امام شافعیؒ وغیرہ نے اس بات پر صحابہ و  
تابعین کا اجماع و اتفاق نقل کیا ہے۔

وَقَدْ أَطْبَقَ السَّلَفُ عَلَى أَنَّهُ  
أَفْضَلُ الْأُمَّةِ حَكَى الشَّارِفُ  
وَعَنْ إِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ  
عَلَى ذَلِكَ - (ارشاد الساری ج ۶)

ص ۸۵ - فتح الباری ج ۷ ص ۱۱۳

## افضلیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری حدیث

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں

انہوں نے فرمایا کہ:-

انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس  
میں ہم کسی کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے برابر نہ کرتے  
پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر ہم انحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کے صحابہ کو چھوڑ دیتے انہیں ایک  
دوسرے سے افضل نہ کہتے۔

كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِيَا فِي بَكْرٍ  
أَحَدًا أَنتُمْ عُمَرَاؤُكُمْ عُثْمَانُ ثُمَّ نَتْرُكُ  
أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
لَا نَفْضِلُ بَيْنَهُمْ (بخاری ج ۱ ص ۵۲۳)

یعنی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم بزرگی میں انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ  
سے کسی کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر نہ کرتے۔ ترمذی اور ابوداؤد میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر  
رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ بات ہوتے ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ  
اور طبرانی میں ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں ہم کہا کرتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
سب امت میں افضل حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں، پھر عمرؓ پھر عثمانؓ۔ تو اسے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سنتے ہوتے  
اور اس کا انکار نہ فرماتے۔ اور ابن سلیمان نے فضائل الصحابہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت  
کی ہے انہوں نے فرمایا کہ مجلس سے حضرت ابو بکرؓ اور عثمانؓ کے چلے جانے کے بعد ہم کہتے یہ لوگ برابر ہیں

ترجمہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سنتے جوتے اور انکار نہ فرماتے۔

## ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمان کے بعد

حضرت علیؓ کی افضلیت اہلسنت کا متفق علیہ مسلک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا ذکر نہ کرنا مسلک اہلسنت کے خلاف ہے حالانکہ مسلک اہلسنت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔

اس کا جواب یہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے ذکر نہ کرنے سے حضرت عثمان کے بعد ان کے افضل ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ (صواعق ۵) کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ عدم ذکر الشیء سے عدم الشیء لازم نہیں آتا۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ اس زلمے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا افتادہ شائع نہ ہو بلکہ اس کے بعد دلائل وقرائن کی فراہمی سے معوضا مستحکم ہو گیا ہو اور اصل کا قرینہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا احترام بعض روایات میں ثابت ہے (ملاحظہ ہو نسخ الباری ج ۱، ص ۱۳)

چنانچہ ابن عساکر نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

— كُنَّا نَقُولُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ

وَعَلِيٌّ (ارشاد الاری ج ۱، ص ۱۴) — یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کہا کرتے

کرتے تھے ابو بکر، عمر، عثمان اور علیؓ ہیں۔ یعنی ان کے مراتب اسی ترتیب سے ہیں۔

حضرت علیؓ کی شہادت کہ بعد از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیقؓ افضل ہیں

## افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ کی پانچویں حدیث

حضرت مولیٰ علی کریم اللہ تعالیٰ وجہہ کے صاحب زادے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے

ان کو میں نے اپنے والد ماجد سے دریافت کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب  
افضل کون ہے۔ فرمایا ابو بکرؓ انہوں نے کہا میں  
نے دریافت کیا کہ پھر کون فرمایا عمرؓ اور مجھے دُر  
لگا کہ کہیں اب عثمانؓ کا نام نہ لے لیں۔ تو میں نے  
کہا کہ پھر آپ افضل ہیں! فرمایا میں تو عام مسلمانوں  
میں سے ایک مرد ہوں۔

أَتَى النَّاسَ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ  
قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيتُ  
أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ قَالَ  
مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ  
صحیح بخاری جلد ۱ ص ۵۱۸

امام ابن عساکرؒ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں اسی حدیث کو ایک اور سند سے  
روایت کیا ہے اس میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے محمد بن حنفیہ سے فرمایا — اِنَّ  
الثَّابِتَ عُثْمَانُ — کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد تیسرے دے پر افضل حضرت عثمان رضی اللہ  
عنہ ہیں (ارشاد الساری ج ۴ ص ۹۳) (فتح الباری ج ۷ ص ۲۶)

حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ سے میں فرمانا کہ میں عام مسلمانوں میں سے ایک مرد ہوں تو اضع  
کے طور پر ہے مدد آپ کو اس بات کا بخوبی علم تھا کہ آپ اس وقت جب کہ آپ کے صاحبزادے نے یہ  
سوال کیا سب افضل تھے۔ کیونکہ آپ سے یہ سوال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہوا۔ اور  
حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ آپ ہی افضل ہیں جسے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کے نام لینے سے  
پہلے کہہ دیا کہ پھر آپ افضل ہیں۔ مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سن لیا تشفی ہو گئی۔

## مسئلہ افضلیت کے قطعی وطنی ہونے کی نفیس بحث

افضل البشر بعد الانبیاء | جمیع اہلسنت وجماعت تمام مستندین معتزلہ وکوفہ کے شیعیان اولین  
اور کچھ متاخرین معتزلہ اور حسب الزرقانیہ جملہ منصفین شیعہ کے



نزدیک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں اور امام شیعہ و متاخرین معتزلہ کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا امام ابراہیم شامی و امام شافعی و حضرت مجدد الف ثانی و حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و محدث علی قاری رضی اللہ عنہم کے نزدیک قطعی ہے۔ ملاحظہ ہو (مکتوبات ج ۲ ص ۱۳۱ و السربیل للمحدث الدہلوی ص ۹۳ و الجواہر ج ۲ ص ۲۷ و الصواعق ص ۵۸ و شرح فقہ اکبر ص ۶۴) اور دلیل یہ کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے تفصیل کے منکر کو اسی کوڑوں کی سزا کا مستحق قرار دیا اور ظنی میں سزا نہیں ہوتی اس کے برعکس جمہور علماء کے نزدیک یہ تفصیل ظنی ہے قطعی نہیں۔

**سوال** جن حضرات کے نزدیک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انصافیت قطعی ہے وہ اس کے منکر کو کافر کیوں نہیں ٹھہراتے جبکہ قطعی کا منکر کافر ہوتا ہے؟

**جواب** جواب یہ ہے کہ ہر قطعی کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ اس اجمال کی تفصیل کے سلسلے میں قطعی کی قسمیں معلوم کرنا ضروری ہے۔

**مسائل قطعیہ کی قسمیں** مسائل قطعیہ اعتقادیہ ہوں یا عملیہ دو قسم ہیں۔ اول وہ کہ ان میں دلائل کا تعارض و علماء کا اختلاف واقع نہ ہوا ہو اور ان کے

اثبات کے دلائل تاویل کا احتمال بھی نہ رکھتے ہوں جیسے توحید باری تعالیٰ اور اس کی صفات بعدہ کا اثبات وغیر ذلک اور ظاہر ہے کہ مسئلہ تفصیل اس قبیل سے نہیں ہے اور۔

دوم وہ مسائل کہ ان میں علماء نے اختلاف کیا ہو اور دلائل تاویل کے محتمل بھی ہوں لیکن مجتہدین کی ترجیح اور جانبین کی طرف سے بحث و تمحیص کے بعد اختلاف ختم ہو گیا اور مسئلہ کی ایک جانب منقطع و مقرر ٹھہری ہو۔ یہ قسم ابتداءً تو ہرگز قطعییت کی حامل نہیں لیکن بالآخر قطعییت پر منتج ہوئی جیسے آخرت میں دیدار حق و عدم خلق قرآن وغیرہ مسائل تفصیل اسی سے قبیل ہے کہ صدر اول میں اختلاف رہا صحابہ کی جماعت قلیہ تفصیل سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی

مائل تھی اور اس سلسلے میں کچھ دلائل بھی دیے جاتے تھے جبکہ تفصیل شیعین رضی اللہ عنہما کے کچھ دلائل  
مستل تاویل و تخصیص بھی تھے لیکن بالآخر سیدنا علی المرتضیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں اس  
مسئلہ کی تشہیر و تردیح و تاکید و تقریر فرمائی گئی کہ وہ مائل میں قمار ختم ہو گیا اور تفصیل شیعین رضی اللہ  
عنہما کی جانب راجع و معین قرار پائی۔ اس سلسلے میں دلائل تو بہت ہیں مگر تنگی وقت مائل ہے  
غلامریہ ہے کہ آنجناب کے اسی جلیل القدر اصحابؓ اسباب مسئلہ تفصیل شیعین کے راوی ہیں۔  
اور تقریبات مختلفہ میں انہوں نے آنجناب کے اس مسئلہ کو سماعت فرمایا و اقرار قطعی اور دیگر محدثین  
آنجناب مولانا محمود گائناث رضی اللہ عنہ سے روایات صحیحہ لائے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔  
لَا يَفْضِلُنِي أَحَدٌ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ الْأَجَلَةَ تَلَحُّدًا الْمُنْتَرَعِ —  
کہ جو شخص مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل سمجھے گا میں اسے بہتان تراشی کی سزاؤں کا  
آنجناب کے یہ الفاظ مسئلہ کی قطعیت پر بہ کمال مراحت رکھتے ہیں کیونکہ ظنیات میں  
بالاجماع سزا نہیں ہے۔ گویا تفصیل کا منکر نہ صرف اہلسنت سے خارج و کرامہ ہے سزاؤں و تعزیر  
کا بھی مستحق ہے۔

**قطعی الاصل و ظنی الکیفیتہ** | نیز یاد رہے کہ کبھی مسئلہ اصل میں قطعی ہوتا ہے اور اس  
کی کیفیت کی تعیین ظنی ہوتی ہے جیسے منفات سبعہ کا  
اثبات بلاشبہ قطعی ہے اور ان گناہ بر ذات یا ان کا عین ذات یا لا عین ولا غیر ہوتا ظنی  
ہے اسی طرح عدم خلق قرآن کا مسئلہ قطعی ہے اور اس بات کی کیفیت کی تعیین کہ کلام نفسی  
قدیم ہے یا الفاظ کلید بلا خصوصیات محل ظنی ہے و ہذا فی الاعتقادات۔ اب یہی صورت حال  
عملیات میں ملاحظہ فرمائیے مثلاً حجۃ الوداع اصل حج کے اعتبار سے تو قطعی ہے مگر تعیین کیفیت  
کہ قرآن تھا یا تمسح یا افرادِ یظنی ہے اس لئے اصل میں اتفاق کے باوجود اس میں علماء نے  
اختلاف کیا ہے۔

مسئلہ تفصیل اسی قبیل سے ہے کہ اصل تفصیل قطعی ہے مگر نزاع و تعارض کے بعد اور

اس کی کیفیت کہ یہ تفصیل کس چیز میں ہے کثرت ثواب مع نفع اعظم فی الامور یا کسی دوسری چیز میں یہ ظنی ہے اس میں قطع و یقین کسی طرف میں نہیں۔

**تفصیل تفصیل** | تفصیل کی بہت سی اقسام ہیں جن کی مختصر سی تفصیل یہ ہے کہ تفصیل کہیں

اصطفاً ہوتی ہے اس میں عمل کا تعلق نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اس کے بغیر بعض کو بعض پر فضیلت بخش دیتا ہے جیسے بیت اللہ کو تمام بیوت اور حجر اسود کو تمام احجار

وسیلۃ القدرہ کو تمام لیالی اور جمعہ کے دن کو تمام ایام اور ماہ رمضان کو تمام مہینوں اور انبیاء کو تمام امتوں پر فضیلت ہے۔ اور کہیں تفصیل تبعی لا ذاتی ہوتی ہے جیسے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد شریفہ و ازواج مطہرات کو سب کی اولاد و ازواج پر فضیلت ہے اور تفصیل بنی ہاشم بر جمیع قبائل اس قسم کی تفصیل میں تو کسی طرح بھی نزاع و اختلاف نہیں۔ اور

تیسری تفصیل جزائی ہے عمل کے مقابلے میں وہو المتنازع فیہ اور دنیاوی امور مثلاً قوت بدن و بلاغت لسان و حسن سیاست مکیہ میں تفصیل کا اصلاً اعتبار نہیں البتہ امور

اخروی مثلاً تقویٰ و دیانت میں تفصیل مستحب ہے۔ کما قال تعالیٰ ان احکمکم عند اللہ اتقکم اور علم میں بھی کما قال تعالیٰ هل یتوی الذین یعلمون

والذین لا یعلمون۔ اور جہاد میں بھی کما قال تعالیٰ وفضل اللہ الجاہدین علی القاعدین اجرا عظیماً۔ اور حسن خلق میں بھی کما قال علیہ السلام

خیرکم خیرکم لاهلہ۔ اور کثرت محبت و کثرت ذکر الہی ان تمام امور میں مولاد محبوب کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے زمانہ میں سب سے افضل مگر شیخین کریمین رضی اللہ عنہما

مولاد علی کرم اللہ وجہہ سے بھی افضل ہیں۔ اگرچہ ہمارا مسلک یہی ہے کہ افضل کے معنی یہ ہیں کہ اللہ عز و جل کے یہاں زیادہ عزت و جاہ والا ہونا ہے اس کا کثرت ثواب سے بھی تعبیر کرتے ہیں نہ کہ کثرت اجر عمل کہ یہ بسا اوقات



مغفول کو بھی حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ سیدنا امام مہدی کے ساتھیوں کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ ان میں ایک کیلئے پچاس کا اجر ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی کہ ان میں کے پچاس کا یا ہم میں کے پچاس کا؟ فرمایا بلکہ تم میں کے پچاس کا۔ تو اہران کا زائد ہوا مگر افضلیت میں وہ پیاسے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتے بڑھ کر ہونا تو کجا رہا۔ کہاں امام مہدی کی زناات اور کہاں سید المرسلین و سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیت کا شرف۔ اس کی مثال یوں سمجھئے۔ جیسے بادشاہ نے اپنے وزیر اور دیگر افسران کو کسی مہم کے سر کرنے کو بھیجا اس کے فتح ہونے پر ہر افسر کو ایک ایک لاکھ روپیہ انعام میں دیا اور وزیر کو اپنی خوشنودی اور قرب خاص کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ یہ ظاہر یہ سرٹیفکیٹ لاکھ روپے سے کم مالیت کا ہے بلکہ معمولی سی قیمت کا کاغذ ہوگا مگر اعزاز و شرف اور قرب سلطان کی رو سے لاکھ روپیہ اس کے سامنے بیچ ہے۔

کما قالہ صدر الملکۃ و الشرعیۃ حبیبکم الامامۃ المحمدیۃ مفتی اسلام سیدی ابوالعلا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی رضی اللہ عنہ فی کتابہ المبارک — "بہار شرعیہ" ج ۱ ص ۷۳۔ نیز امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی افضلیت کو کثرت ثواب اور نفع عظیم فی الاسلام سے تعبیر کیا اور فرمایا ہے

انہا اکثر ثوابا و اعظم نفعاً | کر شیخین کثرت ثواب و نفع اسلام  
للمسلمین والاسلام (ص ۱۵۰) | مسلمین میں سب بڑھ کر ہیں۔

مجدد اعظم اسلام شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ المستند المعتمد بناء نجات الابد میں معنی افضلیت فرماتے ہیں — الافضلیۃ فی کثرة الثواب وقرب رب الارباب ص ۱۹ والكرامة عند الله ص ۱۸۔ یعنی افضلیت کثرت ثواب، قرب خداوندی اور بارگاہ ایزدی میں عزت عبارت ہے

خلاصہ یہ کہ تفصیل سیدنا صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر جمیع قطعی اور قبیل ثانی  
یا ظنی ہے جس کا منکر اہلسنت سے خارج ہے تو یہ اہلسنت کے علامات میں سے ایک علامت  
ہے جس میں نہ پائی جائے تو وہ سنی نہ ہوگا۔

### اہلسنت کی علامات

چنانچہ امام محمد بن محمد کدوری صاحب فتاویٰ بزازیر  
متوفی ۷۶۰ھ اپنی مشہور کتاب مناقب امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ  
سے سوال ہوا کہ اہلسنت کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا — تَفْصِيلُ الشَّيْخَيْنِ وَ  
مَحَبَّةُ الْخَتَنِينِ الخ (ج ۱ ص ۱۳۲) — یعنی حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ  
عنہما کو یکے بعد دیگرے سب صحابہ و امت سے افضل قرار دینا اور عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا۔  
اہلسنت کی علامات سے ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت علی رضی اللہ  
عنہ سے افضل ہونے کے بارے میں امام صاحب نے توقف فرمایا لیکن جہور اہلسنت کا یہی  
مسک ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔

(شرح سلم السنودی ج ۲ ص ۳۶۲ باب فضائل الصحابة)

”جس نے مجھے حضرت ابو بکر و عمر سے  
افضل کہا میں اسے بہتان تراشی کی  
سزا دوں گا“ — حضرت علیؓ

(حدیث ۶)

امام ذہبی و غیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت  
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ  
کچھ لوگ مجھے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے  
افضل قرار دیتے ہیں جس شخص کا مجھے پتہ چلا کہ  
وہ مجھے ان سے افضل قرار دیتا ہے تو وہ بہتان

تراشی کرے والا ہوگا اور اسے وہی سزا ملے گی جو ایک بہتان تراش کو دی جاتی ہے۔ سزا اگر میں  
سزا بہتان تراشی کا یقینی پتہ چلانے سے پہلے دے سکتا تو ضرور دیتا۔ مگر میں جب تک بہتان

میں کا یقینی پتہ نہ چلا لوں اسے سزا دینا نامناسب سمجھتا ہوں۔ اسی طرح امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: —————

یعنی مجھے جس کسی کا علم ہوا کہ وہ نبی  
حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل  
سمجھتا ہے تو اسے میں بہتان تراشش کی  
سزا دوں گا۔

لَا أَحَدٌ أَفْضَلُنِي  
عَنِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا جَلَلْتُ  
حَدَّ الْمَغْتَرَبِ رِوَاغِثُ إِمَامٍ  
ابن حجر مکی (۱)

ابوداؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ  
منہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میری  
خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے میرا ماتہ پکڑا اور

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں  
سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق جنت  
میں داخل ہوں گے (حدیث ۷)

مجھے وہ جنت دکھائی جس میں میری امت داخل ہوگی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ  
یا رسول اللہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں آپ کے ہمراہ ہوتا اور جنت کا مشاہدہ کرتا۔ آپ  
نے فرمایا: —————

سنو! اے ابو بکر میری امت میں  
سب سے پہلے تم ہی جنت میں داخل ہو  
گے۔

أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ  
مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي  
(ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۶۴۰)

حضرت مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: —

یعنی اس حدیث میں اس بات کی  
دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ  
ساری امت سے افضل ہیں۔

وَقِيْلَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ  
أَفْضَلَ الْأُمَّةِ رِوَاغِثُ ج ۵  
ص ۱۵۲۹



راقم الحروف محمد غلام سرور قادری رضوی عرض گزار ہے کہ اس حدیث سے آپ کے اختل الامت ہونے کی بنا آپ کا سب سے پہلے جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اگر آپ ساری امت اور سب صحابہ سے افضل نہ ہوتے تو جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے کا شرف آپ کو کیسے میسر آتا۔ نیز اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ آپ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں جن کے انعام میں آپ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے — وَالْمَسَابِقُونَ الْأَوَّلُونَ الْحِجَابِ — پھر جس طرح آپ دخول جنت میں سب سے اول ہوں گے۔ اسی طرح مراتب جنت میں بھی آپ سب کے سرور ہوں گے۔ امت سے افضل ہونے کا جو شرف آپ کو حاصل ہوا یہ دنیا کی زندگی سے عطف نہیں ہے۔ بلکہ اسی طرح جنت میں بھی بعد از انبیاء آپ ہی سب کے سرور ہوں گے۔

### حضرت ابو بکر صدیقؓ کی جنتوں کے

سرور — حدیث (۸)

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا الْفُجَّارِ  
الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ  
الْمُسْلِمِينَ وَالْمُرْسَلِينَ (ترمذی)

ج ۲ ص ۲۰۷

چنانچہ صحیح ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ کہ ابو بکر و عمرؓ نبیوں اور رسولوں کے سوا سب اولین و آخرین اور میرے جنتیوں کے سرور ہیں۔

اسی طرح یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں خود حضرت علیؓ کو م امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علیؓ اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور امام ابو حلی نے حضرت انسؓ سے اور امام طبرانی نے اوسط میں حضرت جابرؓ و ابو سعید خدریؓ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور امام محب الدین طبرانی نے راجع النضرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اللہ عزہ سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا تو حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی اچانک آتے نظر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا:

یہ دونوں، نبیوں اور رسولوں کے  
سوا سب اولین و آخرین اور حیر عمر جنیتوں کے  
سردار ہیں۔ اے علی تم انہیں نہ بتانا

هَذَا اَنْ سَيِّدَا كَمُؤَلِّ اَهْلِ  
الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ  
مَا خَلَا النَّبِيِّنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ لَا  
تَخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ رَوَيْح تَرْذِي ج ۲ ص ۱۲۰

## ایک سوال اور اس کا جواب

مگر یہ سوال کیا جائے کہ ترمذی کی اس

حدیث کی سند میں ولید بن محمد موقری ہے اور وہ سند حدیث میں ضعیف ہے۔ چنانچہ امام ترمذی نے  
اعتراف کرتے ہوئے فرمایا ہے — الولید بن محمد الموقری یضعف فی الحدیث  
(ترمذی ج ۲ ص ۱۲۰) — کہ ولید بن محمد موقری حدیث میں ضعیف سمجھا جاتا ہے۔ لہذا یہ حدیث

مقابل قبول نہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ — فضیلت میں حدیث ضعیف قابل قبول ہوتی ہے جیسے کہ تحقیق

گزر چکی ہے لہذا یہ کہنا کہ یہ حدیث قابل قبول نہیں غلط ہے۔ علاوہ ازیں یہی حدیث امام ترمذی نے  
دوسری سند کے ساتھ اپنے شیخ یعقوب بن ابراہیم دورقی کے واسطے سے حضرت علی رضی اللہ  
عزہ سے روایت کی ہے اس میں کوئی ضعف نہیں ہے لہذا یہ حدیث معتبر قرار پاتی ہے واللہ الحمد۔

یاد رہے کہ کھول ۳۲ سال سے ۵۱ سال تک کی عمر والے کو کہتے ہیں (قاموس ج ۲ ص ۴۶ د

مستہی الادب ج ۲ ص ۱۶۱)

## ایک اور سوال اور اس کا جواب

اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ حضرت ابو بکر و عمر

رضی اللہ عنہما نواد حیر عمر جنیتوں کے سردار ہوئے جو ان کے سردار نہ ہوئے لہذا جنت میں ان کا سب

کا سردار ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ جنت میں تو کوئی بھی اوجیز عمر کا نہ ہوگا۔ لہذا یہ کسی کے بھی سردار نہ ہوئے  
جواب یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ جنت میں کوئی بھی اوجیز عمر نہ ہوگا۔ بلکہ سب جوان ہوں گے مگر  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لئے کہول کا لفظ استعمال کرنا ان کے کمال شان کی طرف اشارہ ہے  
اس لئے کہ — کہول (اوجیز عمر والے) — جوانوں کی نسبت عقل و فراست کی رو سے تمام  
افراد انسان سے زیادہ کامل و مکمل ہوتے ہیں۔ اور جنت کے درجے بھی عقل و فراست کے مطابق دیئے  
جائیں گے۔ لہذا حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما اس حدیث کے مطابق دنیا کی طرح جنت  
میں بھی تمام جنتیوں کے سردار ہوں گے کہول کے لفظ کے استعمال فرمانے میں یہی معنوی وسعت ملحوظ  
خاطر اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہو جاتی ہے جسے امام احمد رضی اللہ  
عنہ نے روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں —

یہ (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) نبیوں اور	هَذَا اِنْ سَيِّدَا كَهُولٍ اَهْلٍ
رسولوں کے بعد سب اوجیز عمر اور جوان جنتیوں	الْحَبَّةِ وَشَبَابِهَا لَعَدَّ النَّبِيِّينَ
کے سردار ہیں۔	وَالْمُسْلِمِينَ (مرقات ج ۵ ص ۱۵۴)

حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نبیوں اور رسولوں کے بعد تمام جنتی جوانوں کے سردار اور  
حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بھی سردار ہیں یہی مسلک محقق اہلسنت  
و جماعت ہے اور اسی پر اجماع و اتفاق ہے۔ کما مر تحقیقہ

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار وزیر و آسمان پر دو زمین پر

### (حدیث ۱۹)

امام ترمذی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: —

مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ | کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کے دو وزیر



السَّمَاءِ وَذُرِّيَّاتٍ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ  
فَمَا تَزِيدُ إِلَّا مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ  
فَجَبُّ يُدِلُّ وَمِيكَائِيلُ وَإِسْمَاعِيلُ  
وَزُرِّيَّاتٍ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُو بَكْرٍ  
وَعُمَرُ وَصَاحِبُ بَيْتِ النَّبِيِّ

آسمان میں اور دو وزیر زمین میں نہ ہوں  
پس آسمان والوں سے میرے دو وزیر  
جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں  
سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر  
ہیں۔

اس حدیث کی شرح میں مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نِيَّةٌ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلَى  
فَضْلِهِمَا عَلَى غَيْرِ هُمَا مِنَ الصَّحَابَةِ  
وَهُمَا أَفْضَلُ الْأُمَّةِ وَعَلَى أَنَّ أَبَا  
بَكْرًا أَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ

کہ اس حدیث میں اس بات کی کئی دلیل  
ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر دوسرے صحابہ سے  
افضل ہیں جب کہ صحابہ باری امت سے افضل  
ہیں اور یہ کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر سے افضل  
ہیں رضی اللہ عنہما۔

مرقات ج ۵ ص ۵۵۵

حرف واو ترتیب کا فائدہ دیتا ہے

راقم السطور سرایا قصور محمد غلام سرور قادری

رضوی عرفین کناں ہے کہ اس حدیث سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حضرت عمرؓ سے افضل ہونے کی وجہ  
حرف واو ہے کیونکہ حرف واو اگرچہ جمع مطلق کیلئے ہے تاہم دانا متکلم کے کلام میں اس کے آنے  
سے ترتیب کا اثر معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ اس سے نہ کوئی نقص لازم آئے اور نہ ہی خلاف مخطورہ  
نیز اسی طرح امام حاکم نے ابوسعید خدریؓ اور حکیم ترمذیؓ نے ابوسہرہ رضی اللہ عنہما سے روایت  
کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آسمان والوں سے میرے دو وزیر ہیں اور زمین والوں سے

دو وزیر۔ آسمان والوں سے دو وزیر جبرائیل و میکائیل اور زمین والوں سے

دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔

امام ابن عساکر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کے (زمین پر) دو وزیر ہیں اور میرے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔ امام جلیل حافظ ابوالحسن علی بن نعیم بصری حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابوبکر آپ کے دائیں اور عمر بائیں بیٹھے تھے آپ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک مبارک کے حضرت ابوبکر کی پیٹ پر رکھا اور بائیں حضرت عمر کی پیٹ پر رکھا پھر ان دونوں سے فرمایا تم دنیا میں میرے دو وزیر ہو اور تم آخرت میں بھی میرے وزیر ہو میری اور تمہاری قبریں اسی طرح پھیں گی جس طرح اس وقت اور اس حالت میں ہم بیٹھے ہیں۔ یعنی ہم تینوں ایک ہی جگہ سے اٹھیں گے۔ اور ہم تینوں اسی طرح رب العالمین کا جنت میں پدار کریں گے۔ (مرقات ج ۵ ص ۵۵)

**عرش کے پائے پر لکھا ہے** | صاحب البیاض اپنی سند کیا تہ راوی ہیں کہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شاگرد رشید حضرت حن بصری فرماتے ہیں۔

یعنی عرش کے پائے پر لکھا ہے کہ "اللہ کے  
سوا کوئی معبود نہیں۔ حضرت محمد اللہ کے رسول  
ہیں اور ابوبکر صدیق و عمر فاروق آپ کے دو  
وزیر ہیں۔"

مَكْنُوبٌ عَلَى سَاقِ الْعَرْشِ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَوَزِيرَا  
أَبُو بَكْرٍ وَالصِّدِّيقُ وَعُمَرُ الْخَلَفُ  
(مرقات ج ۵ ص ۵۵)

امام سمرقندی رضی اللہ عنہ اپنی سند کیا تہ حضرت امام عبدالعزیز بن عبدالمطلب سے راوی ہیں  
انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے  
آسمان والوں سے جبریل و میکائیل اور زمین والوں سے حضرت ابوبکر و عمر سے میری مدد فرمائی" (مرقات)

**پھر ترازو اٹھالی گئی۔ عجیب غریب حدیث ۲** | امام ابوداؤد و ترمذی حضرت ابوبکر

سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آئے کہ میں

میں بیان کیا کہ — یارسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ترازو نازل ہوئی اس میں آپ کا اور ابو بکر و عمر کا وزن کیا گیا۔ آپ بھاری ہو گئے۔ پھر ابو بکر و عمر کا وزن کیا گیا تو ابو بکر بھاری ہو گئے پھر عمر اور عثمان کا وزن کیا گیا تو عمر بھاری ہو گئے۔ اور پھر ترازو اٹھالی گئی۔

اس خواب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمکین ہو گئے۔ پھر ارشاد فرمایا:

خِلَافَةُ مُسَوِّدَةٍ يَوْمَ يَكُونُ  
اللَّهُ الْمَلِكُ مِنْ يَشَارٍ (بوالہ مشکوٰۃ)

یعنی جو تو نے دیکھا یہ نبوت کی خالص  
خلافت ہے پھر جس کو خدا چاہے بادشاہت دے

اس حدیث کی شرح میں مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر کے حضرت عثمان سے  
بھاری ثابت ہو جانے کے بعد ترازو کے اٹھانے جانے کی تاویل یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق کی خلافت  
کے بعد زوال آنا شروع ہو گا اور نئے سرے سے اٹھائیں گے۔ پھر فرماتے ہیں۔

وَمَعْنَى رُحْبَانٍ كَيْلٌ مِنَ الْآخِرِ  
فِي الْمِيزَانِ أَنَّ الشَّرَاحِجَ أَفْضَلَ  
مِنَ الْمَرْجُوحِ (مرقات ج ۵ صفحہ ۵)

اور ہر ایک کے دوسرے سے وزن میں  
بھاری ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بھاری ہونے والا  
اس سے افضل ہے۔ جس سے وہ بھاری ہو جائے

اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ایک دوسرے سے وزن اس لئے کیا گیا کہ حضرت علی رضی اللہ  
عنہ کی خلافت سابقہ خلفاء کے مقابلہ میں سب کے اجماع و اتفاق سے نہ تھی بلکہ اس میں صحابہ کا اختلاف  
ہو گیا تھا کچھ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کرتے تھے اور کچھ تسلیم نہ کرتے تھے اور یہ وہی  
حضرات تھے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیانتہ شامل تھے۔ اگرچہ اس اختلاف میں اہلسنت و جماعت  
کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی خطا پر  
تھے مگر یہ خطا اجتہادی تھی اس لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عذرا اللہ موافقہ سے بڑی بکری ایک  
نواب کے مستحق تھے۔ جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہونے کی وجہ سے دو نواب کے مستحق۔  
اس سند کی سیر مال بحث انشاء اللہ عنقریب آئے گی۔ پھر اس نواب کی تاویل میں



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا کہ ————— ”یہ نبوت کی حقیقی اور خالص خلافت ہے، پھر جس کو خدا چاہے بادشاہت دے“ ————— مطلب یہ ہے کہ خلافت نبویہ خالصہ جو نبوت کا پورا پورا عکس ہوگی اور جس میں نبوت کی مکمل جھلک ہوگی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اختتام کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی۔ اور ان کے بعد حضرت عثمان دلی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نبوت کی وہ پوری جھلک نہ ہوگی اور نہ ہی وہ عکس کامل باقی سے گار۔ بلکہ ان کی خلافت میں بادشاہت کا کچھ شائبہ مثال ہو جائے گا اور اختلافات و تشدد کے طوفان اٹھ اٹھیں گے۔ قالہ الامام الطیبی رضی اللہ عنہ (مرقات ج ۵ ص ۵۵۱)

### حدیث ۱۱

امام عبد بن حمید نے اپنی سند میں اور امام نعیم وغیرہ کئی ایک سندوں کیساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ وہ یعنی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر سے فرمایا کہ ”اے ابوذر! تم ایک ایسے شخص کے آگے ہو کر چل رہے ہو جو تم سے افضل ہے“ ————— پھر فرمایا: —————

یعنی اللہ کی قسم نبی کے ہوا سوچنے  
کسی ایسے شخص پر نہ طلوع کیا ہے اور نہ غروب  
کیا ہے جو ابوبکر سے افضل ہو۔

فَوَاللّٰهِ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ  
وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَحَدٍ أَفْضَلَ  
مِنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ عَنْهُ ۖ وَخَلَا مَعَهُ  
الْأَيُّوبُ ۖ م ۱۲۴ دحاشیہ خیال م ۱۲۴

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لیکر آج تک نبیوں کے ہوا کوئی ایسا پیدا ہی نہیں  
ہوا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں ————— مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ  
النَّبِيِّ مِنَ الرُّسُلَيْنِ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ ————— کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد  
نے کسی ایسے شخص پر نہ طلوع نہیں کیا جو ابوبکر صدیق سے افضل ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں —————

مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى أَحَدٍ | کہ کونج تم میں سے کسی ایسے شخص پر  
مِنْكُمْ أَفْضَلُ مِنْهُ | طلوع نہیں ہوا جزا بکبرتہ، افضل ہو۔

والطبرانی وغیرہ بالسند والہ شواہد بالصحة واثار الامام ابن کثیر الی صحته (صواعق ص ۶۸)

ایک سوال و جواب | اس حدیث میں تو افضل ہونے کی نفی ہے جس سے مساوات  
فی الرتبہ بھی ثابت ہو سکتی ہے — اس کا جواب یہ ہے

کہ یہ سوال لغت پر مبنی ہے جو کہ عرف کے خلاف ہے۔ عرف کی رو سے یہی معنی ہوگا کہ  
سیدنا صدیق اکبر سب سے افضل ہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ

جب عرف و لغت میں تعارض ہو تو ترجیح عرف کو ہوگی | کہ جب محاورہ میں کہا جائے  
کہ — لیس فی هذا

البلد احد افضل من زید — کہ اس شہر میں زید سے کوئی افضل نہیں — تو اس  
کا مفہوم نفی تساوی کا نہیں بلکہ مفہوم عرفی افضلیت کا لیا جائے گا۔ چنانچہ علامہ حسن مہدی حاشیہ

شرح مواقف میں فرماتے ہیں — والعرف اذا عارض اللفظ كان الترجيح للحرف  
(شرح مواقف ج ۸ ص ۳۶۶) — نیز شرح تجرید میں ہے — (ان الغالب من حال

کل اثنين هو التفاضل دون التساوي فاذا نفى افضلية احد هما ثبت افضلية  
الآخر (شرح تجرید بحث الہیات ص ۱۹) — یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے حال سے غالب تفاضل

سے تساوی نہیں تو جب ان میں سے ایک کی افضلیت کی نفی ہوئی تو دوسرے کی افضلیت  
ثابت ہو گئی۔ اس قاعدہ سے یہاں مفہوم عرفی معتبر ہوگا — نیز حدیث کا عمل و رد

اور واقعہ حضرت ابی ذر در بھی مفہوم عرفی کا ہی مؤید ہے —

محاورات اور کلام کے سیاق کا یہی تقاضا ہے کہ — اس حدیث کو

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی دلیل بنایا جائے۔ اسی لئے کلام کے ماہرین

علمائے اس حدیث سے یہی استفادہ کیا ہے چنانچہ علامہ فقہائے شمس الملک والدین امام احمد بن  
موسیٰ المعروف علامہ خیالی متوفی ۸۳۰ھ شرح عقائد کے حاشیہ میں اس حدیث کے  
تحت فرماتے ہیں۔

وَمِثْلُ هَذَا السَّوْقِ لَا ثَبَاتَ  
أَفْضَلِيَّةِ الْمَذْكُورِ وَبِهِ لَيُظْهَرُ  
إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَفْضَلُ مِنْ  
سَائِرِ الْأَمْثَلِ (حاشیہ خیالی صفحہ ۱۳۱ طبع مسر)

یعنی کلام کا اس جیسا سیاق شخص مذکور کی  
افضلیت کے اثبات کے لئے سہم کرتا ہے اور  
اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق  
رضی اللہ عنہ باقی امتوں سے بھی افضل ہیں۔

اور وجہ ظہور یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث شریفہ —  
مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ — میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے طیر کی افضلیت کی نفی کو سورج  
کے طلوع و غروب پر معلق فرمایا تو اس سے عموم حاصل ہو گیا۔ کیونکہ طلوع آفتاب اس امر سے مختص  
نہیں ہے بلکہ باقی امتوں پر بھی آفتاب کا طلوع ہوا۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
عموم کلام پاک سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نہ صرف اس امر سے بلکہ تمام امتوں سے بھی  
افضل قرار پتے ہیں۔ والحمد للہ

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے بارے  
میں بھی تو فرمایا ہے کہ — مَا طَلَعَتِ

## ایک سوال اور جواب

الشَّمْسُ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ — لہذا یہاں حدیث کے خلاف ہوگی جو حضرت  
ابو بکر کی شان میں وارد ہوئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی  
شان میں وارد حدیث مذکور علی الاطلاق ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں وارد حدیث  
جسے امام ترمذی نے صحیح ترمذی میں روایت کیا ہے (رمح ۱۹) حضرت ابو بکر کے زمانہ کے بعد  
معمول ہے لہذا ان دونوں میں کوئی مخالفت اور تعارض باقی نہیں رہتا۔ والحمد للہ



مسئلہ تفصیل میں خاتم کا متع | کسی کی افضلیت کے تعین کے لئے دو طریقے ہیں اول شارع علیہ السلام کی طرف سے

نص ہوشیہین رضی اللہ عنہما اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تعامل میں جو نصوص وارد ہیں ان میں غور و خوض کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق کی افضلیت متعین ہو جاتی ہے بلکہ ان کی افضلیت میں لفظ افضل و خیر مدعی میں بھی تصحیح کے طور پر مشہور ہیں کیونکہ لفظ افضل و خیر جو کہ مدعی میں نص ہے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں صحیح و مشہور و مسلم ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں لفظ سید و احب وارد ہوا ہے وہ ان کی افضلیت کے لئے نص کی حیثیت نہیں رکھتا جیسا کہ آگے چل کر اس قسم کے تمام اعتراضات کے جوابات مذکور ہوں گے، دوسرے طریقہ ان اعمال و خدمات اسلام کا متع اور جائزہ لینا کہ دلیل افضلیت قرار پاتے ہیں تو اس لحاظ سے بھی حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق ہی حضرت علی مرتضیٰ سے افضل قرار پاتے ہیں رضی اللہ عنہم

افضلیت کی بنیاد سات عملوں پر | محققین اسلام و مفکرین شریعت نے افضلیت کی بنیاد سات عملوں پر رکھی ہے جہاد۔ علوم عامہ۔ علوم قرآنیہ۔ تقویٰ و اتباع شریعت۔ زہد۔ صدقہ و انفاق فی سبیل اللہ۔ حسن سیاست۔ افضل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام امور میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑھ کر ہو۔ اگر ہم ان سات امور میں حضرات شیخین یعنی ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تقابل جائزہ لیں تو حضرات شیخین حضرت علی سے ان تمام امور میں بڑے ہونے معلوم ہوتے ہیں پھر ان کی افضلیت سے انکار کرنا کہاں کی دانش مندی ہے۔

جہاد میں شیخین کی افضلیت | جہاد یقیناً قطعاً معیار افضلیت ہے، قرآن میں

فَضْلُ اللَّهِ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ  
وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً  
وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنِيَّ وَفَضَّلَ اللَّهُ  
الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا  
عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً  
وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا  
(سُورَةُ النَّارِ آيَةُ ۱۵)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور  
جانوں سے جہاد کرنے والوں کا بیٹھنے والا  
سے درجہ بلند کیا ہے اور اللہ نے سب سے  
بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ جہاد  
والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے  
نفیلت دی ہے اس کی طرف سے دُجے  
اور بخشش اور رحمت بخشنے والا ہر بان ہے

شیخ صاحبان کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جہاد میں شیخین سے افضلیت  
مائل تھی لہذا وہ افضل ہوئے۔

**جہاد کی تین قسمیں**  
ہم کہتے ہیں جہاد کی تین قسمیں ہیں اول — جہاد باللسان  
یعنی جہاد زبانی کہ اسلام کا پیغام پہنچانا، شریعت کے  
احکام سمجھانا اور دغل و نصیحت کرنا، ترفیب و ترہیب اور حقانیت اسلام و صداقت  
مسک پر دلائل قائم کر کے مخالفین کے شکوک و شبہات کو رفع کرنا — دوسرا وہ  
جہاد جو جنگ کے وقت ہوتا ہے مثلاً عہد تدابیر سوچنا اور اچھی رائے قائم کرنا مخالفین  
کے دلوں میں رعب ڈالنا، عملی طور پر جنگ میں حصہ لینے کے لئے مجاہدین تیار کرنا اور اپنی  
فوج کو بڑھانا اور مال و دولت خرچ کر کے آلات جہاد فراہم کرنا اور فوج کے لئے مناسب  
سوار لوہے کا بندوبست کرنا اور طرح طرح کے منصوبوں سے مخالفین اسلام کی جمعیت کو منتشر  
کر کے ان کی اجتماعی قوت کو کمزور کرنا — تیسرا — جہاد بالید — اور تلوار  
بند و قاتلہ میں لیکر میدان کارزار میں پہنچنا اور دست بدست لڑنا ہے۔

اگر غور کیا جائے — تو معلوم ہوگا کہ جہاد کا یہ تیسرا قسم پہلے دشمنوں سے کم تر  
مرتبہ رکھتا ہے، اور پہلے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ آنحضرت

یہی جہاد کرنے کا حکم تھا۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے —

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ | یعنی اے نبی محترم کافروں اور منافقوں  
وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ | سے جہاد فرمائیے اور ان پر سختی کیجئے۔

(سورت توبہ آیت ۷۳، و سورت تحریم آیت ۱۹)

اور دوسری جگہ آپ کو یوں حکم ہوتا ہے —

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ | یعنی اے نبی محترم اللہ تعالیٰ کی راہ

(سورت نسا آیت ۸۴) میں لڑئیے۔

اور خوب روشن کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے باوجود جہاد کے تیسرے قسم سے بغیر بغیر مصروف نہیں ہوئے البتہ پہلے دونوں قسم کے جہادوں میں بغیر بغیر شام و شام ہے — لہذا ہر صورت جہاد کے وہی دونوں قسم افضل و اعلیٰ سمجھے۔

اب انصاف سے دیکھا جائے تو حضرات شیخین جہاد کے ان دونوں قسموں میں تمام صحابہ سے پیش پیش ہیں کیونکہ ابوبکر صدیق ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے امتی ہیں جنہوں نے اپنی دعوت پر سب سے پیشتر تبلیغ اسلام کا آغاز فرمایا۔ انہی کی تبلیغ سے اکابر و عمدہ صحابہ نے اسلام قبول کیا اور آپ ہی تبلیغ میں مصروف رہے اور اس سلسلہ میں زبردست مصائب و آلام برداشت کئے۔ بلکہ آنحضرت کی مدافعت کرتے ہوئے قریش کے بے عدل شد و کفار ماننا شروع کرتے اور لوہا بھانہ مارتے رہے — اور حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ جس روز اسلام لائے اسی روز ہی سے اسلام کو ظہور کا موقع ملا اور عبادات اسلام جو پوشیدہ انجام پاتی تھیں مکہ میں علانیہ ہونے لگیں۔ کفار مکہ جو مسلمانوں پر باز کی طرح جھپٹتے تھے اب اپنی جانیں بچانے کی فکر کرنے لگے اور دونوں حضرات نے اسلام کو وہ قوت و غلبہ حاصل ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا ذریعہ شیر بنالیا۔ چنانچہ صحیح توذی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ دَرِيْرَانِ مِنْ  
أَهْلِ السَّمَاءِ وَدَرِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ  
الْأَرْضِ فَأَمَّا دَرِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ  
فَجِبْرِيلُ وَهِيَكَائِلُ وَأَمَّا دَرِيْرَايَ مِنْ  
أَهْلِ الْأَرْضِ فَابُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

(صحیح ترمذی ج ۲ ص ۱۰۰)

یعنی ہر نبی کے آسمان والوں سے  
دو وزیر ہوتے ہیں اور زمین والوں سے  
دو وزیر ہوتے ہیں۔ پس آسمان والوں  
سے میرے دو وزیر جبریل و میکائیل علیہما  
الصلوة والسلام ہیں اور زمین والوں  
سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں رضی اللہ  
عنہما

اور یاد ہے کہ — وزیر ایسے لوگوں کو بنایا جاتا ہے جو علم و فضل اور بات  
صلاحیتوں میں اپنے تمام معاصرین سے بڑھ کر ہوں جیسے جبرائیل و میکائیل تمام فرشتوں  
سے افضل ہیں اسی لئے حضور کے وزیر میں اسی طرح حضرات شیخین تمام صحابہ و باقی امت  
محمدیہ سے افضل ہیں اسلئے نگاہ نبوت نے وزارت جیسے اہم عہدہ کے لئے ان کا انتخاب فرمایا  
اور انہی حضرات کی جا نشاری

ابوبکر و عمر میرے کان اور آنکھیں ہیں (الحديث)

اور خدمت گزاری سے حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم ان قدر متاثر ہوئے کہ ان حضرات کو اپنے کان اور آنکھیں قرار دیا۔ چنانچہ  
اہم ترمذی نے اپنی ترمذی اور اہم حکم نے مستدرک میں اس کی صحت کا قول کرتے  
ہوئے حضرت عبداللہ بن خططلہ سے اور اہم طبرانی نے حضرت عمرو بن عمر رضی اللہ عنہم  
سے روایت کیا۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى  
أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالَ هَذَا إِنْ الشَّمْعُ  
وَالْبَصَرُ

جے شک! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حضرت ابوبکر و عمر فاروق کو دیکھا  
تو فرمایا کہ یہ دونوں (میرے لئے) کان اور

انہیں ہیں۔

دوسری حدیث میں جسے امام ابو نعیم نے علیہ میں حضرت ابن عباس سے اور  
خطیب نے جابر سے اور امام ابویعلیٰ نے روایت کیا ہے یوں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا —

البوکر وعمر من بمنزلة السبع  
والبسر من الرأس (صواعق مدنی)

یعنی ابو بکر و عمر میری نسبت لیے ہیں  
جیسے کان اور آنکھ سر کی نسبت

غرض کہ — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہم میں حضرات شیخین سے مشورہ  
فرماتے تھے، معاملہ خواہ امن کا ہو یا جنگ کا ان کے مشورہ کے بغیر کوئی چیز نہیں ہوتا تھا  
مسلمانوں کو متحد رکھنے، دشمنان اسلام کو متفرق و منتشر کرنے اور اسی طرح کے بڑے بڑے  
کارنامے حضرات شیخین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں انجام دیئے، عالم اسلام کو متحد رکھنے،  
دشمنان اسلام کے شیرازے کو بکھیرنے اور اسلام کے غلبہ و فتح و نصرت سے متعلق ان  
کی تدابیر آنحضرت قبول فرما کر عملی جامہ پہنانے کا حکم دیتے تھے، تاریخ اسلام میں کئی  
ایسا واقعہ نہیں ہے کہ حضرات شیخین نے متفق ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت  
اقدس میں کوئی مشورہ پیش کیا ہو اور آپ نے اسے قبول نہ کیا ہو۔

نیز — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب بڑھ کر بہادر و جوانی کے باوجود پہلے دو  
قسم کے جہادوں میں مصروف ہے اور تیسرے قسم کا جہاد نہ فرمایا — اس سے معلوم  
ہوگا کہ وہی دو جہاد افضل ہیں ان میں مصروف ہونے والا یقیناً افضل المجاہدین کہلانے کا  
حضرات شیخین ان دونوں جہادوں میں تمام صحابہ سے بڑھ کر مصروف ہے — لہذا  
ان کا جہاد افضل ہوا۔ اس طرح جہاد میں بھی حضرات شیخین ہی حضرت علی سے افضل ہیں  
تیسرے قسم کے جہاد کے لئے بھی جب کہیں فوج بھیجنے کی ضرورت پیش آئی تو اکثر و بیشتر  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی سردار و کمانڈر بنا کر

بھیجا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی تیسرے قسم کے جہاد میں خوب حصہ لیا۔

امام بزاز رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند میں  
**سب زیادہ بہادر ابو بکر تھے (حضرت علیؑ)**  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا بتاؤ سب زیادہ بہادر کون ہے؟ کمی نے کہا آپ  
 آپ نے فرمایا میں تو ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑوں سے لڑا ہوں یہ کوئی بہادری نہیں ہے۔ لیکن  
 مجھے بتاؤ سب سے بڑا بہادر کون ہے چاہنے سے زیادہ قوی سے لڑا اور ہر میدان میں  
 غالب رہا۔ — لوگوں نے کہا۔ ہم نہیں جانتے — آپ نے فرمایا ابو بکر صدیق  
 پھر آپ نے فرمایا کہ —

”جنگ بدر کے روز ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سایہ بنا دیا  
 جس کے نیچے آپ جلوہ فرماتے، اور مشرکین و کفار کا زیادہ زور اسی طرف تھا۔ ہم نے آپ  
 میں مشورہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کون ٹھہرے تاکہ مشرکین و کفار کو آپ  
 کی طرف نہ بڑھنے دے۔ تو ہم میں سے ابو بکر صدیق کے سوا کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی۔ حضرت  
 ابو بکر صدیق تلوار لے کر حضور کے پاس کھڑے ہو گئے۔ جب مشرکین آپ پر پکڑتے کہ  
 آپ کو شہید کر دیں تو حضرت ابو بکر صدیق ان پر ٹوٹ پڑتے اور مار مار کر بھگاتے۔“  
 پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ —

ابتداءً اسلام میں ایک روز قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ  
 لیا۔ اور آپ پر حملہ کر دیا اور آپ سے لڑتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ —  
 ”تم مہی جو، ہمارے خداؤں کو برا بتا کر ایک خدا کے داعی بن گئے ہو“  
 ہم سب دیکھ رہے تھے اور ہم میں سے کسی کو قریب جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ مگر ابو بکر  
 صدیق ”زمان اڑ کر پہنچ گئے اور اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر قریش پر ٹوٹ پڑے اور  
 مار مار کر نہیں بھگاتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ —

شہداء و شہیدانہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کرتے ہوئے بارہا ہاتھ نیچے جکڑی سے کفار کے ہاتھ دست بہ دست بھی لڑے۔ نہ



تھیں ہمارے تم ایک ایسے شخص کی جان کے درپے ہو گئے ہو جو خدا کے  
واحد و لا شریک کو اپنا پروردگار مانتا ہے۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اتنا روئے کہ آپ کی دائیں مبارک تر ہو گئی اور فرمایا کہ  
تمہیں خدا کی قسم مجھے بتاؤ کہ قوم فرعون کے مومن جو موسیٰ علیہ السلام پر خدایمان لے گئے تھے  
بہتر ہیں یا قوم قریش کے ابو بکر صدیق؟

لوگ خاموش ہے پھر خود ہی فرمایا۔

تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔۔۔ قسم سبحنا ابو بکر کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قوم  
فرعون سے موسیٰ پر ایمان لانے والوں کے ہزار ہزار لمحات سے بہتر ہے، انہوں نے اپنے  
ایمان کو چھپایا مگر ابو بکرؓ نے اپنی جان کی پروا کئے بغیر قریش مکہ کے سامنے اپنے ایمان  
کا اعلان کر دیا۔  
رتا ریخ الخلفاء ص ۳۶/۳۷

علم یقیناً و قطعاً معیار افضلیت ہے جیسا کہ  
قرآن میں ہے۔

علوم عام میں شیخین کی افضلیت

یعنی فرما دیجئے کہ کیا علم والے اور  
بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟ یعنی نہیں ہو سکتے

مَنْ لَيْسَ تَوَى الَّذِينَ يَعْلَمُونَ

وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ علم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل تھے۔ ہم کہتے ہیں یہ بھی  
غلط ہے بلکہ حضرات شیخین افضل تھے۔

علم کی زیادتی کی دو صورتیں ہیں ایک کثرت

روایات و فتاویٰ کی صورت میں، دوسری صورت

علم کی زیادتی کی دو صورتیں

یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علمی خدمات کو نبی ہوں، مثلاً مقدمات کے فیصلے کرنا  
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کی نگرانی کے لئے انہیں کو پسند فرماتے جو اس چیز  
کے بارے میں سب سے زیادہ معلومات رکھتے اور سب سے کامل تر ہوتے تھے۔ اور

یہ امر بھی کسی سے مخفی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اور جہاد میں امیر کیا۔ اور یہ بھی مسلم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ و صدقات کی وصولی کا معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا تھا اور محدثین کرام کے نزدیک زکوٰۃ و صدقات کی انشاء و ایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہنچی ہیں اور مسائل زکوٰۃ کی وضاحت و شرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی امت مسلمہ کو عطا فرمائی ہے۔ اس کے برعکس۔۔۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زکوٰۃ کے بارے میں ایک ہی حدیث مروی ہے اور وہ بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچتی اور اس میں دیکھ راقع جواب ہے اس لئے علماء شریعت نے اسے ناقابل عمل قرار دیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے،

— ان فی خمسین وعشرینۃ من الابل خمس شیاہ — یعنی پچیس اونٹوں میں پانچ بکریاں ہیں۔ جب کہ مسند یہ ہے کہ پچیس اونٹوں میں ایک بنت مخاض ہے اور بنت مخاض اونٹ کے اُس بچے کہ کہتے ہیں جو اپنی عمر کے دوسرے سال میں شروع ہو۔ اور۔۔۔ یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما ہر مرحلے پر حضور میں اور سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ کسی بھی مرحلہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ یہ حضرات پیچھے تھے اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سے جدا رکھا۔۔۔ جب کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بعض مواقع پر اپنے پیچھے چھوڑا مگر شیخین کرمین کو ہر وقت اپنے ساتھ رکھا۔ یہ الگ بات ہے کہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کسی خاص جہم کو مقرر کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔۔۔ اس سے بھی حضرات شیخین کی اہمیت و اہمیت کے زیادہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم قرآن — وَشَاوِرْهُمْ فِی الْأَمْرِ — کہ ہر معاملے میں اپنی سے مشورہ لیا کیجئے انہیں اپنا مشیر و زیر مقرر فرمادیا۔

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کو حضرات شیخین سے مشورہ کرتے رہنے  
کا حکم دیا

چنانچہ آیت کریمہ — و شاورهم  
فی الامر — کے بارے میں امام  
حاکم نے متدرک میں حضرت عبداللہ  
بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی  
اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ  
ان دونوں سے ہر بات میں مشورہ لیا کریں۔ — اس کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا — ان الله اخرجنا ان استشير ابا بكر  
وعمر (صواعق ص ۶۶) — یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا امر فرمایا ہے کہ میں  
ابوبکر و عمر سے مشورہ لیا کروں اور یہ وسلم ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے نبی کریم کو ان ہی سے مشورہ  
لینے کا حکم فرمایا۔ ان کا بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کمالات علمی و عملی میں جن کا مرتبہ سب  
سے بڑھ کر ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرات شیخین کریمین علم میں بھی حضرت علی کریم اللہ وجہہ  
سے افضل تھے۔

علم کے زیادہ ہونے کی پہلی صورت یعنی کثرت روایات و فتاویٰ — سوائے  
سلسلہ میں عرض ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور اعظم  
زندہ ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب زمانہ کی وجہ سے آپ سے روایت کی  
حاجت نہ پڑی — نیز آپ حج و عمرہ کے سوا مدینہ منورہ سے کہیں باہر تشریف نہ لے  
گئے کہ لوگ ان سے روایات سننے اور آگے بیان کرتے۔ بلکہ آنحضرت کے وصال کے بعد  
ہی اس قدر فتنے کھڑے ہو گئے کہ آپ کو جو مکمل لڑائی لڑنا پڑی اور سخت کمالات کی پھیلائے کا  
مسئلہ ایک الگ غر طلب تھا۔ اس لئے لوگوں کو آپ سے روایات لینے اور فتاویٰ جاتا  
دریافت کرنے کا موقع ہی نہ ملا — البتہ کہیں سخت ضرورت پڑی تو آپ نے وہاں



اپنے کمالات علمیہ کے لیے جواہر بکھیرے کہ عقدے حل ہو گئے۔

چنانچہ مانعین زکوٰۃ و مرتدین سے قتال کرنے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت پا جانے پھر وفات کے بعد دفن کرنے کی جگہ کے تعین، انتخاب خلیفہ اور مانعین زکوٰۃ و مرتدین کے بارے میں جب صحابہ کی باہمی قیل و قال شروع ہوئی اور صیب کے لئے قابل قبول و قابل عمل حل کسی کے ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔ اس وقت آپ نے مداخلت فرمائی اور اپنی عملی صلاحیتوں کو برعکس کار لا کر قرآن و سنت کی روشنی میں ایسے حل پیش کئے کہ جمیع صحابہ کرام کو متفق ہونا پڑا۔

اس کے باوجود کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کے متھوڑا عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے

حضرت علیؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فیض پایا

حضرات شیخین کے سب زیادہ علم والے اور فقہ و فتویٰ کے سب زیادہ ماہر ہونے کی دلیل میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ارشاد بہت بڑی محبت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کون کون سے صحابہ لوگوں کو فتوے دیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر و عمر اور ان کے علاوہ کس اور کا مجھے علم نہیں۔

مَنْ كَانَ يَفْتِي النَّاسَ فِ  
رَحْمَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَعَالِ ابْنِ مَكْرُومٍ وَعُمَرُ مَا اسْمُ غَيْرِهَا  
(تاريخ الخلفاء ص ۱۳۸)

آپ کے ایک سونپتا ایس احادیث صحیحہ مروی ہیں حضرت علیؓ کو کم اللہ وجہہ و عمر فاروقؓ

کامل الحیار والایمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہما ایسے جلیل القدر صحابہ نے وہ روایات آپ کے ہیں اور اس طرح آپ کے متفیض ہونے اس کے برعکس حضرت علیؓ کو کم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تقریباً تیس سال ایسا طویل عرصہ زندہ ہے اور اصرار و دراز علاقوں میں تشریف

لے گئے اور آپ کے زمانہ میں طرح طرح کی بدعات کا ظہور اور تنازعات و مفاصات کا عروج رہا۔ اس وقت علوم نبویہ کے اظہار کی از حد ضرورت تھی اور تیس سال کا آنتا بڑا زمانہ بھی آپ کو میسر آیا لیکن اس کے باوجود آپ کی روایات کی تعداد پانچ سو چھیالیس سے اگے نہیں بڑھتی لیکن اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس وقت یعنی تیس سال کا عرصہ میسر آتا تو اس کتاب سے آپ کی روایات کی تعداد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایات کے تین چار گنا زائد ہوتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کئی گنا زیادہ علم رکھتے تھے۔۔۔۔۔ یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حال ہے کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت متعویذاً عرصہ حیات ہے مگر اس کے باوجود آپ کی روایات پانچ سو چھتیس ہیں اور آپ کے فتادی ان روایات سے از حد زیادہ ہیں۔۔۔۔۔ بلکہ فقہ کے ہر مسئلہ میں آپ کے گفتگو کی اور تحقیق حق فرمائی۔ اسی طرح سلوک معرفت اور عقائد کے مسائل نیز تفسیر قرآن میں بھی بیان ارشاد فرمایا۔ یہاں تک کہ اگر آپ کی روایات و فتادی و احکام و سلوک و معرفت کے ارشادات جمع کئے جائیں تو کئی ایک ضخیم کتابیں معرض وجود میں آئیں۔۔۔۔۔ باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تقریباً سترہ سال زیادہ عمر پائی ہے۔ اتنے طویل عرصہ کی حیات کے فرق کے باوجود حضرت علیؑ کی روایات حضرت عمرؓ کی روایات سے صرف آنتالیس حدیثوں سے بڑھ جاتی ہیں۔۔۔۔۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برابر حیات مستعار پاتے تو آپ کی روایات حضرت علیؑ کی روایات سے کئی گنا بڑھ جاتیں۔۔۔۔۔ اس سے روشن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی علم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انقل تھے۔

نیز علامہ ازیلی۔۔۔۔۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلہ میں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی متانت تقریر، قوت تفہیم اور حسن تعلیم کا نظر انصاف سے جائزہ لیا جائے تو

بہت فرق نظر آئے گا کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوئی مختلف فیہ و متنازعہ فیہ مسئلہ حل نہ ہوا اور آپ کی تقریبات سے کسی قسم کا نزاع طے نہ ہوا اس کے برعکس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قوتِ تقہیم و حسنِ تعلیم نے کسی مسئلہ کو نزاعی رہنے کی نہ دیا۔

علم قرآن بھی یقیناً و قطعاً  
معیارِ فضیلت ہے  
چنانچہ قرآن پاک میں

## علم قرآن میں شیخین کی فضیلت

ہے — وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ  
ہم نے آپ کو کتاب اتاری جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے (سورۃ نحل آیت ۸۹) —  
شیخہ حضرات کہتے ہیں کہ علوم قرآن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل تھے لیکن اس  
دعویٰ کی بنا صرف خوش امتیازی پر ہے — حقیقت یہ ہے کہ علوم قرآن میں حضرات شیخین  
یعنی ابو بکر صدیق و عمر فاروق ہی سب سے افضل تھے۔

علوم قرآن کی دو قسمیں ہیں ایک قسم کا تعلق معنی و  
مطلب اور تفسیر و تشریح کے ساتھ ہے اور دوسرے  
قسم کا تعلق نظم قرآن کو خوبی اور حُسنِ ادائیگی کے ساتھ تلاوت کرنے کے ساتھ ہے اور  
یہ امر یقینی ہے کہ ان دونوں اقسام میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرات شیخین سے بڑھ کر  
نہیں تھے — بلکہ حضرات شیخین علوم قرآن کے سب سے زیادہ عالم تھے۔ اس پر اہل  
سیر و مورخین تک متفق ہیں۔

عام خیال یہ ہے کہ — علوم قرآن میں حضرت ابو بکر و عمر و علی رضی اللہ  
عنہم برابر تھے اور حضرت عثمان اسی سلسلہ میں حضرت علی سے بڑھ کر تھے کہ انہوں نے لوگوں  
کو مختلف قرار توں کے اختلاف و نزاع سے بچا کر ایک قرأت پر جمع کیا اور محافظتِ الفاظ



اور رسم الخط آپ کا بمثال کارنامہ ہے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس کارنامہ کی بنیاد ہی  
حضرات شیخین کی مساعی جمیلہ ہیں جن سے قرآن کریم سینوں سے صحیفوں میں نقل ہو کر موجودہ  
ترتیب کیساتھ معرض شہود میں آیا۔

نیز — اگر اس مسئلہ میں منصفانہ غور کیا جائے تو حضرات شیخین علوم  
قرآن میں سب سے زیادہ فائق و افضل تھے — چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کا حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے مصنف پر کھڑا کر کے امامت کرنے کا حکم فرمانا اس کا بین ثبوت  
ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ہدایت یہ تھی کہ — فلیؤمکم اقر حکم  
بکتاب اللہ واعلمکم بالسنة — کہ تمہارا امام اُسے ہونا چاہیے  
جو تم سب سے زیادہ قرآن دان اور سنت کا عالم ہو — پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق  
کو اپنا مصنف سونپا۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر قرآن و سنت کے سب صحابہ سے زیادہ  
عالم تھے۔

پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رقت  
قلبی کی بنا انہیں امام نہ بنانے کا مشورہ عرض کرنا اور ان کے بعد ان کی بجائے حضرت عمر  
رضی اللہ عنہ کا اہم گرامی پیش کرنا اس بات کی روشن ترین دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر پھر  
ان کے بعد حضرت عمر قرآنی علوم کے سب سے زیادہ عالم تھے — لہذا علوم قرآن میں  
حضرات شیخین ہی سب سے زیادہ افضل تھے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا —  
انا مدينة العلم وعنى  
بائسها — کہ میں علم کا شہر

حدیث انا مدينة العلم وعنى  
بائسها — کی بحث

ہوں اور اسی کے دروازہ ہیں — اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم



تقویٰ و اتباع شریعت و اطاعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی حضرات شیخین ہی سب پیش پیش ہیں۔ — اس حقیقت سے کسی کو مجال انکار نہیں ہوگی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی بھی موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بجا اور ہی سے انکار تو بڑی بات ہے تغافل و تساہل تک نہیں فرمایا اور کبھی ایسی بات کا ارادہ تک نہیں کیا اور سوچا تک نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجب ایذا و رنج ہو سکتی تھی۔ — چنانچہ صلح حدیبیہ اور اسیران بدر سے نہ یہ لینے کے موقع پر اور اسی طرح کے ہر نازک محل پر جس امر کی طرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع کریم کا میلان محسوس فرمایا اسی امر کا مشورہ دیا۔

اس کے برعکس۔ — مولائے ماحضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت بی بی فاطمہ طیبہ طاہرہ کی موجودگی میں ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کر نیکا ارادہ فرمایا اور پیغام نکاح بھیجا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا۔ آپ ممبر چپسلوہ گر ہوئے اور بحالت ناراضگی ارشاد فرمایا کہ۔ —

”عل ابن ابی طالب کو سرگز لائق نہیں اور نہ اجازت ہے کہ وہ نبی اللہ کی صاحب زادی کے گھر میں بہتے ہوئے عدا اللہ یعنی دشمن خدا کی بیٹی کو گھر میں بیاہ لائے“

نیز۔ — مولائے ماحضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ نماز تہجد کے بارے میں بھی مورد عتاب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں روگردانی نہیں فرمائی اور نہ کبھی ایسی بات کا سوچا جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہوتا۔ — البتہ کئی ایک مواقع پر بعض امور میں آپ کے مشورے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے میلان طبع مبارک کے خلاف واقع ہوئے تو ان مشوروں میں کسی طرح کی ذاتی



غرض یا خواہش نفس کو کوئی دخل نہ تھا محض تلبیت اور فطر جذبہ اسلامی و فطر غیرت ایمانی کے تقاضے تھے اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے ان جذبات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور اس پر آپ کی تعریف و توصیف فرمائی اور آپ کو حضرت نوح علیہ السلام کے جذبات کا مظہر قرار دیا۔۔۔ اور آخر کار وحی الہی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشوروں کی تائید میں نازل ہوئی، اس کو کوئی عقل نہ خلافت شرع یا خلافت تقویٰ تصور نہ کر سکا بلکہ آپ کے خلوص جذبات و حب فی اللہ و بعض فی اللہ اور اشد اعلیٰ الکفار کی عملی تفسیر سے تعبیر کرے گا۔ اس سے آپ کی شان افضلیت میں کمی نہیں زیادتی ثابت ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ۔۔۔ علماء کرام نے ایسے مواقع پر آپ کے مشوروں کی تائید و حمایت میں نازل ہونے والی آیات کو۔۔۔ موافقاتِ عمر۔۔۔ کے عنوان سے آپ کے فضائل و مناقب میں شمار کیا ہے۔

## زہد و ترک دنیا میں شیخین کی افضلیت

زہد و ترک دنیا  
اور توجہ الی اللہ

یہی معیار افضلیت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔۔۔

قُلْ يَنْفُضِ اللَّهُ وَ يَحْيِيهِ	اے نبی محترم فرما دیجئے کہ وہ خدا
فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ	کے فضل و رحمت کی خوشیاں منائیں
خَيْرٌ مِّمَّا يَكْتُمُونَ	یہ ارشاد الہی افضل و رحمت ان کے اس
سُورَةُ يُونُسَ	مال و دولت سے بہتر ہے جسے وہ جمع
آیت ۸	کرتے ہیں۔

شیعہ صاحبان یا تفضیلہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سب سے بڑے کر زہاد و تارک الدنیا تھے لیکن ہماری گزارش یہ ہے کہ حضرات شیخین کرمین یعنی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سب سے بڑے کر زہاد و تارک الدنیا تھے۔

آئیے! — ذرا اس حقیقت کا صحیح جائزہ لیجئے۔

اس حقیقت کا جائزہ لینے سے پیشتر لفظ زہد کا مفہوم ذہن نشین کرنا بھی ضروری ہے تاکہ صحیح صورت حال کو سمجھنے میں

**زہد کی تعریف**

دوئی دقت، زہد، زہد، دنیا کے ساز و سامان، اولاد، ازدواج، خدام اور جاہ و حشمت سے قطع نظر کو کے آخرت کی فکر کرنے کا نام ہے۔ اس کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرات شیخین کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو وہ زہد و ترک دنیا اور فکر آخرت میں بھی سب سے بڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے

**حضرت ابوبکر صدیق کا زہد**

اس وقت آپ کے پاس بہت سا مال تھا جسے آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی و رضا میں صرف کر دیا کئی ایک مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا واقعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس پر شاہد ہے۔ یہاں تک کہ اپنا سب مال و متاع اور گھر کا اثاثہ تک اسلام پر لٹا دیا اور گھر میں اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کچھ نہ چھوڑا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دھمال کے بعد جب آپ امیر المومنین اور خلیفہ المسلمین منتخب ہوئے اس وقت آپ بہت کچھ کر سکتے تھے۔ معاشی حالات بہتر بنانے کے لئے آپ کو سنہری مواقع میسر تھے۔ مستوحات میں حامل ہونے والی غنیمتیں، زمینیں سونے اور چاندی کے ڈھیروں کے ڈھیر، غلام اور لونڈیاں، بیت المال کے خزانے وغیرہ۔ غرضیکہ وہ کیا کچھ تھا جو آپ کے قبضہ و تصرف میں نہ تھا۔ سب کچھ پر قبضہ تھا ہر سامعہ کے مالک تھے۔ اس حال میں اپنے اور اپنی اولاد و اہل و عیال کے لئے بہت کچھ کر سکتے تھے اور نہیں تو اچھی خاصی تنخواہ لے سکتے تھے مگر اس کے باوجود آپ نے

نہ اپنے لئے کچھ کیا نہ اہل و عیال کے لئے اور نہ خویش و اقربا کو کوئی منفعت پہنچائی۔ تنخواہ  
یا وظیفہ بھی اتنا لیا کہ جس سے قناعت کے ساتھ وقت پاس ہوتا تھا۔

تاریخ اسلام اس پر گواہ ہے کہ آپ نے قناعت و کفایت پر مبنی روزمرہ کی ضرورتوں  
سے زیادہ کچھ لینا منظور نہ کیا اور اتنا لینا بھی گوارہ نہ فرمایا جو آپ کے اہل و عیال کی آئندہ ضرورتوں  
کے لئے پس انداز ہوتا رہتا اور آپ کے بعد ان کے کام آتا۔ جب آپ کا صال  
سوا آپ نے پیچھے ایک آدمہ کھجور کے سوا کوئی جائیداد نہ چھوڑی۔ نہ کھیتی نہ زمین اور نہ درخت  
وینار وغیرہ۔ البتہ ایک حبشی غلام ایک نجف و کمزور سا اونٹ اور اوڑھنے کی ایک  
چادر یہ بھی درختہ میں نہیں چھوڑا بلکہ حضرت عمرؓ کے پاس بھجوا دیا اور فرمایا:۔  
”تم بیت المال سے سواری اور خادم نہ لینا بلکہ یہی قبول کر لو اور اسی  
پر گزارا کرنا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قبول کر کے فرمایا۔

— رَحِمَكَ اللَّهُ يَا أَبَا بَكْرٍ وَلَقَدْ اتَّعَبْتَ مِنْ جَاءِ بَعْدِكَ —  
ابو بکرؓ اللہ تم پر رحمت کرے تم نے ریاضت و قناعت کر کے اس شخص کے  
لئے مشقت پیدا کر دی جو تیرے بعد خلیفہ ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب آپؓ سوال کیا گیا تھا کہ اگر  
آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بنایا جائے تو کیا آپ کتاب و سنت اور سیرتِ شریفہ  
پر عمل کریں گے؟ آپؓ فرمایا تھا کہ میں کتاب و سنت پر عمل کروں گا۔ شیخین کی سیرت پر عمل  
کرنے پر آمادگی کا اظہار نہ فرمایا کہ اپنے آپ کو ان کی سی ریاضت و مشقت اور ان کے سے زبرد قناعت  
کا متحمل محسوس نہ فرماتے تھے۔

اور دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ آپؓ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کو دھلے  
سہنے پرانے کپڑوں کا کفن دیا جائے۔ کیا تاریخ عالم کی سربراہ مملکت کے زمرہ



دنیا کی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا زہد اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مال بھی اسی طرح ہے

آپ بھی بیت المال سے بہت کم وظیفہ لیتے تھے آپ کی اہلیہ اس قلیل وظیفہ سے قدرے قدرے پس انداز کرتی رہیں اور جب عید کا موقع آیا تو اچھا سا کھانا پکایا۔ آپ نے دیکھا کہ تناعت و کفایت پر مبنی روزمرہ کی ضرورت کیلئے بیت المال سے جو وظیفہ ملتا ہے اس سے تو ایسا کھانا تیار نہیں ہو سکتا آپ نے اپنی اہلیہ سے دریافت فرمایا کہ زائد رستم کہاں سے آئی تھی؟ انہوں نے بتایا آپ نے یہ کہہ کر کہ پھر تو اس قدر رقم کے بغیر ہمارا گزارا چل سکتا ہے اتنا ہی رستم اپنے وظیفہ میں کم کر دی۔ وصال سے قبل آپ کی بھی یہی وصیت تھی کہ پرانے دوسلے ہوئے کپڑوں میں آپ کو کھن دیا جائے۔

(ملاحظہ ہو بشری الکیتب بقار العجیب للامام السیوطی)

ان دونوں بزرگوں نے اپنے دلوں کو محبت و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا معمور کیا ہوا تھا کہ ان کی نظروں میں جہان و دولت کی کوئی وقعت نہ تھی۔ کون نظروں میں چمچے دیکھ کے تلواتیرا

حضرات شیخین سربراہ مملکت اسلامیہ تھے مگر نہ اپنے لئے کچھ جمع کیا نہ اہل و عیال کے لئے نہ خویش و اقربا کو فائدہ اٹھانے دیا۔ یہی حقیقی زہد و ترک دنیا ہے۔ اس کے برعکس

مولائے ماحضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم زہد و ترک دنیا میں شیخین سے بڑھ کر تو کیا ان کے برابر بھی نہیں تھے۔ آپ نے بہت سا ساز و سامان جمع کیا۔ زمینیں خریدیں کھیت اور باغات حاصل کئے، وصال کے بعد چار بیویاں تیش لڑکے لڑکیاں اور انیس لڑکے لڑکیاں اور بہت غلام چھوٹے۔ پھر اپنی اولاد کے لئے بہت سا اثاثہ اور ساز و

سامان جمع فرمایا اور انہیں استعد زینیں دیں کہ وہ صاحب نصاب اور غنی کلمات سننے اور  
پہ زکوٰۃ عائد ہوتی تھی۔۔۔۔۔ آپ کی مترکہ زمینوں جو بعد میں آپ کی اولاد کے نام منتقل ہوئیں  
کی پیداوار کا تو حساب ہی کیا صرف باغ مترکہ کا جو پھل آتا تھا وہ بیس ہزار من ہوتا تھا۔  
ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ۔۔۔۔۔

زبد حقیقی اس بات کا نام ہے کہ نہ تو خود دنیا کی لذتوں سے لطف اندوز ہو اور نہ ہی  
پنے اہل و عیال اور اقارب و اولاد کو دنیا کی نفع رسانی کرے۔۔۔۔۔ حضرات شیخین  
یعنی ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا اس کی رو سے  
یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زبد و ترک  
دنیا اور بانی سیرت طیبہ میں مظہر انعم تھے۔ یہ حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر  
اس قدر احتیاط سے چلے کہ سر مو بھی نہ محرف نہ مجھے نہ خود دنیا سے لطف اندوز ہوئے اور نہ  
اولاد و اقارب کو ہونے دیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتہائی اقارب حضرت  
طلحہ بن عبید اللہ جیسے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر حضرت کے صاحب زادے اور حضرت عائشہ  
صاحب زادی تھیں کسی کو نہ کوئی عہدہ دیا نہ کسی جگہ کا عامل بنایا اور نہ کسی کو مال منفعت پہنچائی  
اور یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حال ہے۔۔۔۔۔ لذت دنیا سے خود بھی دور ہے  
اور اولاد و اقارب کو بھی دور رکھا۔ ایک مرتبہ نعمان بن عدی کو جو آپ کے اقارب کے تھے  
مبتنان کا عامل مقرر فرمایا پھر اس احساس کے تحت کہ یہ تو اقارب کے ہیں معزول فرما کر کسی امر کو ان کی  
جگہ مقرر فرمایا تھا حالانکہ آپ کی اولاد و اقارب کے سعد بن زید، ابوہم بن عذیقہ اور خارجہ بن  
خزاعہ عمر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عمر ایسے باصلاحیت و اہل علم حضرات موجود تھے کسی کو کوئی  
عہدہ نہ دیا۔۔۔۔۔ وصال سے پیشتر کچھ بزرگوں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنے صاحب  
زادے عبد اللہ بن عمر کو اپنا جانشین فرمادیں مگر آپ نے یہ منکر رکھے کہ  
میرا لڑکا عبد اللہ اپنے جذبات پر قابو نہیں پاسکتا اور ایک مملکت کے

سربراہ کے لئے نہایت بڑا اور متحمل انسان کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے  
شورہ کو تسلیم نہ فرمایا۔

لیکن اس کے برعکس مولائے ماحضرت علی کرم اللہ وجہہ نے  
اپنے خاندان اور اقارب سے حضرت عبداللہ بن عباس کو  
ایک تقابلی جائزہ  
میں کا قشیم بن عباس کو مکہ معظمہ کا اور سعد بن عباس کو مدینہ منورہ کا اور اپنے بھانجے مقد بن  
ہبیرہ کو کوفہ کا اور اپنے پردہ محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کردار پر — معاذ اللہ — تنقید نہیں ہے  
انہوں نے جو کچھ کیا اور جو کچھ فرمایا ہماری چشم عقیدت میں وہ درست ہی تھا لیکن بات ہوئی  
ہے زہد اور ترک دنیا کی — حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے عزیز و اقارب  
بھی ان مناسب پلہ کے یقیناً لائق و مستحق تھے مگر ان کی شان زہد نے انہیں اس بات  
کی اجازت نہ دی کہ وہ خود کو یا اپنے عزیز و اقارب کو دنیا کے عیش و عشرت سے ہم کنار  
کرتے — لہذا یقیناً و قطعاً حضرات شیخین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زہد  
میں بھی افضل و برتر تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کھانے  
پینے اور پہننے میں تو زہد ہی کو اختیار فرما رکھا تھا کہ خشک خوری اور خشش پوشی آپ  
کی صفت تھی — مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا زہد یہیں تک محدود رہا۔  
لیکن حضرات شیخین تمام امور میں زاہد بلکہ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے بعد — افضل الزاہدین واقع ہوئے ہیں۔



## صدقہ وفاق فی سبیل اللہ میں شیخین کی فضیلت

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ اتَّقَى  
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلًا  
أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ  
الَّذِينَ اتَّقَوْا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا  
فَعَدَّ وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ  
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ  
(حدید، آیت ۱۰)

صدقہ وفاق فی سبیل اللہ  
(خدا کی راہ میں خرچ کرنا) بھی یقیناً  
قطعاً معیارِ فضیلت ہے۔ چنانچہ  
قرآن مجید میں ارشاد ہے

تم میں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل  
خرچ اور جہاد کیا (اور وہ جنہوں نے  
بعد میں خرچ اور جہاد کیا) برابر نہیں وہ  
(فتح مکہ سے قبل خرچ و جہاد کرنے والے)  
مرتبہ ہیں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے فتح  
مکہ کے بعد خرچ اور جہاد کیا اور ان سب  
سے اللہ نے جنت کا وعدہ کر لیا اور اللہ  
کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ صدقہ وفاق فی سبیل اللہ  
میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے ہم سر نہیں ہو سکتے بلکہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے  
بارے میں دعویٰ کیا جائے کہ صدقہ وفاق فی سبیل اللہ میں وہ سب سے سبقت لے گئے تو  
بجا ہوگا، مسجد نبویؐ کی تعمیر و توسیع اور پیر و مرہ کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنا اور  
جیش غسرت کی تجہیز فرمانا، غزوات جہاد بالمال میں انتہا کو پہنچے۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیق  
عمر فاروق رضی اللہ عنہما جہاد و علم و زہد میں ان سے افضل تھے۔

غرضیکہ — صدقہ وفاق فی سبیل اللہ میں بھی حضرات شیخین حضرت  
علی کرم اللہ وجہہ سے افضل و اسبق ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ  
ارشاد گرامی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے جسے امام ترمذیؒ نے اپنی جامع صحیح میں حضرت علی کرم اللہ

وجہ سے روایت کیا ہے۔۔۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔۔

<p>یعنی اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحمت فرماتے انہوں نے اپنی صاحب زادہ کی محبوبہ شادی کی اور مجھے دارِ ہجرت تک سوار کر کے لائے۔۔۔ اور اپنے مال سے بلالؓ کو آزاد کیا اور مجھے اسلام میں کسی مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جس قدر کہ ابوبکر کے مال نے فائدہ دیا۔</p>	<p>رحم اللہ ابابکر زوجہ ابنتہ وحملتی الی دار الہجرۃ واعتق بسلام مالہ وما نفعنی مال فی الاسلام مانفعی مال ابوبکر الخ (ترمذی)</p>
--	---

امام ابو یعلیٰ اپنی سند میں حضرت علی اور حضرت ابن عباس سے روایت

کرتے ہیں کہ۔۔۔۔۔

<p>یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر مدینہ کے مال کو اپنے مال کی طرح بے دریغ خرچ کرتے تھے۔</p>	<p>كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي فِي مَالِ أَبِي بَكْرٍ كَمَا يَقْضِي فِي مَالِ نَفْسِهِ الخ</p>
---	--

(تاریخ الخلفاء ص ۳۶/۳۷)

خلافت حسن  
بیاست اور  
ملکت اسلام

**منت حرم سیاست میں شیخین کی افضلیت**

پرواقع ہونیوال مشکلات پر قابو پانا، مملکت اسلامیہ کی منسلاح و بہبود اور توسیع و  
تدبیر کرنا بھی معیار افضلیت ہے۔ قرآن کریم میں ہے

<p>یعنی اللہ نے تم میں سے ان سے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اس بات کا وعدہ</p>	<p>وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ</p>
---	---

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ۖ

روایت ۱۵۵

کر لیا ہے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسا کہ پہلوں کو دی اور ان کے اس دین کو خوب جہاد سے لگا دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن و سکون سے بدل دیگا میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں!

بلکہ یہ درحقیقت اسلام میں جمیع اعمال حسنہ پر حادی ہے اس میں بھی حضرات شیخین کی افضلیت ایک حقیقت مسلمہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سنت مرتدین واقع ہوا، اس واقعہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی ثابت قدم واقع نہ ہوا۔ ان کے دلائل سے سب سے پیشتر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شرح صدر ہوا۔۔۔۔۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حسن سیاست اور خوبی تدبیر سے اس فتنہ کا تسلیع قمع ہوا، طلحہ، اسدی، اسود غسی، مالک بن نویرہ اور سہیلہ کذاب ایسے جمبوٹے مدعیان نبوت سے معرکے ہوئے اور ان کا قلع قمع ہوا۔ بحرن فتح ہوا، عراق و شام کی فتوحات کی ابتدا ہو چلی تھی جو مکمل طور پر زمانہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں فتح ہو گئے۔ ان حضرات کے زمانہ مبارک میں جو مستوحات ہوئیں ان سے اسلام کو بے پناہ قوت نصیب ہوئی اور وہ اسلام کے استحکام عظیم کے لئے بنیاد قرار پائیں۔

لیکن اس کے برعکس

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے میں ایک بستی بھی فتح نہیں ہوئی اور باہمی غلامی کے سوا کوئی نمایاں کام نہ ہوا۔ یہاں تک نمازیں، تلاوتیں اور عبادات تک طاق نسیان میں رکھ دی گئیں، اکابرین اسلام میں طعن و تشنیع اور ایک دوسرے کی عیب جوئی اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے کے سوا کوئی شغل باقی نہیں رہ گیا تھا۔ بلکہ ان کے زمانے کے اٹھتے ہوئے



فقہ اُجھک فرو نہیں ہوئے اور نہ تاقیامت فرو ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی جگہ بزرگ مہستی اور لاکھوں احترام کے لائق ہونے کے باوجود حضرات شیخین جگہ کہنا چاہیے حضرات ثلاثہ سیدنا ابوبکرؓ عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے ہرگز افضل نہیں ہو سکتے بلکہ مذکورہ حقائق کی روش سے جمیع اہلسنت کو اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرات شیخین کرمین یعنی ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور محبوبو اہلسنت کے نزدیک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ صحیح بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے افضل اور عند اللہ بزرگ تر ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حسب ترتیب تہذیب و فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث بیان کی جاسکتی ہیں مگر ہم بخوف طوالت انہیں پر اکتفا کرنے کے بعد کتب عقائد اہلسنت سے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

حسب ترتیب خلافت حضرت

## ابوبکر صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی فضیلت

کتب محققین اہلسنت کے روشنی میں:

جیسا کہ گذشتہ تحقیق سے واضح ہے کہ شیخین کریمین سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما علی الترتیب تمام امت محمدیہ سے افضل و اعلیٰ ہیں پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر حضرت مولائے مومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اپنے زمانہ خلافت اور بعد والوں کے افضل ہیں شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی فضیلت علی الترتیب پر تو تمام اہلسنت و جماعت کا اجماع اور اتفاق ہے مگر حضرت غنی رضی اللہ عنہ کے حضرت مولائے رضی اللہ عنہ سے افضل ہونے پر بھی جمہور اہلسنت و جماعت کا اجماع و اتفاق ہے۔ اس سلسلہ میں اہلسنت و جماعت کے محققین و مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کی عبارات شریفہ ملاحظہ فرمائیں۔

سراج امت مجتہدین و ملت سیدنا و مولانا  
امام الائمہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ  
عنہ فرماتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کا مسلک

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد  
سب لوگوں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق  
رضی اللہ عنہ میں پھر عمر پھر عثمان بن عفان پھر علی بن ابی

و افضل للناس بعد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصديق رضی  
اللہ عنہ ثم عمر ثم عثمان بن عفان

ثم علي بن ابي طالب رضي الله عنهم | طالب رضي الله عنهم اجمعين

اجمعين (فقہ اکبر شرح علی قاری مصری ص ۹۱ ۹۲ ۹۳)

حضرت امام  
ابو حنیفہ رضی  
اللہ عنہ کے تذکرہ

## حضرت مولانا علامہ علی قاری کی بہترین تشریح

ارشاد کی تشریح میں حضرت علامہ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں —————  
 فَمَنْ أَفْضَلُ الْأَوْلِيَاءِ مِنَ الْأَوَّلِينَ  
 وَالْآخِرِينَ وَحُكِيَ الْأَجْمَاعُ عَلَى  
 ذَلِكَ (شرح فقہ اکبر ص ۹۱)  
 یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اہلین و  
 آخرین صحابہ و اولیاء سے افضل ہیں۔ اس پر اجماع  
 منقول ہے۔

پھر فرماتے ہیں (بخلاف طوائف ان کی عربی عبارت کا صرف ترجمہ پیش کیا جاتا ہے :  
 " اس مسئلہ میں راویوں کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں ہے (ال ان قال) اور  
 ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر اہلسنت و جماعت نے اجماع و اتفاق  
 کیا ہے، مقام تحقیق میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دلیل آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی بیماری کے دوران انہیں امامت کے لئے مقرر فرمانا ہے یہی  
 وجہ ہے کہ خلیفہ کے انتخاب کے وقت صحابہ کرام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو سارے دین یعنی نمازوں کی امامت کے لئے  
 پسند کیا ہے مقرر فرمایا تو ہم آپ کو دنیا یعنی عہدہ خلافت کے لئے کیونکر پسند نہ  
 کریں (ال ان قال) اور حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا  
 علی الترتیب کل امت کے افضل ہونا جمع اہلسنت میں متفق علیہ ہے اور حضرت عثمان  
 و حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان فضیلت کا مسئلہ بھی اسی ترتیب سے  
 ہے بعض اہل کوفہ و بصرہ حضرت علی کو ہم اللہ وچہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے



افضل کہتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت میں حضرت عثمان  
 رضی اللہ عنہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل مروی ہے اور صحیح وہی ہے جو عبور  
 اہلسنت کا مسلک ہے۔ کہ حضرت عثمان حضرت علی سے افضل ہیں رضی اللہ عنہما  
 اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی ظاہری روایت بھی یہی ہے۔ اس بنا پر کہ فقہ اکبر میں  
 اپنے انصافیت کی ترتیب کے مطابق ارشاد فرمائی ہے "رشرح فقہ اکبر ص ۶۳/۶۴"  
 حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہما سے افضل کہنا  
 اہلسنت اور جمیع سلف کے خلاف ہے۔

بعد ازاں حضرت مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں —  
 اور مخفی نہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو  
 حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے  
 افضل قرار دینا اہلسنت و جماعت کے مذہب  
 کے خلاف ہے اس مسلک کی بنا پر کہ جس پر  
 گوشت جمیع اہل اہلسنت ہیں۔

وَلَا يَخْفَى أَنَّ تَتَدِيمَ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 عَلَى الشَّيْخَيْنِ مَخَالَفٌ لِمَذْهَبِ أَهْلِ  
 السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلَى سَمَاعِهِ جَمِيعِ  
 السُّلَفِ

(شرح فقہ اکبر ص ۶۳)

اس کے بعد مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

## حضرت ابوبکر صدیق کا سب سے افضل ہونا قطعی ہے

اور جس کا میں اعتقاد رکھتا ہوں اور میں پر  
 اللہ کے دین میں میں اعتقاد کرتا ہوں وہ  
 یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا  
 تمام امت سے افضل ہونا قطعی ہے

وَالَّذِي اعْتَقَدَ فِي دِينِ اللَّهِ  
 اعْتَمَدَ إِنَّ تَفْضِيلَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُ

(شرح فقہ اکبر ص ۶۳)

پھر موصوف اس کی دلیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کلامت کے افضل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے قائم مقام امام مقرر فرمایا۔ یہ معلوم  
 ہونے کے باوجود کہ جس کی امامت اولیٰ ہو وہی افضل و اعلیٰ ہوگا۔ حالانکہ حضرت  
 علی کرم اللہ وجہہ بھی مدینہ میں حاضر تھے اسی طرح دوسرے اکابر بھی موجود تھے  
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی اپنی  
 جگہ امامت کے لئے مقرر فرمایا۔ اس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ حضرت ابوبکر  
 صدیق رضی اللہ عنہ ہی اس وقت تمام انسانوں میں افضل و اعلیٰ مقام و منزلت  
 والے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے  
 پیچھے بیٹے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لگے بڑھنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے یہ فرما کر — اَبِی اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ —  
 اللہ اور ایمان والوں کو ابوبکر کے سوا کسی کو میری جگہ کھڑا کرنا منظور نہیں نہیں  
 رد کر دیا۔

اسی طرح امام مطلق امام کمال الدین بن سہام رضی اللہ عنہ اپنی مشہور کتاب السامعہ شرح  
 سایہ ج ۲ ص ۱۴۲ میں اور امام سراج الملہ والدین علی بن عثمان دمشقی رضی اللہ عنہ بدرالامالی  
 پھر حضرت مولانا محمد علی قاری اس کی شرح ضور المعال پھر بعض المحققین اس کی شرح  
 تحفۃ الامالی ص ۲۵ اور علامہ تفتازانی شرح عقائد ص ۱۴۱/۱۴۲ طبع مصر میں فرماتے ہیں

محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا مولانا الشیخ  
 السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی مشہور تصنیف  
 لطیف غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں

ارشاد غوث اعظم

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 چار خلفاء میں سے سب افضل و اعلیٰ ہیں

و افضل الاربعۃ ابوبکر ثم  
 عمر ثم عثمان ثم علی رضی

اللہ عنہم

ابو بکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق اعظم پھر عثمان  
غنی پھر مولانا علی رضی اللہ عنہم

(مصر طبع مصر)

سادات حضرات بھی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مطابق عقیدہ رکھیں، یہی حق و  
صواب ہے۔ اس کے خلاف باطل و عذاب، جو سید تفضیل شیخین میں یہ عقیدہ نہ رکھے وہ گمراہ  
اور بد مذہب ہے۔

امام محمد بن محمد غزالی رضی اللہ عنہ ارشاد  
فرماتے ہیں۔

ارشاد امام غزالی

کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
امام برحق حضرت ابو بکر ہیں پھر عمر، پھر عثمان  
پھر علی رضی اللہ عنہم

أَنَّ الْأَمَامَ الْحَقَّ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ  
عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

(احیاء العلوم ص ۱۲۱)

پھر فرماتے ہیں۔

کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ان کی  
خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔

أَنَّ نَصْلَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ  
عَلَى حَسَبِ تَرْتِيبِهِمْ فِي الْخِلَافَةِ

(احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۲۱)

امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ  
اللہ علیہ فرماتے ہیں

ارشاد امام ابواللیث سمرقندی

کہ تمام اہلسنت و جماعت کا اس بات  
پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے بعد آپ کی امت میں سب افضل  
حضرت ابو بکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق

اجتمعوا أَنَّ خَيْرَ مَذْهَبٍ الْأَمَّةِ  
بَعْدَ نَبِيِّهَا أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

(استان اعرافین مصری ص ۱۸۹)



تفصیل امام کے پیچھے نماز کو تحریمی ہے | فقہ کرام جہاں فرماتے ہیں کہ ناسق معین کے پیچھے نماز مکروہ ہے اس میں فسق اعتقادی کو بھی اولین اہمیت دیتے ہیں چنانچہ

ان مبتدعین میں جن کے پیچھے : مکروہ ہے تفصیلات کو بھی شمار کیا جاتا ہے — فتح القدیر میں امام ابن الہمام رضی اللہ عنہ — فرماتے ہیں —

إِنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلَيَّ عَلَى  
الْثَلَاثَةِ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ  
(فتح القدیر ج ۱ ص ۳۵ مصر)

کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفہ ثلاثہ سے افضل سمجھے تو وہ بدعتی ہے (اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے)

محی الدین ابن العربی | سید المکاشفین امام العارفین شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مسئلہ تفصیل میں دنیا کے صرفیت کی ترجمانی کیلئے کافی آپ فتوحات مکہ شریف کے باب الثالث والتسین میں ارشاد فرماتے ہیں جسے ترجمان شیخ اکبر سیدی امام عبد الوہاب شمرانی رضی اللہ عنہ ایرواقیت والجزاہر فی بیان عقائد الاکابر میں نقل کرتے ہیں —

اعلم انه ليس في امة  
محمد صلى الله عليه وسلم من هو  
افضل من ابي بكر غير عيسى  
عليه السلام

معلوم ہو کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہے۔ (ج ۲ ص ۳۰)

سیدی مجدد رضی اللہ عنہ | سیدی عبد الف — رضی اللہ عنہ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں —

وخلیفته مطلق بعد خاتم الرسل عليه الصلوات  
والتسليمات حضرت ابو بكر صدیق است رضی اللہ عنہ  
بعد از حضرت عمر فاروق است رضی اللہ عنہ بعد از  
عثمان ذوالنورین است رضی اللہ عنہ بعد از حضرت  
علي بن ابي طالب است رضوان الله عليه بافضليت  
الخاص بترتيب خلافت است (ج ۲ ص ۱۳)

اور خلیفہ مطلق بعد از خاتم الرسل علیہ وعلیہم  
الصلوات والتسلیمات حضرت ابو بکر صدیق  
میں رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عمر فاروق  
میں رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین  
میں رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب ہیں  
جو ان کے بعد ان کی افضلیت ترتیب خلافت کے مطابق ہے

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ اور آئمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم  
کے زیارت درخشاں سے

## حضرت ابو بکر صدیق کی افضلیت کا بیان

اللہ تعالیٰ کی پشمار رحمتیں ہوں امیر المؤمنین، اسد اللہ الغالب، حیدر کبار، حق گو و حق پرور  
سرکار سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ پر کہ آپ نے اپنی خلافت کے  
زمانہ میں برس برس مساجد و محافل اور خلوت و جلوت میں مسئلہ تفضیل کو نہایت تفصیل سے  
واضح فرمایا اور حضرات شیخین کریمین و زبرین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ  
عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام امت محمدیہ علی صاحبہا النار و النہی سے افضل و بہتر ہونا ایسا محکم  
مفسر و اشکاف، بے احتمال و گراور ایسا روشن طور پر بیان فرمایا۔ جس میں کسی طرح کا شک  
شک و تردد نہ رہا۔ مخالف مسئلہ کو مغتری بتایا اور اسی کوئے کا مستحق ٹھہرایا۔

آپ کے ان ارشادات عالیہ کو ابھی سے زیادہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہ اجمعین نے  
روایت کیا۔ — امام ابن حجر مکی صواعق میں فرماتے ہیں —

امام ذہبی نے فرمایا کہ تو اتر سے ثابت  
ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنے  
زمانہ خلافت و دور حکومت میں اپنی جامعہ  
کے ایک بہت بڑے گروہ میں فرمائی اس کے  
بعد امام ذہبی نے اس بارے میں صحیح سند پر  
تفصیل سے بیان کیا اور فرمایا کہ محدثین کے  
نزدیک اس کی روایت کرنے والے اس کی

قال الذهبی وقد تواتر ذالک  
فی خلافتہ و کرسى مملکتہ و  
بین الحکم الفقیر من شیعتہ ثم  
بسط الاسانید الصحیحة فی ذلک  
قال ویقال رواہ عن علی بنیفت  
رثسانوئے نفاد عہدہ عنہم  
جماعۃ ثم قال فقیح اللہ الرافضۃ

ما اجملہم

(الصواعق المحرقة ص ۷)

سے زائد راوی ہیں اور انہوں نے ان میں سے  
ایک جماعت کو گن کر بھی بتایا ہے پھر فرمایا کہ  
خدا را فقیہوں کو ذلیل کرے کس قدر جاہل ہیں

عبد الرزاق صاحب مصنف شیعہ ہونیکے باوجود

حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق کو سب افضل مانتا تھا

یہاں تک کہ محدث عبد الرزاق

صاحب مصنف جیسے بعض

منصفان شیعہ نے شیعہ ہونے

کے باوجود حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو سب صحابہ و اہلبیت سے افضل مانا اور کہا کہ  
جب حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ انہیں خود اپنی ذات کریمہ سے افضل قرار دیتے تھے تو مجھے اس عقیدے  
سے جانے گریز اور انکار کیونکر ہو سکتا ہے کیا مجھے یہ گناہ تھوڑا ہے کہ علی سے محبت کروں اور اس  
کی مخالفت کروں۔ چنانچہ صواعق الامم ابن حجر مکی میں ہے۔

عبد الرزاق (مشہور محدث) جیسے بعض

منصف شیعہ نے کیا ہی عمدہ طریقہ اختیار کیا

ہے انہوں نے کہا کہ میں شیعیں کر مین (حضرت

ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کو حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے اس لئے افضل سمجھتا ہوں

کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے

آپ سے افضل قرار دیا ورنہ میں انہیں افضل

نہ مانتا۔ میرے لئے یہ گناہ کچھ کم نہیں کہ میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کروں اور

پھر ان کی مخالفت کروں۔

وَمَا أَحْسَنَ مَا سَلَكَ بَعْضُ الشَّيْعَةِ

الْمُنْصِفِينَ كَعَبْدِ الرَّزَاقِ فَإِنَّهُ قَالَ

أَفْضَلُ الشَّيْخَيْنِ تَفْضِيلَ عَلِيٍّ

إِلَّا مَا عَلَيَّ نَفْسُهُ وَالْأَلَمَا

فَضَلْتُهُمَا كَفَى بِي ذُرًّا إِنَّ أَحَبَّ

ثُمَّ اخْتَالَفَهُ

(الصواعق المحرقة ص ۷۲)

تہذیب التہذیب

۷۵ ص ۱۳۱



## حدیث اول ۱۲

امام بخاری اپنی صحیح میں سیدنا ابن سیدنا امام محمد بن حنفیہ صاحبزادہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے

راوی ہیں۔

قَالَ قُلْتُ لَا جَأْتِي

النَّاسَ خَيْرٌ لِّعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟

قَالَ عُمَرُ الْخَطَّابِيُّ

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۷ معتبان)

(رضی اللہ عنہم اجمعین)

## حضرت محمد بن حنفیہ کا مختصر تعارف

امام محمد بن حنفیہ سرکار مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے شاہزادے ہیں اور حنفیہ آپ کی والدہ ماجدہ ہیں

ان کا نام خوار بنت جعفر بن قیس الحنفیہ ہے جو قبیلہ بنی حنفیہ سے تھیں۔ حضرت امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ صاحب کرامات اور استجاب الدعوات تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے حضرت امام زید بن العابدین سے ارشاد فرمایا کہ خدا کی پناہ ہمیں عراق میں پھانسی دی جائیگی۔ جیسا انہوں نے فرمایا ویسا ہی ہوا۔ آپ جنگ بعل میں اپنے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ تھے اور علم آپ کے ہی ہاتھ میں تھا۔ آپ کا وصال مدینہ منورہ میں ۱۸۰ھ کو ہوا۔ (نور الابصار ص ۱۰۴، مطبوعہ مصر)

امام بخاری اپنی صحیح اور امام ابن ماجہ اپنی سنن میں عبد اللہ بن سلمہ کے طریق سے امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

## حدیث دوم ۱۳

ہیں۔

سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ خَيْرُ النَّاسِ

لِعَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

سب لوگوں سے افضل البکر ہیں اور البکر کے بعد سب لوگوں سے افضل عمر ہیں۔

البکر وخیر الناس بعد  
الحب بکر عمر (ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۱)

اس حدیث سے جہاں حضرت البکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ ہونا معلوم ہوا وہاں یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کا سب سے بلند ہونا حضرت البکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد متعین ہوتا ہے۔ نیز یہ حدیث حضرت عمر فاروق کی شان میں وارد ہونے والی بخاری کی حدیث قمی سے حضرت البکر صدیق رضی اللہ عنہ کے استشار کی دلیل بھی قرار پاتی ہے۔

امام ابن القاسم المصنف بن محمد بن الفضل بلخی کتاب السنۃ میں  
راوی ہیں۔

حدیث سوم ۱۲

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں  
امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ  
انہیں حضرت البکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ  
عنہما سے افضل بتاتے ہیں۔ یہ سن کر میر پر جلوہ  
افروز ہوئے۔ حمد و ثنائے الہی بجا لائے  
پھر فرمایا کہ کچھ لوگ مجھے حضرت البکر و عمر سے  
افضل کہتے ہیں، اس بارے میں اگر میں نے پہلے  
سے حکم سنا دیا ہوتا تو بے شک سزا دیتا  
آج سے جیسے ابیہا کہتے سنوں گا، وہ مغتری  
اور بہتان تراش ہے۔ اس پر بہتان تراش  
کی حد یعنی انٹی کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا  
بے شک مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

اخیرنا البکر بن مردویہ  
ثنا سیکم بن احمد ثنا الحسن  
بن المنصور الرومانی ثنا داد بن  
معاذ ثنا البوسلیۃ العتکی عبد  
اللہ بن عبد الرحمن عن سعید  
بن ایب عروبۃ عن منصور  
بن المعتمر عن ابراهیم عن  
علقمۃ قال بلغ علیاً ان اقواماً  
یفصلونہ علی ابی بکر و عمر فصد  
علی المنبر فحمد اللہ و اثنی علیہ  
ثم قال یا ایہا الناس انہ بلغنی  
ان اقواماً یفصلوننی علی ابی

بکر و عمر ولو کنت تقدمت فيه  
لعاقت فيه فمن سمعته بعد  
هذا اليوم يقول هذا فهو  
مفتري عليه حد المفتري ثم  
قال ان خير هذه الامة بعد  
نبيها ابو بكر ثم عمر ثم الله اعلم  
بالخير بعد قال وفي المجلس  
الحسن بن علي فقال والله لو سئلت  
الثالث لسمي عثمان.

رواية التحقيق ص ۱۶/۱۷ - مصنفه مجد العظم  
اعلیٰ حضرت ربیوی رضی اللہ عنہ و مراد من محروقت

ساری امت سے افضل حضرت ابوبکر  
ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ پھر خدا  
تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ ان کے بعد کون  
سب بہتر ہے۔ حضرت علقمہ فرماتے  
ہیں کہ مجلس میں سیدنا حسن مجتبیٰ  
رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں  
نے فرمایا، خدا کی قسم، اگر حضرت علی  
کرم اللہ وجہہ کسی تیسرے کا نام لیتے  
تو حضرت عثمان کا نام لیتے۔  
رضی اللہ عنہم اجمعین

امام دارقطنی سنن میں اور ابو عمرو بن عبد البر استیعاب میں  
حضرت حکم بن حجل سے راوی ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے

۱۵  
حدیث چہارم

میں نے جس کسی کو پایا کہ وہ مجھے حضرت  
ابوبکر و عمر سے افضل کہتا ہو گا تو میں اسے  
بہتان تراشیں گی سزا دوں گا۔

لَا أَحَدٌ أَحَدٌ أَفْضَلُ  
عَلَى ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرَ الْأَحَدِ  
حد المفتري

رواية التحقيق ص ۱۸/۱۹ و مراد من محروقت

سنن دارقطنی میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے  
حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور حضرت علی کرم اللہ

۱۶  
حدیث پنجم

وجہہ کی بارگاہ کے مقرب تھے جناب امیر المومنین ازراہ نظر خصوصی انہیں۔ و اہب الخ



یعنی بھلائی کے داتا کے نام سے یاد کرتے تھے۔

یعنی حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت سے افضل ہیں، پھر انہوں نے لوگوں کو اس کے خلاف کہتے سنا تو انہیں سخت رنج و بار حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کا ماتہ پکڑ کر انہیں اپنے کاشتہ اقدس میں لے گئے۔ علم کی وجہ دریافت کی انہوں نے اس کی وجہ مذکورہ عرض کی۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے افضل کون ہے؟ حضور کی امت میں سب سے بہتر ابو بکرؓ ہیں پھر عمرؓ ہیں حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ جب تک جیوں گا اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا بعد کے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے خود بالمشافہ مجھ سے ایسا فرمایا۔

إِنَّ أَبَا جَحِيفَةَ كَانَ يَرَى  
أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ الْأَمَّةِ فَسَمِعَ  
أَقْوَامًا يَخِيفُونَهُ فَعَزَّوهُ حَزَنًا  
شَدِيدًا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ بَعْدَ  
أَنِ اخْذِيذًا وَادْخَلَهُ بَيْتَهُ  
مَا أَحْزَنَكَ يَا أَبَا جَحِيفَةَ؟ فَذَكَرَ  
لَهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ أَلَا أَخْبَرُكَ  
بِخَيْرِ هَذِهِ الْأَمَّةِ؟ خَيْرُهَا  
أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عَمْرٍاءُ قَالَ أَبُو جَحِيفَةَ  
فَاعْطَيْتُ اللَّهَ عَهْدًا أَنِ لَا أَكْتُمُ  
هَذَا الْحَدِيثَ بَعْدَ أَنْ  
ثَاقَ هُنِي بِهِ عَلِيٌّ مَا الْبَقِيَتْ  
(صواعق ص ۱۱ و غایۃ ص ۱۱)

امام ابو بکر الاکبری رحمہ اللہ علیہ اپنی سند سے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو

حدیث ششم

سمعت علیاً علی منبر

الکوفہ یقول انّ خیر هذا  
الامّة بعد نبیّها البوکر  
ثمّ خیرهم عمر  
(صواعق امام حجر مکی ص ۶۱)

۱۸ حدیث مفتوم

دخلت علی علی فی بیتہ  
فقلت یا خیر الناس بعد رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال معذراً  
یا ابا جعفر الا اخبیک بخیر  
الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم قلت اخبی فی قتالہ بوکر و  
عمر و یحکم یا ابا جعفر لا یجتمع  
حبّی و بغض ابی بنکر و عمر  
فی قلب مؤمن

(صواعق شریف ص ۶۱)

جامع مسجد کوفہ کے مہربانانے رنار  
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی ساری  
امت میں سب افضل البوکریں پھر سب  
افضل عمر ہیں۔ رضی اللہ عنہما

امام حافظ ابو ذر سردی کہی ایک سندوں سے اور امام داؤد قطنی وغیرہما  
نیز حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ

میں حضرت مولیٰ علی کریم اللہ وجہہ کی خدمت  
اتھ کس میں ان کے گھر حاضر ہوا اور عرض کر  
اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب  
لوگوں سے بہتر! اس پر آپ نے فرمایا  
اے ابو جعفر! ٹھہر جا۔ اس طرح کہنے میں  
جلد ہی نہ کر آیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے  
بہتر کون ہیں! میں نے عرض کر فرمائیے  
فرمائیے، فرمایا، ابوبکر اور عمر ہیں، مگر  
افسوس ہے۔ اے ابو جعفر میری محبت اور  
ابوبکر و عمر کا بغض مسلمان کے دل میں اکٹھے  
نہیں ہو سکتے۔

”میری محبت اور ابوبکر و عمر کا بغض مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے“

(حضرت علی کا ایسا بیان)

حدیث مفتوم میں سرکار مولیٰ علی کریم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی کیا پیارا ارشاد ہے کہ حق

بروہم کا بغض اور میری محبت مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہو سکے۔ شیعہ حضرات کیلئے لٹو فکریہ ہے کہ اگر وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سچی محبت رکھتے ہیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پیچھے جہاں نثار حضرت ابو جحیفہ کے نقش قدم پر چل کر حسب ارشاد مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بغض سے دل کو پاک کرنا ہوگا بلکہ ان سے سچی اور مخلصانہ عقیدت رکھنی پڑے گی اور مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کے بموجب ان دونوں کو حضور کی ساری امت حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی افضل واسطے سمجھنا ہوگا۔ ورنہ حضرت علی کی محبت و عقیدت کا دعویٰ بارگاہ حیدر گزاری میں ناقابل قبول اور مردود ہوگا۔

کچھ ضدی شیعہ، حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے ان ارشادات عالیہ کو تفسیر پر محمول کر لیتے ہیں۔ ان سے بہرہ دانہ اور مخلصانہ گزارش ہے کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے یہ ارشادات ان کے اپنے زمانہ خلافت کے ہیں جب کہ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے وصال کو ایک عرصہ گزر چکا تھا۔ ————— لہذا حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے ان ارشادات عالیہ کو تفسیر پر محمول کرنا نہ صرف ان کی ذات اقدس پر افتراء عظیم ہے بلکہ حقائق و قانع سے دیدہ دانستہ گریز بھی ہے جو کسی طرح بھی اہل انصاف کے شایان شان نہیں۔

امام احمد مسند ذی البیہدین رضی اللہ عنہ میں حضرت

ابو حازم سے راوی ہیں

حدیث ہشتم

یعنی ایک شخص نے حضرت امام زین العابدین کو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی "حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت ابوبکر و عمر کا مرتبہ کی تھا؟" فرمایا "جو مرتبہ ان کا اب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں"

قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ مَا مَنَزَلَةُ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنَ ابْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنَزَلَتُهُمَا السَّاعَةُ دَهْمَا صُجَّيْعَاةً  
رُفَاتُهُ التَّحْقِيقُ ص ۱۱۵



## حدیث نمبر ۲۰

امام دارقطنی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں  
آپ نے ارشاد فرمایا۔

اجمع بنو فاطمة رضی اللہ عنہم  
عَلَىٰ أَنْ يَقُولُوا فِي الشَّيْخِينَ أَحْسَنَ  
مَا يَقُولُ مِنَ الْقَوْلِ۔

(صواعق مرقومہ)

یعنی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی  
اولاد کا اجماع و اتفاق ہے کہ ابوبکر و عمر  
رضی اللہ عنہ کے حق میں وہ بات کہیں جو  
سب سے بہتر ہو۔

ظاہر ہے کہ سب سے بہتر بات اسی کے حق میں کہی جائیگی جو سب سے  
بہتر ہو۔ اس سے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا سادیت پر کرام کے نزدیک  
سب صحابہ سے بشمول حضرت علی کرم اللہ وجہہ افضل ہونا ثابت ہوا۔

## حدیث دھم

امام ابن عساکر وغیرہ سالم بن ابی الجعد سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں کہ

قُلْتُ لِمُعَدِّ بْنِ الْحَنْفِيَّةِ  
عَلَىٰ كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلَامًا  
قَالَ لَا تُلْتَفِتْ فِيمَ عَمِلَ أَبُو بَكْرٍ  
وَسَبَقَ بِخَتَمِ لَا يَذْكُرُ أَحَدٌ  
إِلَّا أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِأَنَّهُ كَانَ  
أَفْضَلَهُمْ إِسْلَامًا حِينَ اسْلَمَ  
حَتَّىٰ لَحِقَ بِرَبِّهِ

(صواعق مرقومہ)

میں نے حضرت امام محمد بن حنفیہ سے  
عرض کی، کیا ابوبکر سب سے پہلے اسلام  
لائے تھے؟ فرمایا نہ، میں نے کہا پھر کہ  
بات ہے کہ ابوبکر سب سے پہلے اسلام  
سبقت سے لے گئے یہاں تک کہ ان کے  
سوا لوگ کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے؟ فرمایا  
یہ اس لئے کہ وہ اسلام میں سب سے افضل  
تھے جب کہ اسلام لانے یہاں تک  
کہ اپنے رب سے جا ملے۔

## حدیث یازدہم

امام ابو الحسن دارقطنی، جندب سدی سے روایت کرتے ہیں کہ  
امام محمد بن عبد اللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن علی مرتضیٰ کرم اللہ

جوہم کے پاس کچھ اہل کوفہ و جزیرہ نے حاضر ہو کر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں  
سوال کیا — حضرت امام نے میری طرف توجہ فرما کر ارشاد فرمایا —

اپنے شہر والوں کو دیکھو مجھ سے  
ابوبکر و عمر کے بارے میں سوال کرتے ہیں  
وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہ  
مولیٰ علی سے افضل ہیں یعنی اللہ عنہما

انظروا الی اهل بلادک  
یسألونی عن ابی بکر و عمر  
لہما افضل عندی من علی  
(صواعق صدقہ ۵۵)

یہ امام اجل حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے اور حضرت شہید کربلا کے نواسے ہیں ان کا  
لقب مبارک — "نفس زکیہ" — ان کے والد ماجد حضرت عبد اللہ محض  
جو بے پہلے عمنی و حسینی دونوں شرف کے جامع ہیں اس لئے محض کہلائے اپنے زمانہ میں  
سردار بنی ہاشم تھے ان کے والد ماجد حضرت امام حسن مثنیٰ اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ صغریٰ بنت  
امام حسین علیہ السلام جدہم و ابیہم و علیہم و بارک و سلم۔

(غایۃ التخصیص مجدد اعظم اسلام امام احمد رضا بریلوی ص ۱۸)

سیدالسادات فخرالہدیٰ بیات محبوب سبحانی قطب سبحانی صاحب قدم گرامی پیر پیران  
میر میران افضل و امام اولیاء جہان سیدی و سندی الشیخ عبدالقادر سرکار جیلانی المعروف  
گیارہویں شریف داسے پیر کی نسبت کر یہ گیارہویں کے مطابق حضرت مولائے کائنات و آئمہ  
اہلبیت صلی اللہ علیہم و ابیہم و علیہم و بارک و سلم کی گیارہ حدیث لاکرا نہیں پر  
اکتفا مناسب ہے، ورنہ حوالہ جات تو شمار سے باہر ہیں۔

اب ہر سنی یا مخصوص سید کہلانے والے پر فرض ماند ہوتا ہے کہ وہ اپنے آبا کرام  
کا اعتقاد اختیار کر کے ان کا سچا شہزادہ بنے اور ان کا اعتقاد قطعاً یقیناً یہی ہے کہ

حضرات شیخین کریمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام صحابہ بالخصوص حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ و عنہم سے افضل ہیں۔

تفضیل مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا قابلِ رافضی ہے

سید سادات بگرام حضرت  
مرحیہ الفریقین، خبر شریعت

بحر طریقت، البقیۃ السلف حجتہ الخلف سیدنا و مولانا سید میر عبدالواحد بگرامی قدس سرہ  
السامی اپنی کتاب مبارک ————— "سبع سنابل شریفہ" ————— رجو عالم رویا  
میں بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پیش کی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے خوب پسند فرمائی اور سید بگرامی صاحب کی کتاب ہذا کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں قابلِ رشک  
قرب بخشا۔ اس کا مفصل واقعہ مجدد اعظم اسلام امام ربانی نائب غوث مہدیان امام —  
— احمد رضا بریلوی ————— کی کتاب شریف ————— غایۃ التحقيق —————

میں ملاحظہ فرمائیں) میں ارشاد فرماتے ہیں —————

اہل حق کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام  
کے بعد تمام ان لوگوں سے افضل ابو بکر صدیق  
ہیں ان کے بعد عمر فاروق، ان کے بعد  
عثمان فدا النورین اور ان کے بعد علی مرتضیٰ  
میں حضرت عثمان و علی کی فضیلت ابو بکر و عمر  
سے بغیر کسی نقصان و قصور کے کہ ہے صحابہ  
تابعین، تبع تابعین اور تمام علمائے امت  
کا یہی عقیدہ ہے۔ جو شخص امیر المومنین حضرت  
علی مرتضیٰ کو خلیفہ نہ مانے وہ خارجی ہے،  
اور جو شخص انہیں امیر المومنین ابو بکر و عمر سے

واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر  
بعد انبیاء ابو بکر صدیق است و بعد از وی  
عمر فاروق است و بعد از وی عثمان ذی النورین  
است و بعد از وی علی المرتضیٰ است رضی اللہ  
عنہم فضل ختین از فضل شیخین کمتر است  
بے نقصان و بے قصور اجماع اصحاب و  
تابعین و تبع تابعین و سائر علماء امت  
بریں عقیدہ واقع شدہ است کہ  
امیر المومنین علی را خلیفہ ندانند از خوارج  
است و کسی کہ او را بر امیر المومنین ابو بکر و



افضل قرار دے وہ رافضی ہے۔

عمر تفصیل کند از رد افض است۔

(رغایۃ التحقیق ص ۱۲۲)

آئیے! شیعہ حضرات کی معتبر کتاب کا جو شیعہ حضرات کے اصول اربعہ میں سے ایک ہے حوالہ بھی عرض کر دوں تاکہ غلط فہمی سے شیعہ بننے والے غیر متعصب شیعہ ماہان ملاحظہ فرما کر مسلک اہلسنت کی طرف اگر اپنی رجال الکشی ————— ہے جو چوتھی

جو مجھے ابو بکر و عمرؓ کے افضل بنائے گا  
میں اسے کوڑے ماروں گا حضرت علیؓ  
شیعوں کا حوالہ

خزینہ سنن بایں۔ اس کتاب کا نام ————— رجال الکشی میں ہے

محمد بن مسکد سے مراد یہ ہے انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو کوفہ کے منبر پر جلوہ گرد کیا اور یہ کہتے سنا کہ اگر میرے پاس ایسے شخص کو لایا جائے جو مجھے حضرت ابو بکر و عمر سے افضل بتاتا ہو تو میں اسے بہتان تراشی کی سزا دانتی کوڑے ماروں گا۔

عن محمد بن المسکد رآہ را  
علیاً علیہ السلام علی المنبر بالکوفۃ  
وہو یقول لئن اتیت بوجہ یفضلنی  
علی ابی بکر و عمر لأجلدہ تعدد  
المفتزی

(رجال الکشی طبع کر عام ۱۳۳۸)

شیعہ حضرات نے اس روایت کو اپنی اس کتاب میں نقل کرنے کے بعد اسے سنج کرنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن حق پسند اور انصاف کے متلاشی پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔

الحمد للہ ————— کہ مسلک اہل سنت و جماعت کی حقانیت روزِ بدشمن سے بھی زیادہ واضح ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی پر قائم رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے اور غیروں کو بھی اسی کی ہدایت فرمائے — آمین !

## شیعان کوفہ کا عقیدہ

مذہب تفصیل میں مینا کہ راقم نے قبل انہیں عرض کیا ہے کہ کوفہ کے شیعہ  
اہل کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیے اور انہیں داد انصاف دیجئے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد المعروف بالذہبی متوفی ۴۸۵ھ اپنی مشہور تصنیف لطیف میزان  
الامت وال فی نقد الرجال میں فرماتے ہیں —————

<p>وقال ابن شاذب عن لیث قال ادركت الشيعة الاولى بالكوفة وما يفضلون علي ابى بكر وعمر احدا</p>	<p>یعنی امام لیث فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ کے شیعان اولین کو پایا اور وہ ابو بکر و عمر سے کسی کو افضل نہیں سمجھتے تھے۔</p>
--	--

(۳ ج ۲ ص ۱۱۱)

۱۔ امام لیث بن ابی سلیم کوفہ کے باشندہ ہیں جن کے بارے میں امام دارقطنی فرماتے ہیں  
— مکان صاحب البنة — اور امام عبد الوارث فرماتے ہیں — مکان من  
اوعية العلم — کہ آپ خزانہ ہلکے علم میں سے ایک خزانہ تھے۔ اور کوفہ تو  
شیعان برادران کے نزدیک قبتہ الاسلام ہے۔ یہ صدائے اقامت کی صدا ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ  
سے کوئی افضل نہیں اور یہ صدائیے والے کوفہ کے شیعان اولین ہیں جن کے ذریعے موجودہ شیعہ حضرات تک  
سب کچھ پہنچا۔ معلوم ہوا کہ شیعہ حضرات کا شیخین کریمین کے بارے میں جو وہ خیال غلط اور ان کے  
اکابرین شیعان اولین کا اعتقاد درست اور صحیح ہے۔ الحمد للہ — کہ اہل سنت کس مرتف حق  
کی تائید خود شیعہ حضرات کے اکابرین سے ہو چکی — اس کے بعد اس معنی برانصاف اعتقاد کو  
پس پشت ڈالنا دراز دیانت ہے۔ اور جو نام نہاد سنی کہلانے والے مولوی اور پیر  
مسوا فضیلت میں اجماع اہل سنت کے خلاف کرتے ہوئے موجودہ شیعہ کی ہم خیالی میں  
مبتلا ہیں یہ نہ صرف اہل سنت کے مساک حق سے مغرور ہیں بلکہ کوفہ کے شیعان اولین سے  
بھی گئے گزے ہیں — اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرماتے ہیں۔ آمین —

# حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

## پر اعتراضات اور ان کے جوابات

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات اور ان کے جوابات عرض کرنے سے پیشتر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ حضرت امیر معاویہ پر اعتراض دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرے وہ خدا پر اعتراض کرتا ہے اس کا انجام ایمان سے ماتمہ دھونا اور دوزخی ہونا ہے۔ ————— معاذ اللہ

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اگر حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کی جب جنگ ہوئی تو پھر دونوں کی صلح بھی ہوئی جیسا کہ منقریب مذکور ہوگا پھر اس جنگ میں کسی ایک عشرہ مبشرہ صحابی بھی حضرت امیر معاویہ کے ساتھ تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ کا موقف بھی ایک ہی تھا۔ ————— ایک حضرت امیر معاویہ پر اعتراض ان سب پر اعتراض ہے پھر حضرت علی نے ان سے مصالحت کر لی تو ان پر بھی اعتراض ہوا کہ انہوں نے ایک کافر مرتد سے صلح کر لی تھی راہِ کونکہ شیعہ حضرات مخالفین حضرت علی کو کافر مرتد سمجھتے ہیں، دونوں طرف ہزار مابندگانِ خدا شہید ہوئے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ مرتد کی سزا صرف قتل ہے یا توبہ کرنا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مصالحت اسلام کے اس مکہ نظر کے خلاف تھی کہ مرتد کو یا تو قتل کر دیا اس کو مسلمان کر دیا اور توبہ کراؤ۔ حضرت علی نے ایسا نہ کیا لہذا وہ بھی



قابل اعتراض ہوئے بلکہ امام حسن و حسین بھی قابل اعتراض ہوئے کہ انہوں نے حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ سے نہ صرف مصالحت کی بلکہ اپنی خلافت ان کے سپرد کی اور ان کے ہاتھ پر دونوں نے بیعت کی، شیعہ حضرات کی مشہور کتاب — رجال الکشی — میں قیس بن سعد کی روایت ملاحظہ کیجئے —

فقال یا حسن قسم فبايع  
فقام فبايع فقال للحسين عليه  
السلام قسم فبايع فقام فبايع  
ثم قال يا قيس قسم فبايع  
فالتفت الى الحسين ينظر ما يامر  
فقال يا قيس انك امامي

رجال الکشی  
طبع کرہ

ص ۱۰۳

تو حضرت امیر معاویہ نے حضرت امام حسن سے فرمایا۔ اے حسن آپ کھڑے ہوں اور مجھ سے بیعت کیجئے، امام حسن کھڑے ہوئے اور ان سے بیعت کی۔ پھر حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا آپ کھڑے ہوں اور بیعت کیجئے۔ وہ کھڑے ہوئے اور بیعت کی۔ پھر قیس بن سعد سے فرمایا اے سعد آپ کھڑے ہوں اور بیعت کیجئے، تو قیس امام حسین کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ کیا حکم دیتے ہیں امام نے فرمایا کہ قیس بیعت کیجئے کہ امام حسن میرے امام ہیں جب انہوں نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کر لی ہے تو آپ بھی کیجئے تو انہوں نے بیعت کی

یہ شیعہ حضرات کی سب سے معتبر کتاب کا حوالہ ہے جب حضرت علی نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی۔ امام حسن نے اپنی خلافت ان کے سپرد کر کے امام حسین و قیس بن سعد سے جان نثار ساتھیوں سمیت حضرت امیر معاویہ سے بیعت کی تو جو حضرت امیر معاویہ کو برا سمجھے گا وہ دراصل حضرت علی و حسین اور ان کے ساتھیوں کو بھی برا سمجھتا ہے اور ان پر طعن کرتا ہے

ہے کیونکہ بڑے آدمی سے صلح کرنے والے اور اسے خلافت دینے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے بھی اچھے نہیں کہلا سکتے۔ اور ان حضرات پر طعن کرنا یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن ہے اور حضور پر طعن دراصل خدا تعالیٰ پر طعن ہے۔ ایسا آدمی اپنے باپے میں خود ہی سوچ لے کہ اس کے بعد اس کا کیا انجام ہوگا۔

**اعترض اول** | حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین قبیلے بنو ثقیف بنو حنیفہ اور بنو امیہ ناپسند تھے۔ حضرت امیر معاویہ بنو امیہ قبیلے سے تعلق رکھتے تھے لہذا یہ بھی حضور کو ناپسند ہوئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی قبیلے یا کسی جگہ کو ناپسند کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اس قبیلے یا جگہ کا ہر شخص ناپسند ہے۔ اسی طرح کسی قبیلے یا جگہ کو پسند کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس قبیلے اور جگہ کا ہر شخص پسند ہے۔ دیکھئے قبیلہ قریش خدا کا پسندیدہ قبیلہ ہے اور مکہ و مدینہ پسندیدہ شہر ہیں لیکن ابو جہل ابو لہب قریش دکر سے اور یہود مدینہ کے رہنے والے سخت ناپسند ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بنی امیہ سے تھے اس کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے محبوب تھے کہ آپ نے اپنی دو شہزادیاں رقیہ اور ام کلثوم ان کے نکاح میں دیدیں اس لئے آپ کو ذوالنورین (دو نوروں والے) کہا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہو شیعہ حضرات کی معتبر کتاب المحرر اور حیات القلوب جلد دوم اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز جلیل القدر تابعی جن کی عظمت کا تمام عالم اسلام قائل ہے اور خود شیعہ مصنفین نے ان کی تعریفیں کیں ہیں۔ بنی امیہ سے تعلق رکھتے تھے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نجد کی سرزمین ناپسند تھی اور اس کے لئے آپ نے دعائے خیر بھی نہ فرمائی اس کا یہ مطلب نہیں کہ نجد کا ہر شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھا۔ سرزمین نجد سے ایک بہت بڑے عالم اور بزرگ مولانا سیاح بن عبدالوہاب نجدی پیدا ہوئے تھے

تمام عالم اسلام کی نظردوں میں قابل قدر عالم و بزرگ تھے۔ جنہوں نے اپنے بھائی محمد بن عبد الوہاب نجدی کے دایمان گمراہانہ خیالات کی تردید کی اور اس کے رد میں کتاب لکھی جس کا اردو ترجمہ ادارہ سواد اعظم لاہور نے ————— "نجدی مذہب کے نام سے شائع کیا ہے دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی کا تعلق ان تینوں قبائل کے بعض مخصوص افراد سے ہے۔ ————— چنانچہ ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ —————

”قبیلہ ثقیف سے ایک جھوٹا اور ایک مہلک شخص پیدا ہوگا۔“

یہ اشارہ مختار بن ابی عبید اور حجاج بن یوسف کی طرف تھا ————— اول الذکر جھوٹا اور ثانی الذکر مہلک و ظالم تھا۔

قبیلہ بنی امیہ کو ناپسند کرنا یزید کی وجہ سے تھا چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے جے امام ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں ضعیف سند کیا تھا حضرت ابو عبیدہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، —————

لَا يَزَالُ امْرَأَتِي قَائِمًا  
بِالْقِسْطِ حَتَّى تَكُونَ أَوَّلَ  
مَنْ يَشْلُمُهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي  
أُمِيَّةٍ يَقَالُ لَهُ يَزِيدُ  
ثَابِتٌ بِالسُّنَّةِ وَ  
كَارِخُ الْخُلَفَاءِ ص ۱۹

یعنی میری امت کا معاملہ ہمیشہ انصاف  
پر قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ سب  
سے پہلے جو شخص میری امت کے معاملہ  
میں رخنہ اندازی کرے گا وہ قبیلہ  
بنی امیہ کا ایک مرد ہوگا جس کا نام  
یزید ہوگا۔

اور دوسری روایت میں ہے جے امام ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت ابو دردار سے  
روایت کیا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا —————

أَوَّلُ مَنْ يَبْدُلُ سُنَّتِي رَجُلٌ | سب سے پہلے جو شخص میری سنت



کو تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ کا ایک مرد  
ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔

بنی امیہ لیکال گئے  
یزید (تاریخ الخلفاء ص ۱۱)

اس سے معلوم ہوا کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ بنو امیہ کو ناپسند کرنا یزید ایسے بعض مخصوص افراد کی وجہ  
تھا کہ اس قبیلہ کا ہر فرد آپ کو ناپسند تھا۔ اگر ایسی بات ہوتی تو حضرت امیر معاویہ کو آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم وحی الہی کا کاتب اور اپنے ذاتی خطوط کا محرر کیوں مقرر فرماتے۔ پھر آپ  
کی ہمیشہ حضرت بنی ام حبیبہ سے نکاح کیوں فرماتے؟ پھر ان کے حق میں دعائیں کیوں فرماتے  
اسی طرح قرآن میں ہے — وَقَتْلِ الْإِنْسَانِ مَا الْكَبِيرُ — کہ  
انسان کی ہلاکت ہو کس قدر ناشکر واقعہ ہوا؟ — تو کیا سب سے انسان ناشکر ہے ہیں  
ہرگز نہیں بلکہ اس سے بعض انسان مراد ہیں۔ اسی طرح ان قبیلوں سے بھی بعض افراد مراد  
ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھے نہ کہ اس قبیلے کے سارے افراد۔

یہاں سوال کہ جب یزید کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خبر دی تھی تو  
حضرت امیر معاویہ نے یزید کو اپنا ولی عہد کیوں بنایا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ تک وہ خیر نہیں پہنچی تھی، کیونکہ ہر صحابی حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی ہر حدیث سے باخبر نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمام صحابہ ہر وقت  
نہیں رہتے تھے بلکہ اکثر صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشاد سے کبھی جنگ پر کبھی تبلیغ  
پر کبھی دسویں زکوٰۃ پر کبھی مخالفین اسلام کے خلاف اسلام منصوبوں کی جاسوسی کرنے اور  
کبھی کبھی کسی ڈیوٹی پر چلے جاتے تھے۔ بلکہ آنے والے بہت سے حالات حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے بعض صحابہ کو خفیہ طور پر بتائے اور ساتھ ہی انہیں ان حالات کو خفیہ رکھنے کا بھی  
حکم دیا تھا اور مشیت الہی ہی تھی تاکہ ان باتوں کو خفیہ رکھ کر خدا تعالیٰ کی بعض حکمتیں اور ان کے  
تقاضے ظہور میں آئیں

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ  
 ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بعض ایسے راز بتائے کہ اگر میں انہیں

ظاہر کروں تو قتل کر دیا جاؤں۔“ — کافی صحیح البخاری

اور آپ اپنی دعائیں کہا کرتے تھے — اللہم انی اعوذ بک من السنین

کر یا اللہ میں ساٹھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ — اس وقت کسی کو معلوم نہ ہوا کہ ساٹھ  
 سے کیا مراد ہے نہ ہی آپ نے کسی کو بتایا۔

نیز — حضرت ابوہریرہؓ دعائیں یوں بھی کہا کرتے تھے —

اللہم انی اعوذ بک من امارۃ الصبیان — کہ یا لہذا میں بچوں کی حکومت

سے تیری پناہ چاہتا ہوں — مگر آپ نے کبھی اس کی وضاحت نہ فرمائی بلکہ اس  
 کو خفیہ رکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی تھا۔

جب ۵۹ھ میں حضرت ابوہریرہؓ کا وصال ہوا اور یزید کے دورِ امارت میں واقع  
 کہ بار و نما سواتب لوگوں کو بہتہ چلا کہ ساٹھ سے حضرت ابوہریرہؓ کی مراد سنلہ تھی اور بچوں کی  
 حکومت سے ان کی مراد یزید کا دورِ حکومت تھا کہ اسلام میں یہ پہلا کم عمر امیر مقرر ہوا اس وقت  
 اس کی عمر پچیس سال تھی۔

غرضیکہ — حضرت ابو عبیدہ اور ابوذرؓ کا بھی یزید کے نام کی جو حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی وہ بھی انہیں راز لائے سرسبز کا حصہ تھی، حضور صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی طرف سے جن کو خفیہ رکھنے کی ہدایات تھیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

خصوصی طور پر ان دو حضرات کو بتانے کی بجائے مجمع عام میں فرماتے۔ دوسرے صحابہ سنتے  
 اور اس کی روایت عام ہوتی مگر کسی اور صحابی سے یہ حدیث مروی نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ

حدیث روایات اور اربعہ کے ہوا کسی دوسرے صحابی سے روایت کی ہے — معلوم  
 ہوا کہ یقیناً یہ ارشاد راز کے طور پر فرمایا گیا تھا جو حضرت امیر معاویہؓ بلکہ دوسرے صحابہ تک

پہنچ سکا۔ اس لئے ان پر اعتراض کرنا قطعاً بے جا ہے۔

**اعتراض دوم** | حضرت امیر معاویہ سے حضرت امام حسن کی صلح اس شرط پر ہوئی تھی کہ حضرت امیر معاویہ کے بعد حکومت امام حسین کے سپرد کی جائے گی مگر انہوں نے اپنے بیٹے کو حکومت دیکر اس شرط کی خلاف ورزی کی جو ایک صحابی تو کیا ایک عام مسلمان کی شان سے بھی بعید ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ صلح نامہ میں امام حسین کی بجائے امام حسن کی شرط تھی لیکن جب امام حسن پہلے ہی وفات پا گئے تو یہ شرط ختم ہو گئی۔ اس میں یہ نہیں تھا کہ امام حسن اگر زندہ نہ رہے تو حکومت امام حسین کے سپرد کرنا ہوگی۔ اگر ایسی شرط ہوتی تو اس کی خلاف ورزی ہوتی مگر یہ شرط نہ تھی لہذا خلاف ورزی بھی نہ ہوئی۔ اس لئے حضرت امیر معاویہ پر بعد کی خلاف ورزی کا طعن بھی بے جا ہے۔

**اعتراض سوم** | حضرت امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو جانشین بنا کر جہوویت کی خلاف ورزی کی اور طو کیت کی بنیاد ڈالی جو اسلام میں ناجائز ہے۔ اور بیٹا بھی کیا، فاسق و فاجر اور شرابی قسم کا۔ داسرہم تیسوری بینہم۔ قرآن کے حکم کے بھی خلاف ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ بیٹے کو جانشین بنانا اسلامی جہوویت کے ہرگز خلاف نہیں ہاں اسلامی جہوویت کے خلاف اس وقت ہو گا جب جانشین ہونے والا بیٹا نا اہل اور نالائق ہو یا جانشین ہونے والے کے حالات اس بات کا غالب اندیشہ دلا رہے ہوں کہ وہ اسلام کے خلاف کام کرے گا اور مسلمانوں کو اسلام کے علاوہ کسی اور رستے پر ڈالنے یا فتنہ انگیزیاں کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے مقابلہ میں لائق اور اہل آدمی بھی موجود ہیں اس صورت میں بیٹے کو جانشین بنانا جائز نہیں۔

اگر صورت حال اس کے برعکس ہو یعنی جانشین ہونے والا اہل علم اور لائق ہو تو اسے



جانشین بنانا جائز ہے۔ — اگر ناجائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صحابہ یہ مشورہ نہ دیتے کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کو اپنا جانشین بنائیں، کیونکہ ناجائز کام کا مشورہ دینا بھی ناجائز ہے۔ پھر حضرت عمر نے اپنے صاحب زادے کو خلیفہ نہ بنایا اس لئے نہیں کہ وہ ان کا بیٹا تھا۔ بیٹے کو جانشین بنانا اسلام میں قابل اعتراض بات ہے بلکہ آپ نے یہ عذر پیش کیا کہ ”میرا بیٹا جذبات کی رو میں بہہ جاتا ہے اور خلیفہ کے لئے منحل اور برباد ہونا ضروری ہے۔“

پھر ملکیت کو بھی ایسے ہی بدنام کر دیا گیا ہے حالانکہ اسلام میں ملکیت کی کوئی ممانعت نہیں بلکہ بادشاہ عادل کو حدیث میں خدا کا سایہ فرمایا گیا ہے۔ الفاظ کو یہ یہ ہیں۔ — السلطان العادل خلقہ اللہ فی ارضہ (الحديث) — کہ عادل بادشاہ رئے زمین پر خدا کا سایہ ہے۔ — ارجل کے جہودی طریقہ سے بننے والے صدر یا وزیر اعظم گزشتہ زمانے کے بادشاہوں سے بھی زیادہ آمر ہیں۔ ارجل دفعہ ۱۴۴۲ اور سنگامی حالات کا نفاذ کیا کم آمریت ہے؟ — کیا ایسی جہودیت اسلام کو پسند ہے؟ — لاحول ولا قوۃ

اور اگر مشورہ کہنا ضروری اور فرائض اسلام میں سے تھا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیوں نامزد کیا تھا — معلوم ہوا کہ مشورہ

فضیلت اور استحسان کی بات ہے، فرض اور واجب نہیں۔

اس کے باوجود یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ نے یزید کے بائے میں کسی مشورہ ہی نہیں دیا تھا بلکہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے بعض جلیل القدر صحابہ کا مشورہ انہیں حاصل فرمایا کہ حضرت مغیرہ نے اپنی معزیت سے بچنے کے لئے انہیں یہ غلط مشورہ دیا تھا تو یہ ایک عظیم الشان صحابی پر بیتان اور تاریخ کا انحراف ہے۔ — جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت

چنانچہ تازہ بخاطر میں ہے آپ نے حضرت امیر معاویہ کو خط لکھا تھا جس میں خطبہ کے بعد معزولیت کی درخواست تھی۔ — الفاظ یہ ہیں —

اما بعد فانی کنت قد  
کبرت سنی و دق عظمی (الی ان  
قال) فان رایت ان تعزلنی  
فاعزلنی  
تاریخ طبری ج ۵ ص ۳۳۱

یہ مورخین کا حضرت مغیرہ پر بہتان ہے کہ انہوں نے معزولی سے بچنے کے لئے حضرت امیر معاویہ کو یزید کے جانشین کرنے کا مشورہ دیا تھا اس سلسلہ میں جو کچھ ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ سراسر افتراء ہے۔ ————— حقیقت یہ ہے کہ حضرت مغیرہ کا یزید کو جانشین بنانے کا مشورہ ایسے ہی مخلصانہ تھا جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے صاحب زادے عبداللہ بن عمر کو جانشین بنانے کا مشورہ مخلصانہ تھا۔

رہا یہ کہ ——— یزید فاسق و ناجر تھا سو یہ بھی محل نظر ہے کیونکہ حیات امیر معادیہ میں یزید سے کوئی نشت و خجور ثابت نہیں ——— اگر کوئی ایسی روایت مل سکتی ہے کہ حضرت امیر معادیہ نے اپنے بیٹے یزید کو فاسق و ناجر جانتے ہوئے بھی اپنا جانشین کیا تو وہ بھی انفراد و بہتان ہوگا۔

میزید فاسق و ناجور ہوا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد ہوا جس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو طعن کرنا نہ صرف عقول و دانش بلکہ ایمان کے تقاضوں کے بھی خلاف ہے۔

اور مشاورت بھی ایک مستحسن چیز ہے فرانسی یا ارکان اسلام سے نہیں کہ اس کے ترک پر انسان فاسق و فاجر ہو جاتا ہے۔

**اعتراض چہارم** | حضرت امیر معاویہ نے جنگ صفین میں نیزوں پر قرآن بلند کر کے لڑائی کو روک دیا تھا نیزوں پر بلند کرنا قرآن کی سوء ادب ہے اس لئے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاویہ کے دل میں قرآن کا کوئی احترام نہ تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ————— نیزوں پر قرآن کو بلند کرنا قرآن کو ادنیٰ ہی کیا گیا تھا خدا سزا ستہ نیچے تو نہیں کیا گیا تھا کہ قرآن کی بے ادبی ہوئی ————— دوسری بات یہ کہ حضرت امیر معاویہ نے تو حضرت علی کی ہی تقلید کی تھی کیونکہ جنگ جمل میں جنگ کو روکنے کے لئے حضرت علی نے بھی قرآن کو نیزوں پر بلند کر دیا تھا اس لئے محض ایک جنگ جمل پر معمول کرنا ان پاکیزہ لوگوں کے حق میں سوء ظن ہے۔ (لاحظہ ہو تازیخ طبری ج ۵ ص ۱۲۰۴)

مگر اس وقت جنگ نہ رک سکی تھی اور اب رک گئی۔ اگر یہ بے ادبی ہے تو پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کیا کہیں گے؟ — معلوم ہوا کہ یہ جنگ جمل تھی۔

**اعتراض پنجم** | حضرت امیر معاویہ کی یہ ایک جنگ جمل تھی انہوں نے تازہ دم ہونے کے لئے قرآن کو اڑ بنا کر جنگ رکوائی تھی چنانچہ حضرت

علی کرم اللہ وجہہ نے یہ فرماتے ہوئے کہ ————— لیسوا باصحاب دین ولا قرآن انا اعرف بحکم منکم الخ۔ ————— یہ لوگ نہ دین دار ہیں اور نہ قرآن والے ہیں انہیں تم سے زیادہ میں پہچانتا ہوں۔ ————— اپنے ساتھیوں کو جنگ بند کرنے سے منع کر دیا تھا جیسا کہ تازیخ کی کتابوں سے واضح ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ تازیخ کی جن جن کتابوں میں یہ یا اسی طرح کی دوسری روایات آئی ہیں ان کا مرکزی راوی ————— ابو مخنف ————— ہے جو کثیر شیعہ اور کذاب تھا۔ اس لئے اس کی ایسی روایات کذب صریح کے ہوا کہ نہیں ذرا محذوین سے سینے۔



ام شمس الدین ذہبی نقاد کبیر ابو محنف کے بارے میں میزان میں فرماتے ہیں۔۔۔  
 لایوثق بہ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۳۶۰ کہ اس کا کوئی اعتبار نہیں

ام ابن حجر العسقلانی لسان المیزان میں فرماتے ہیں۔۔۔

شلبی محترق صاحب اخبار ہم لسان المیزان ج ۲ ص ۴۹۲ طبع حیدرآباد دکن  
 کہ ابو محنف جلا سمجھا یعنی کٹر شیعہ تھا اور شیعوں کی خبریں جانتا اور روایت کرتا تھا۔

مورخین چونکہ نقاد نہیں ہوتے وہ ہر قسم کے راویوں کی خبریں جمع کرتے ہیں اس لئے  
 ان کی روایات کو جانچ پڑتال کر کے قبول کرنا چاہیے۔۔۔ بالخصوص اگر کوئی خبر کتاب  
 سنت کے خلاف ہو تو اسے جھوٹ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ تاریخ کی کتاب سنت کے مقابلے  
 میں کوئی اہمیت نہیں کہ عقیدے کی بنیاد کتاب و سنت ہے نہ کہ تاریخ کے واقعات۔

چنانچہ علامہ امام احمد قسطلانی ارشاد الاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں۔

وما روی فی السیرۃ	یعنی سیرت و تاریخ مدیث صحیح
لایقاوم ما فی الصحیح	مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(ج ۱ ص ۶ مصری)

جب تاریخ و سیرت کی روایات احادیث صحاح کا مقابلہ نہیں کر سکتیں تو قرآن و  
 سنت کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہ کے بارے میں تاریخ پر کلی اعتماد کرنا مستحکشی  
 حق کی شان نہیں ہے۔

اس کے بعد گزارش ہے کہ حضرت امیر معاویہ کا اس طرح جگمگے رکوانا شدت  
 جذبہ اسلامی اور ملت اسلامیہ کے درو کی وجہ سے تھا۔۔۔ اس میدان کا زار میں آپ  
 کی مدائے درو جن کلمات پر مشتمل مثنیٰ ابھیں ملاحظہ فرمائیے۔۔۔

هذا حکم کتاب اللہ عزوجل  
 یتاد بینکم من لشعور الشام  
 یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان یہ  
 کتاب اللہ فیصلہ ہے اہل شام کے بیچ

بعد اہلہ ومن لشعور العراق

بعد اہلہ

تاریخ کامل امام ابن اثیر ج ۲ ص ۱۳۱

کے بعد شام کی اور اہل عراق کے نہ ہونے

کے بعد عراق کی سرحدوں کی حفاظت

کون کرے گا؟

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی یہ مدائے درد اس وقت فضاؤں میں بند ہوئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے چالیس ہزار اور حضرت امیر معاویہ کی فوج سے بیس ہزار سپاہی جام شہادت نوش کر چکے تھے۔ چنانچہ امام ابن کثیر لکھتے ہیں

کہ اہل شام کی کل فوج ساٹھ ہزار اور اہل عراق کی ایک لاکھ بیس ہزار تھی

کہ اہل شام کی ساٹھ ہزار فوج سے

بیس ہزار اور اہل عراق کی ایک لاکھ

بیس ہزار سے ساٹھ ہزار قتل کی بھینٹ

جڑ چکی تھی۔

فقتل منهم عشرون الفا

ومن اهل العراق ستون الفا

(البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۴۲)

جو حضرت امیر معاویہ کے ان درد انگیز کلمات کو ایک حقیقت حال قرار دینے کی بجائے جنگی چال پر محمول کرتا ہے ہلکے خیال میں سبائی فکر کی ترجمانی کرتا ہے (العاونا اللہ منہ)

واقعہ تحکیم میں حضرت امیر معاویہ نے حضرت عمرو بن عاص کے

ذریعے حضرت علی کو خلافت سے معزول کر دیا۔ حضرت عمرو بن

عاص حضرت امیر معاویہ کیساتھ ساز باز کر کے ابو موسیٰ اشعری کو بے وقوف بنایا اور حضرت

معاویہ نے عمرو بن عاص سے خلاف توقع اپنی خائنیت کا اعلان کر کران سے معاہدہ ثالثی

کی خلافت درزی کرائی اور بہت برا دھوکہ کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مؤرخین کی عمرانی ہے کہ انہوں نے واقعات کی روایت

کرنے والوں کو نقد و جرح کے اصولوں پر پرکھے بغیر ان روایات کو بیکر کتب تواریخ میں

جمع کر دیا۔ ہم یہاں عرض کر چکے ہیں کہ یہ لوگ مدینین تو تھے نہیں اور کون تھے

بھی تو انہوں نے اس خیال سے کہ یہ محض تاریخ ہے حدیث نہیں ہے اسے نقد و جرح کے اصولوں پر پرکھنا ضروری نہ سمجھا۔ اور اس خیال سے کہ دروغ برگردن راوی ہر زطیہ یا بس کو نقل کر ڈالا۔ بلکہ اگر ایک مؤرخ نے تحقیق کے بغیر ایک واقعہ کو نقل کر دیا تو دوسرے مؤرخین بھی اس کی تقلید میں اس واقعہ کو نقل کرتے اور سبھی پر سبھی مارتے چلے گئے۔

ایک بڑے مؤرخ کی زبانی اس حقیقت کا اعتراف ملاحظہ فرمائیے اور یہی امام حافظ

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لولا ان ابن جریر وغیرہ  
من الحفاظ والاعۃ ذکرہ  
ما سقتہ واكثرہ من روایۃ  
ابی مخنف لوط بن یحیی وکان  
شیعیاً وھو ضعیف الحدیث  
عند الائمۃ

(البدایہ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۰۲)

یعنی اگر ابن جریر طبری اور دوسرے  
ائمہ و حفاظ تاریخ نے یہ روایات اپنی  
کتابوں میں ذکر نہ کی ہوتیں تو میں اپنی اس  
کتاب میں ان کا قصہ نہ چلاتا۔ جب کہ  
اس قسم کی اکثر روایات ابو مخنف لوط  
بن یحییٰ سے مروی ہیں۔ وہ شیعہ تھا اور  
محدثین کے نزدیک ضعیف تھا۔

لیکن آج کے دورِ جہالت میں جب کہ لوگ کتاب و سنت کی طرح تاریخ کو بھی  
اہمیت دینے اور جزو ایمان بنانے لگے ہیں ضروری ہو گیا ہے کہ عقل و خرد اور جرح و نقد  
کے اصولوں سے حق و باطل میں امتیاز کیا جائے۔

اگر ذرا بھی  
عقل و درایت

ہماری تاریخ دشمنان اسلام نے مسخ کر دی ہے

سے کام لیا جائے تو ان روایات کی حقیقت صاف کھل جاتی ہے اور دشمنان اسلام کے  
مکر و فریب کا پتہ چل جاتا ہے کہ انہوں نے ہماری تاریخ مسخ کر دی ہے ہماری تاریخ شدہ  
تاریخ بتاتی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور عمر بن حارث نے اپنے قبیلے زبانی مسند



حالانکہ عقل و دانش اور اسلام کی سابقہ روایات و ضوابط تحکیم کے خلاف ہے۔ اس سے  
پیشتر جب بھی کہیں ایسے اہم فیصلے ہوئے وہ باقاعدہ ضابطہ تحریر میں لانے جاتے تھے  
اور وقت پر پڑھ کر سنا دیئے جاتے۔ — معاہدہ حدیبیہ اور اسی طرح کے  
دوسرے معاہدے تحریری طور پر ہوتے رہے۔ یہ اس قدر بڑا فیصلہ اور بغیر تحریر کے محض  
زبانی سنا دیا جانے ہرگز قرین قیاس نہیں بلکہ یہ ایک ایسا اہم فیصلہ تھا جس کے لئے  
تحریر ضروری تھی کہ فریقین کے ثالث اُسے پڑھ کر سناتے اس کے بعد اس پر فریقین کے  
دستخط ثبت ہوتے تاکہ آئندہ فریقین کو اس کے ایک ایک حرف کی پابندی کرنا پڑتی اور  
کسی کی طرف سے خلاف درزی کا اسکاں ختم ہو جاتا۔ — حالانکہ اگرچہ انہوں کو اس کا  
دین ہو تو اسے بھی قرآن کریم ضبط تحریر میں لانے کا حکم فرماتا ہے۔

<p>اے ایمان والو جب تم ایک مدت مقررہ تک کسی دین کا مین دین کر دو اے لکھ لو اور چاہیے کہ تمہارے دین کوئی کہنے والا ٹھیک ٹھیک کہے۔</p>	<p>يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَيْتُمْ بِدِينٍ إِلَىٰ أَحَدٍ مُّسَمًّى فَالْكُتُبُ وَلْيَكُتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ</p>
--	---

بالعدل الخ . (نقرة آیت ۸۲)

اور امت محمدیہ کے دو عظیم گروہوں کے درمیان فیصلہ ہو رہا ہے اور ایک بڑی  
جنگ کے بعد ہو رہا ہے جس میں فریقین کے ۱۰ ہزار آدمی جام شہادت نوش کر چکے ہیں نہایت  
اسے تحریر کرتے ہیں اور ہر فریقین سے مطالبہ تحریر ہوتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہوا۔  
ہماری اس گزارش کہ ثالثوں کا فیصلہ محض زبانی نہیں تھا بلکہ لکھا گیا اور  
پڑھ کر سنایا گیا کی تائید طبری اور حاکم نے اس میں لکھے ہوئے ان الفاظ سے ہوتی ہے  
جس کا ترجمہ ہے کہ

”معاہدہ تحکیم کے سلسلے میں فریقین میں یہ طے پایا تھا کہ ثالث جو

فیصلہ سنائیں گے ایک تودہ زبانی نہ ہو بلکہ تحریری طور پر مرتب ہو اور  
دوسرے یہ کہ وہ فیصلہ دومتہ الجندل کے مقام پر مقررہ تاریخ پر سنایا  
جائے۔"

(ملاحظہ ہو طبری ج ۶ ص ۲۹۷/۳۲، محاضرات ج ۲ ص ۲۹)

مغربی فتنہ پر داندوں اور مسلم نمائندے گویوں نے تاریخ سے مثالوں کے فیصلہ  
کا متن ہی حذف کر دیا تاکہ ان کی طرف بے پردہ اور من گھڑت واقعات منسوب کر کے مسلمانوں  
کو صحابہ کی عقیدے کے منحرف کرنے کی جو ناپاک کوشش کی جائے اس میں وہ متن حائل  
نہ ہو سکے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ فیصلہ تحریری تھا اور اس پر مثالوں  
کے پھر دونوں طرف کے مثالوں کے گواہوں کے دستخط لگائے گئے تھے اور اس کے بعد  
فریقین کی موجودگی میں اسے پڑھ کر سنایا گیا۔ جس پر فریقین کو اس قدر اطمینان ہوا  
کہ پھر حضرت علیؑ و معاویہؓ کے درمیان کبھی لڑائی نہ ہوئی، اور نہ کسی کی طرف سے کبھی  
اختلاف رونما نہ ہوا۔

وہ فیصلہ کیا تھا۔ اور اس کے متن کے الفاظ کیسے؟ امام ابو بکرین

عربی: "العواصم من الفساحم"۔ میں تحریر کرتے ہیں کہ اس  
فیصلے کا متن یہ تھا۔ ترجمہ:

"خلافت کا معاملہ بڑے بڑے صحابہ پر چھوڑ دیا جائے  
جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر دم تک راضی ہے  
سر دست حضرت علیؑ اور حضرت امیر معاویہؓ اپنے اپنے  
مقبوضہ علاقوں کا نظم و نسق علیحدہ علیحدہ چلاتے رہیں اور  
اپس میں امن و سلامتی سے رہیں۔"

اسی فیصلہ پر فریقین راضی ہو گئے اور مثالوں یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری اور

حضرت عمر بن عاص کے حسن ذہانت اور خداداد بصیرت سے آپس کی جنگ و جدال کا قصہ  
میں نے ختم ہو گیا۔۔۔۔۔ ان شائشوں میں سے نہ تو حضرت ابو موسیٰ اشعری کم عقل  
تھے جیسا کہ تاریخ میں ملامت کرنے والے سبائیوں نے کہلے اور نہ ہی حضرت عمر  
بن عاص دھوکہ باز تھے جیسا کہ جعلی تاریخ سازوں نے ان کو ظاہر کیا ہے۔

اس سے دراصل حضرت علی پر بھی بہتان آتا ہے کہ وہ ایک ایسے آدمی کو ثالث  
بنانے پر آمادہ ہو گئے جو اس قدر سادہ کم عقل اور بے وقوف تھا کہ فریق مخالف کی سازش  
کا شکار ہو گیا۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حضرت علی میں اتنی سوجھ بوجھ بھی نہ تھی کہ ثالث  
کو کن صفات کا حامل ہونا چاہیے۔

غرضیکہ۔۔۔۔۔ مسلم نہا سبائیوں نے تاریخ کو مسخ کر کے صحابہ کرام کی  
طرف غلط اور گھناؤنے کردار کی نسبت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تاکہ مسلمانوں بالخصوص  
نئی نسلوں کے دلوں میں صحابہ کی عقیدت باقی نہ رہے بلکہ ان کے دل و دماغ میں یہ بات  
راسخ ہو جائے کہ صحابہ تو بے وقوف کم عقل یا مسکار اور فریبی تھے۔۔۔۔۔ جب  
معاذ اللہ!۔۔۔۔۔ لوگوں کے دلوں میں صحابہ کرام کی عظمت کے نقوش باقی نہ رہیں گے  
بلکہ ان کے نزدیک وہ بے وقوف یا چوٹی کے عیار و مسکار ٹھہریں گے تو عوام مسلمانوں اور  
بالخصوص نئی نسل کا صحابہ کرام کے پس منظر پر سے اعتماد اٹھ جائے گا  
اور اس عوام بالخصوص نئی نسل کو کفر و الحاد کی طرف لے جانا آسان ہو جائے گا۔

ہذا ہم یقین سے کہتے ہیں کہ۔۔۔۔۔ شائشوں نے وہی فیصلہ کیا جو امام تافضی ابو بکر  
بن عرب کے حوالے سے گزرا۔ اس میں نہ کسی نے دھوکا دیا اور نہ کسی نے دھوکا کھیا اس  
لئے حضرت امیر معاویہ کو اس بارے میں مطلع کیا گیا تھا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
نے حضرت امیر معاویہ کے بارے میں حکم دیا تھا کہ

اعتراف مضم



اذا رأيتموه على المنبر فاقتلوه ————— کہ جب تم انہیں منبر پر بیٹھا دیکھو قتل کر دو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ————— یہ روایات رافضیوں کی من گھڑت ہیں جو حضرت امیر معاویہ کو بدنام کرنے اور نگاہ نبوت میں انہیں مقبور و مبغوض ظاہر کرنے کے لئے اختراع کی گئی ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔

چنانچہ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری اپنی کتاب تاریخ صغیر میں فرماتے

ہیں

یعنی ان روایات کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی کے پاس اس طرح کا فرمان ثابت ہے

وهذه الأحادیث ليس لها أصول "ولم يثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم" (تاریخ صغیر منہ)

**اعترض** امیر معاویہ نے یزید کو دلی عہد کر کے اسے حکم دیا تھا کہ وہ امام حسین کے ساتھ ہر ممکن ظلم و تشدد کر کے ان سے بیعت لے۔

**جواب** یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے جان نثار صحابی پر بے بنیاد اعتراض ہے ہم یہاں اس سے پیشتر عرض کر چکے ہیں اگر اس قسم کی کوئی بات تاریخ کے صفحہ پر موجود ہو تو وہ ہرگز محبت نہیں کسی عام مسلمان پر ظلم و زیادتی کرنا اور اس کا مشورہ دینا گناہ کبیرہ ہے پھر نواسۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قسم کا مشورہ یا حکم دینا تو انتہائی بدتر گناہ ہے جس کی ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا اور تاریخ کے رطب یا لبس اور بے سند و یا حوالہ جات پر اس کی بنیاد رکھنا کسی دانشمند اور اصول پسند انسان سے متوقع نہیں تاریخ کی کوئی خاص حیثیت نہیں ہے کسی مسلمان کی طرف کبیرہ گناہ کی نسبت کے لئے محض تاریخ کا حوالہ کافی نہیں ہے

بلکہ اس میں خبر واحد تک کا بھی اعتبار نہیں کہ وہ بھی ظنی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے — اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِشْمٌ — کہ کچھ گمان گناہ ہوتے ہیں —

وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا — کہ ان میں اکثر گمان پر ہی چلتے ہیں۔ بے شک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا —

لہذا اس اعتراض کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ سب ہودہ و غلط اعتراض ہے۔ بلکہ اس کے برعکس سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وہ وصیت پر دیکھیں جو آپ نے یزید کو امام عالی مقام کے حق میں فرمائی۔

**حضرت امیر معاویہ کی یزید کو وصیت** | امام ابو اسحق اسفرائینی ائمہ اہلسنت میں سے طویل القدر امام گذرے ہیں وہ اپنی مشہور تصنیف لطیف

نور العین فی مشہد الحسین میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وہ وصیت نقل فرماتے ہیں جو آپ نے آخری وقت میں اپنے ام کے یزید کو فرمائی۔ طوالت کے خوف سے عربی کی بجائے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

”حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی وفات کے بعد حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مدت تک سربراہ مملکت رہے آپ انحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت اور جمیع بنی ہاشم خصوصاً حضرت امام حسین اور آپ

کے برادران و اہل بیت و اقارب کی بہت تعظیم فرماتے تھے یہاں والد سے

بھی بڑھ کر شفقت فرماتے حضرت امام حسین کو مدینہ منورہ کی نیابت سونپ

دی اور آپ مدت تک حضرت امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کے گورنر

رہے پھر آخر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

کو آپ کے اہل بیت و اقارب کے ہمراہ دمشق لے گئے اور انہیں اپنا نائب سربراہ

مملکت بنا دیا ہر طرف حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کی بہت

تعظیم و تکریم کی جاتی تھی حضرت امیر معاویہ ہر شخص کو امام حسین کی تعظیم و تکریم

ہاشم میتے امام حسین کے ہر مشورہ اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل فرماتے۔ اور  
 سب سے پہلے آپ کی ہی ہر ضرورت پوری کی جاتی، حضرت امیر معاویہ جہاں  
 بیٹھے حضرت امام حسین کی کرسی اپنے ہمراہ رکھواتے۔ آخر آپ بیمار ہوئے  
 اور موت کے آثار نظر آنے لگے تو اس وقت اپنے بیٹے یزید کو بلوایا وہ  
 حاضر ہوا اور سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ — میرا آخری وقت ہے  
 اور تم میرے جانشین ہو گے مگر میں تجھے رعیت میں عدل و انصاف کی نصیحت  
 کرتا ہوں۔ بیٹوں کو باپ اور برابر والوں کو بھائی اور چھوٹوں کو اولاد کے  
 بمنزلہ سمجھنا، خدا اور رسول کی اطاعت کو ہر بات پر مقدم رکھنا اور امام حسین  
 اور آپ کے اعزہ و اقارب کا اعزاز و اکرام تجھ پر ایسے ہی فرض ہے جیسے  
 میرا۔ اپنی ہر ضرورت پر امام حسین اور آپ کے اعزہ و اقارب کی ضرورت  
 کو مقدم رکھنا اور جمیع بنی ہاشم کے ساتھ میری طرح حسن سلوک سے پیش آنا  
 اور حیب امام حسین مملکت کی باگ ڈور لینا پسند نہ فرمائیں ان کے حوالے  
 کر دینا۔ یہ سلطنت و بادشاہت تو انہیں کے ہی لشکر کریم کا ایک حصہ ہے۔  
 اگر خدا نخواستہ تو میری اس وصیت کے خلاف کیا تو روز قیامت میں تجھ  
 سے بری ہوں گا اور ان کے جدا مجید رسول اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی تجھے  
 نصیب نہ ہوگی — — — یزید! ہم اس مقدس گھرانے کے غلام ہیں  
 کسی حال میں بھی حضرت امام حسین کو ناراض نہ کرنا کیونکہ ان کی ناراضگی خدا اور  
 رسول کی ناراضگی ہے اور ان سے بغض و عداوت خدا اور رسول سے بغض و  
 عداوت ہے — — — یزید سن لے! اگر تو امام حسین اور ان کے  
 اعزہ و اقارب کی تعظیم و محبت میں کسی کا حرکت ہو اور ان کی ناراضگی مولیٰ  
 تو میں دنیا و آخرت میں تجھ سے بری ہوں گا اور تیرا حشر مجرمین کے ساتھ ہوگا



اور تُو سید عا دوزخ میں جائے گا۔۔۔۔۔ یزید بولا، حضور! میں آپ کی ہدایات پر من و من عمل کروں گا۔

(نور العین فی مشہد الحسین ص ۵/۶ طبع مصر مطبع مصطفیٰ البابی ۱۳۶۲ھ)

حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں یزید میں عیب و نقص دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ چنانچہ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔۔۔۔۔ فعادیتہ محذوفہ ما وقع منه لیزید لانه لا یثبت عنده نقص فیه۔۔۔۔۔ (تطہیر الجنان واللسان ص ۲۵)۔۔۔۔۔ یعنی حضرت امیر معاویہ یزید کے ولی عہد بنانے میں معذور تھے کہ انہوں نے یزید میں بہ چشم خود کوئی عیب نہ دیکھا تھا بلکہ یزید کی طرف سے بعض لوگ امیر معاویہ کے حضور اس کی تعریف کیا کرتے اور یہ خرابی بعد میں پیدا ہوئی اس کی ذمہ داری امیر معاویہ پر نہیں ڈالی جاسکتی۔

اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واصل بحق ہو کر راہی آخرت ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ مومنین مبارک و ناختمائے شریفہ اور چار مقدس کا ایک قلعہ بطور تبرک اپنے ہمراہ لے گئے۔۔۔۔۔ مگر یزید کی کم سنخ کہ حضرت امیر معاویہ کی وفات کے بعد اس کی صحبت غیر اور کیفیت مختلف ہو گئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ سے اس کی نظریں پھر گئیں تو خدا و مصطفیٰ جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے خود محروم ہو گیا۔۔۔۔۔ امام حسین رضی اللہ عنہ درحقیقت اس کی نظر عنایت سے ہرگز ہرگز محتاج نہ تھے آپ غیورانہ انداز سے دشمن کو خیر باد کہہ کر مدینہ منورہ اقامت پذیر ہو گئے۔۔۔۔۔ پھر جو کچھ ہوا وہ آپ کی شہادت اور یزید کی شہادت پر منتج ہوا۔

امام ابو اسحاق اسفہانی | وہ جلیل القدر امام ہیں جنہیں محدثین استاذ کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ اس شرح شرح عقائد میں ہے۔۔۔۔۔ ان الدعاء

عندہ یستجاب هذه عمامة۔۔۔۔۔ ان کی قبر کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں اور یہ ان کی کرامت ہے۔۔۔۔۔ آپ امام کبیر اصول و فقیہ ہیں۔

بڑے زاہد و عابد بھی آپ کا نام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم ہے اسفراین ایک شہر ہے جس کی طرف آپ منسوب ہیں کلام و اصول میں الاستاذ آپ کا ہی عرف ہے۔ امام ابو الحسن اشعری کے شاگرد ہیں روز عاشورہ ۴۱۸ھ نیشاپور میں وفات پائی (نبراس شرح شرح عقائد ص ۲۲۹)

**اعتراف** | امیر معاویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ستر جنگیں لڑی ہیں اور ان کی بیعت نہیں کی جبکہ حدیث میں ہے — حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں فرمایا — جو ان سے لڑے گا نہیں نہیں سے لڑوں گا۔ جو ان سے صلح کرے گا میں اس سے صلح کروں گا۔ جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھے گا

**جواب** | حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ میں جنگ ضرور ہوئی ہے اور وہ صرف جنگ صفین ہے۔ جنگ جمل میں تو قیادت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی

مگر جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ کی قیادت تھی۔ ستر جنگیں نہیں ہوئیں۔ حضرت امیر معاویہ کا حضرت علی سے جنگ کرنا یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کرنے کی بجائے مقابلہ میں آنا حضرت امیر معاویہ کی خطا اجتہادی ہے۔ صرف قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کی وجہ سے انھیں ملوٹا کر حاکم مقابلہ میں آنا پڑا۔ طلب خلافت کے لئے ہرگز نہیں جیسا کہ بعض نام نہاد مصنفین بلا تحقیق رائے قائم کئے ہوئے ہیں بلکہ وہ حضرت علی کو ہی انفس و احق بالامۃ سمجھتے تھے۔ چنانچہ شرح عقائد شریف میں امام تفتازانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ملاحظہ ہو

یعنی حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو لڑائی ہو گئی وہ ان کی خلافت میں اختلاف کی وجہ سے نہ تھا بلکہ خطا اجتہادی سے تھا۔

وَمَا وَقَعَ مِنَ الْمُنَافَقَاتِ وَالْمَنَاجِبِ  
لَمْ يَكُنْ مِنْ شَرِّهَا فِي خِلَافَتِهِ  
بَلْ مِنْ خَطَائِ فِي الْاجْتِمَاعِ  
(شرح عقائد طبع مصر ص ۱۲۱)

حضرت تفتازانی علیہ الرحمۃ کے اس ارشاد پر محققین مولانا عصام الملتی والدین

ابراہیم بن محمد الاسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں —————

فَإِنَّ الْوَاجِبَ حُسْنَ الظَّنِّ بِأَهْلِهَا  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتِقَادِ  
بِرَأْيِهِمْ عَنْ مُخَالَفَةِ الْحَقِّ فَإِنَّهُمْ  
أُسْوَةٌ أَهْلِ الدِّينِ وَمَذَارُ مَعْرِفَةِ  
الْحَقِّ وَالْيَقِينِ زَالِي أَنْ قَالَ وَكَانَ  
نَزَاعُهُ فِي طَلَبِ الْقِصَاصِ لَا فِي  
طَلَبِ الْخِلَافَةِ وَمِثْلُ

کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ  
حسن ظن اور مخالفت حق سے ان کی برائت  
کا عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ وہ اہل دین  
کے نمونے اور معرفت حق و یقین کے مدار  
ہیں ————— اور امیر معاویہ کا جھگڑا  
طلب قصاص کے لئے تھا طلب خلافت  
کے لئے نہیں ۔

اقول وما قال انه ظاهر البطلان لعدم انقياده لاحكامه المقومة ايضا  
ظاهر البطلان لانه ان انقاد لاحكامه لم يبق نزاع بل يكون تقليد او  
كان ناضيا لله عنه ما فقيهاً ومجتهداً ان والتقليد حرام على المجتهد بل  
يحب عليه العمل باجتهاده ————— علام امام شمس الملہ والدین المعروف  
بالحیالی ————— فرماتے ہیں

فَإِنَّ مُعَاوِيَةَ وَأَخْزَابَهُ  
لَعَنُوا عَنْ طَاعَتِهِ مَعَ إِعْتِرَافِهِمْ  
بِأَنَّهُ أَفْضَلُ أَهْلِ زَمَانِهِ وَ  
أَنَّهُ الْأَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ بِشَيْئَةٍ  
هِيَ تَرْكُ الْقِصَاصِ عَنْ قَتْلَةِ  
عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

کہ حضرت معاویہ اور ان کے گروہ نے  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فرمانبرداری سے  
بغاوت کر دی تھی باوجودیکہ انہیں اعتراف  
تھا کہ آپ ہی افضل اہل زمان اور خلافت کے  
زیادہ حقدار ہیں ایک شہد (دلیل شرعی) کی وجہ  
سے (بغاوت کر دی تھی) وہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ  
سے ترک قصاص ہے۔

(خیالی معری ص ۱۳۲)

اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت امیر معاویہ حضرت علی کریم اس وقت تک افضل اور



خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتے تھے لیکن چونکہ حضرت علی حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص نہیں لے رہے تھے اس لئے وہ ان کی اطاعت سے انکاری ہوئے انہیں خلافت مطلوب تھی۔ بلکہ علامہ عبدالعزیز پر ہاروی صاحب نراس تو فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بھی عملاً تسلیم کرتے تھے۔ — بلکان المحاربون یسلمون خلافتہ — (نراس ص ۵۴) —

**واقعہ جبل و صفین** | حضرت علی رضی اللہ عنہ بعد از شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ چُن لئے گئے تو صحابہ کی ایک جماعت نے ان سے مطالبہ کیا کہ قاتلین عثمان سے فوراً قصاص لیں تاکہ عثمان کی تعداد چار ہزار تھی پھر یہ لوگ حضرت علی کی بیعت ہو گئے یہ اپنے ہمنواؤں کی تعداد میں اضافہ کر کے بیس ہزار تک پہنچ گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ ان سے ضرور قصاص لیا جائے گا مگر خلافت کا معاملہ مستحکم ہو جائے مگر حضرت عائشہ صدیقہ ناراض ہو گئیں کہ قصاص میں لیت و لعل کیا جا رہا ہے حضرت طلحہ و زبیر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت ہونے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ کے ہمراہ ہو گئے اور بصرہ کو روانہ ہو پڑے۔ حضرت علی کو معلوم ہوا تو آپ حضرت ام المؤمنین کے پیچھے روانہ ہو چلے تاکہ آپ کو سمجھا بجا کر واپس لے آئیں۔ راستہ میں ملاقات ہو گئی۔ ام المؤمنین اپنے موقف پر قائم رہیں حتیٰ کہ فریقین میں جنگ چھڑ گئی حضرت طلحہ و زبیر جو مشر و مبشر ہیں سے تھے اور اس موقف میں ام المؤمنین کے ہمراہ حضرت علی کے خلاف تھے اسی جنگ میں شہید ہو گئے حضرت ام المؤمنین اونٹ پر سوار تھیں اور ایک جماعت آپ کی تعظیم و تکریم کے لئے اونٹ کی حفاظت کر رہی تھی اونٹ سے الگ نہ ہوتی تھی تاکہ حرم نبوی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اس لئے اس جنگ کا نام جنگ جبل رکھا گیا کہ جبل عربی میں اونٹ کو کہتے ہیں اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ غالب رہے۔ ام المؤمنین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں اسی وقت مصالحت ہو گئی اور محمد بن ابی بکر ام المؤمنین کے بھائی آپ کو واپس مدینہ لے آئے۔ پھر حضرت امیر معاویہ نے مطالبہ

تھامس جاری رکھا کہ حضرت عثمان کے قریبی رشتہ دار تھے حامل فرات پر صفین کے محل میں جنگ ہو گئی یہ جنگ ایک عرصہ تک رہی بعد میں مصالحت ہو گئی۔

الغرض چونکہ یہ ایک شرعی مسئلہ تھا اس بنا پر جنگ ہوئی حضرت علی سے نہ کسی کو بغض تھا نہ عداوت اور حدیث میں جس جنگ کو حضور نے اپنے ساتھ جنگ قرار دیا یہ وہی جنگ ہے جو کسی شرعی وجہ سے نہ ہو بلکہ بغض و عداوت اور ذاتیات کے طور پر ہو جیسے خارجیوں کو ان سے بغض و عداوت تھی جو کچھ تو حضرت علی کے گروہ میں اور کچھ حضرت امیر معاویہ کے گروہ میں شامل ہو کر فتنہ گری کر رہے تھے یہی باغی گروہ ہے۔

چنانچہ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

وَأَعَدَّ لَهُمُ الْخَوَارِجُ وَنَحْوُهُمْ  
مِنْ أَهْلِ الشَّامِ لَامَعَادِيَّةً وَنَحْوَهَا  
مِنَ الْقَمَابَةِ لِأَنَّهُمْ مُتَأَوِّلُونَ  
فَلَهُمْ أَجْرٌ وَلَهُ هُوَ وَشِيعَتُهُ  
أَجْرَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

(الصواعق الموقدة ص ۵۲ طبع مصر)

یعنی حضرت علی اور آپ کے ماتھیوں کے دشمن تو اہل شام سے خوارج ایسے لگتے تھے حضرت امیر معاویہ اور ان ایسے صحابہ ان کے دشمن نہ تھے کیونکہ انہیں تو دلیل شرعی مجبور کر رہی تھی تو ان کے لئے ایک ثواب تھا اور حضرت علی اور ان کے ماتھیوں کیلئے دو ثواب

حضرت امیر معاویہ مجتہد تھے اور ان کی خطا اجتہادی تھی !

اس سلسلے میں صحیح بخاری شریف کی حدیث ہی حجت کر کافی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

قيل لابن عباس هل يكفي

امير المؤمنين، معاوية فائكة ما

اوترا الا بواحدة قال اصاب انه

فتبه (ص ۵۲)

حضرت ابن عباس سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین معاویہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے وہ تو ایک شکستہ و تر پڑتے ہیں فرمایا وہ درست کرتے ہیں کہ وہ مجتہد ہیں۔

فقہ کے معنی، عارف بالفقہ مع الدلائل کے ہیں جسے وہ شرع لفظوں میں مجتہد کہتے ہیں  
پناچہ اس کی شرح میں امام ہر الدین مینی فرماتے ہیں

دائتہ عارف بالفقہ یعنی  
مرف البواب الفقہ

ہیں یعنی مجتہد ہیں۔

دار مجتہد پر اعتراض و انکار درست نہیں ہوتا

(عمدة القاری ج ۱۶ ص ۱۲۸/۱۲۹)

**اعتراض** حضرت امیر معاویہ نے حضرت امام حسن کو زہر دلوائی اور ان کی دنیا  
کی خبر پر مسرت و خوشی کا اظہار کیا۔

**جواب** اس کے جواب میں لعنة علی السکاذبین سے بہتر کوئی جملہ نہیں  
کہا جاسکتا۔ تاریخ کی بعض کتابوں میں اگر کوئی ایسی بات ہے تو وہ مخالفین  
امیر معاویہ کی افترا پر دازی کے سوا کچھ نہیں۔

**اعتراض** حضرت امیر معاویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ علی کو گالیاں  
دو مگر انہوں نے ان کا کہا نہ مانا۔

**جواب** یہ غلط ہے کہ انہوں نے حضرت سعد سے گالی دینے کا امر فرمایا ہو۔ بلکہ  
صحیح مسلم شریف میں اس طرح ہے —

امرو معاویة بن ابی سفیان  
سعد ا فقال ما منعک ان تسب  
ابا التراب فقال ام  
یعنی حضرت امیر معاویہ نے حضرت سعد  
کو امر کیا کہ تم ابو تراب کو بُرا کیوں نہیں کہتے  
تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے قین فضائل  
مائع ہیں الخ

(۲۵ ص ۲۵۸)

یہاں امر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی دریافت کرنے کے ہیں۔  
پناچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں —

فقول مغویة هذا لیس | تو حضرت امیر معاویہ کا یہ کہنا اس



فيه تضييع بانه امر سعد البسبه  
وانما سأل عن السبب المانع له من  
السبب كانه يقول هل امتنع  
منه تورعاً او خوفاً او غير ذلك فان  
كان تورعاً واجلاً لاله عن السبب  
فانت معينت ومحسن وان كان  
غير ذلك فله جواب آخر ولعل  
سعد اكان في طائفة يسبون  
فلم بسبب محرم الام  
(شرح نووی ج ۲ ص ۲۷۸)

بات کی تصریح نہیں کہ انہوں نے سعد کو  
سبب و شتم کرنے کا امر کیا ہو بات تو یہ ہے  
کہ انہوں نے ان سے وہ سبب دریافت  
کیا جو مانع من السبب تھا اگر یا وہ کہنا چاہتے  
تھے کہ تم اگر تورع و تقویٰ اور شان علی کی بنا  
پر انہیں بڑا نہیں کہتے تو تم درست کرتے  
ہو اگر کوئی اور مانع ہے تو اس کا جواب اور ہو  
گا اور شاید سعد ایسے گروہ سے تعلق رکھتے تھے  
جو حضرت علی کی شان میں نازیبا باتیں کرتا تو  
سعد ان کا ساتھ نہ دیتے۔ (امام نووی نے  
مزید توضیحات بھی فرمائی ہیں)

**اعتراف** حضرت امیر معاویہ فتح مکہ کے روز ایمان لائے اور ان کا ایمان کمزور تھا کیونکہ  
وہ مولفۃ القلوب میں شمار کئے جاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ملای امداد  
دیتے تاکہ وہ اسلام سے نہ ہجر جائیں۔

**جواب** صحیح بات یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے موقع پر فتح مکہ  
سے پیشتر داخل اسلام ہو چکے تھے مگر آپ نے اسلام کو اپنے ماں باپ سے  
معنی رکھا اور فتح مکہ کے روز ظاہر کیا۔ لہذا اس عمرو کے موقع پر کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
مدینہ سے ایک سال بعد اور فتح مکہ سے ایک سال قبل ادا کیا آپ مسلمان تھے۔ اس کی تائید  
اس حدیث سے ہوتی ہے جسے امام احمد نے امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین  
کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے  
فرمایا کہ اس روز میں مروہ کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زلفیں میں نے تراشی

تھیں۔ — کما فی التظمیر لا بن حجر المکی — جیسا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے بھی فتح مکہ تک اپنے اسلام کو پردہ خفا میں رکھا۔ اور یہ عذر کی بنا پر تھا۔ اور رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاویہ کو مالی امداد دینا ان کے مؤلفۃ القلوب سے ہونے پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بحرین کے غنائم سے اتنا مالی امداد دینا کہ جسے وہ تنہا اٹھا بھی نہ سکتے تھے ان کے مؤلفۃ القلوب سے ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

**اعتراف** حضرت نبی اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کے لئے حکومت کی پیش گوئی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ ظالم حکومت ہوگی، جیسا کہ حدیث مدۃ خلافت میں وارد ہے۔ — لہذا امیر معاویہ کی حکومت کا ظالم ہونا لازم آتا ہے۔

**جواب** بنی امیہ کی حکومت کو ظالم فرمانا تغلیبی طور پر ہے کلی طور پر نہیں کہ منطقی لحاظ سے قضیہ مہملہ جزئیہ کے حکم میں ہوتا ہے کلیہ کے نہیں، حضرت عمر بن عبد العزیز کی حکومت بھی تو بنی امیہ کی حکومت سے تھی اسے کون ظالم حکومت کہے گا؟ — نیز حضرت امیر معاویہ کے بارے میں حدیث میں ہے کہ ان کی حکومت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تھی۔ — تو اگر وہ ظالم حکومت تھی تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم کے حق میں دُعا فرمائی؟ — نیز ایک حدیث میں تو حضرت امیر معاویہ کی حکومت کے لئے رحمت کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔ — ملاحظہ ہو۔ — چنانچہ امام طبرانی اپنی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں — حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اول هذا الامر نبوة ورحمة	یعنی اس دین کا آغاز نبوت و رحمت
ثم يكون خلافة ورحمة ثم يكون	پھر خلافت و رحمت (ارشاد) و رحمت
ملكاً ورحمة الخ	ہے۔ پھر بادشاہت و رحمت ہوگی
(تطبیق الجہان ص ۱۶)	الخ۔

یہ ملک و رحمت حضرت امیر معاویہ کی بادشاہت کو فرمایا گیا ہے۔ لہذا — معلوم ہوا کہ معترض کی مردی حدیث کا حکم دور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو نبرگہ شامل نہیں ہے۔

**اعترض و جواب** | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ کو کئی بار بلوایا وہ کھانا کھاتے رہے۔ آپ نے بددعا دی کہ اس کا پیٹ کبھی نہ بھرے؟ —

جواب یہ ہے — حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتقاضائے بشریت اور بھی کئی حضرات صحابہ کو ایسے سخت لفظ کہے اور بددعا فرمائی ہے۔ مثلاً شکلتک امک، ویحک، شربت بیداک — اور — علی رغم فلان — یا — رغم الفک — جس سے مقصد بددعا نہیں بلکہ اظہار تمنیٰ محبوبانہ ہے — یہ بھی بارگاہ اقدس سے درحقیقت رحمت و برکت کا تحفہ ہے — حدیث میں ہے — اللہ تعالیٰ سے آپ نے دُعا فرمائی کہ یا اللہ میں بتقاضائے بشریت جس اسمیٰ کے بارے میں کوئی سخت لفظ کہہ دوں یا بددعا فرماؤں اسے اس کے حق میں رحمت سے بدل دینا — ملاحظہ ہو حدیث صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۳ لہذا — یہ سخت الفاظ حضرت کی دُعا سے امیر معاویہ کے حق میں باعث رحمت و مغفرت ہوں گے۔

**اعترض** | حضرت عمار بن یاسر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا اور اے حضرت امیر معاویہ کے گروہ نے قتل کیا۔

**جواب** | علم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اس باغی گروہ سے خارجیوں کا گروہ مراد ہے اور اس قسم کے لوگ دونوں طرف سے تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس میں شک نہیں کہ خلیفہ برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلے میں تھے مگر وہ ایک شرمی شبہ کی وجہ سے مقابلے میں تھے اور یہ مقابلہ اجتماعاً تھا نہ کہ عناداً جبکہ آپ کے گروہ کے بعض لوگ یعنی خارجی اجتماعاً نہیں عناداً کرتے تھے جبکہ امیر معاویہ غنمی تھے اور جو صحابہ اس اشتباہ



کی وجہ سے آپ کا ساتھ لے رہے تھے جیسے حضرت زبیر و طلحہ عشرہ مبشرہ میں سے وہ بھی قطعاً جنتی تھے۔ — حدیث میں ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار سے یوں بھی فرمایا تھا کہ — تدعوهم الى الجنة ويدعونك الى النار — کہ تم انہیں جنت کی طرف اور وہ تمہیں دوزخ کی طرف دعوت دیتے ہوں گے۔ — حضرت طلحہ و زبیر بھی تو حضرت امیر معاویہ کی طرف سے جو قطعاً جنتی تھے اور اسی باغی گروہ کی طرف سے تھے۔ — تو جنتی دوزخ کی دعوت کیسے دے سکتا ہے۔ دوزخی ہی دوزخ کی دعوت دے سکتا ہے۔ — تو معلوم ہوا کہ اس گروہ میں سے جو دوزخی لوگ تھے وہی حضرت عمار کے قاتل تھے جو صحیح معنوں میں باغی تھے اور وہ خارجی تھے۔ — حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو مجتہد اور معذور ہونے کی وجہ سے ایک ثواب کے مستحق تھے اور وہ بھی جو ان کے ہمراہ اشتباہ کی بنا پر لڑے تھے۔ — جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے بعض لوگ دوزخی تھے اور وہ خارجی تھے۔ — چنانچہ مستدرک شعیف میں ہے۔ — ابن جریر موز جو حضرت علی کے گروہ میں تھا اور آپ کی حمایت میں حضرت امیر معاویہ کے ہمراہی زبیر بن عوام کا سر کاٹ کر لایا اور حضرت علی کی خوشنودی کو آپ کی خدمت میں زبیر کا سر پیش کیا۔ مگر آپ نے رضاد خوشنودی کا اظہار کرنے کی بجائے اس سے فرمایا کہ تو دوزخی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری زبیر کا سر قلم کیا ہے۔ — (ملاحظہ ہو مستدرک ج ۲ ص ۳۹۷)

اگرچہ صورت حضرت امیر معاویہ پر باغی کا اطلاق ہو سکتا ہے مگر چونکہ ان کی نیت صحیح تھی اور دلیل شرعی رکھتے تھے اس لئے وہ باغی الخیر قرار پائیں گے اور قاتل عمار بن یاسر جو خارجی تھے نیت صحیح نہ رکھتے تھے تو وہ باغی الشر قرار پائیں گے اور ایسے لوگ ہی داعی نار ہو سکتے ہیں جیسے حدیث میں باغی خیر و باغی شر ارشاد ہوا ہے۔

**اعتراض** | حضرت امیر معاویہ کی خطا کو بعض علماء اہلسنت نے خطا و اجتہادی نہیں خطا و منکر قرار دیا ہے اور خطا و منکر کا مرکب قاسق ہے۔

**جواب** | حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے۔ ان کا مجتہد ہونا حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث صحیح بخاری میں بیان فرمایا اور ابن عباس کی یہ شہادت حضرت علی ہی کے گروہ کے ایک فرد عظیم کی شہادت ہے جو اس جنگ میں حضرت علی کا ساتھ دے رہے تھے۔ صحابہ کرام انبیاء و نہ تھے اور نہ فرشتے کہ معصوم ہوں۔ ان میں سے کچھ حضرات سے لعنہ نہیں ہوئی اور بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر کر کے اپنی رضا کا اعلان اور ان سے جنت کا وعدہ فرمایا۔ — وکلا وعد اللہ الحسنی —

**خطا اجتہادی کی قسمیں** | خطا کی دو قسمیں ہیں ۱۔ خطا عناوی: یہ مجتہد کی شان نہیں ۲۔ خطا اجتہادی: یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور عند اللہ اس سے کوئی مواخذہ نہیں۔ — پھر خطا اجتہادی دو قسم ہے: ۱۔ خطائے اجتہادی مقررہ کراس کے مرتکب کا دنیا میں بھی کوئی مواخذہ نہیں۔ یہ وہ خطا ہے جس سے دین میں کوئی فتنہ برپا نہ ہو جیسے ہمارے نزدیک امام کے پیچھے غلطی پڑنا خطا اجتہادی مقررہ ہے۔ — ۲۔ خطائے اجتہادی منکر: یہ وہ خطا ہے جس سے مرتکب کا دنیا میں مواخذہ ہوگا اور اسے پھینچنے نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ خطا ہے جس سے دین میں فتنہ اٹھتا ہے۔ — حضرت امیر معاویہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اختلاف اسی قسم کی خطا کہلاتا ہے یعنی خطا اجتہادی منکر اس لئے حضرت علی ان کا مواخذہ کرتے اور اس خطا کے ارتکاب سے جنگ تک کھڑے نہیں باز رکھنے کی کوشش فرماتے کما قال حکیم الامۃ سیدی ابوالعلا محمد امجد علی الاعظمی الرضوی فی کتابہ الشریف الموم ببحار شریعت المجلد الاول امیر معاویہ اول طوک اسہم میں تو اس مقدس میں اسی طرف اشارہ ہے۔ — مولدہ بمکۃ و مساجد بطبیۃ و ملکہ بالشام۔ — (دارمی شریف ص ۱) — کہ نبی آخر الزمان مکہ میں پیدا ہوں گے مدینہ کو ہجرت کریں گے اور ان کی سلطنت شام میں ہوگی تو امیر معاویہ کی بادشاہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت قرار پاتی ہے۔

تینا امام حسن نے مین میدان میں اپنی جان شمار بہادر فوج کے ہمراہ ارادۂ و اختیار اختیار رکھ دیے اور خلافت امیر معاویہ کے سپرد فرمادی اور مع امام حسین ان چھ اہل بیت کی اور اس صلح کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی دی اور اسے امام حسن کے محاصرے میں سے شمار کیا تھا۔ ان ابنی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین نشتین عظمتین من المسلمین و بخاری ج ۱ ص ۵۳) — میرا یہ بیانیہ ہے میں امید فرماتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے باعث اسلام کے در بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ تو امیر معاویہ پر فسق کا طعن کرنے والا درحقیقت امام حسن پر طعن کرتا ہے کہ انہوں نے ایک فاسق کو خلافت اسلامیہ سپرد کر دی بلکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن ہے کہ انہوں نے اسے امام حسن کے محاصرے میں شمار فرمایا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ پر طعن ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پیش گوئی القاء فرمائی وہ عاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ غرضیکہ اجتہادی خطا میں فسق کا فتویٰ بجائے خود فسق ہے۔

**فسق سے برارت** | حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس خطائے اجتہادی منکر پر فاسق قرار دینے والا یا تو رافضی ہے یا کم بخت خارجی جو سنیت کا بارہ اوڑھے ہوئے ہے۔ وہ ذات اقدس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سرِ پا عدل و خیر ہیں اور فسق کی نسبت سے پاک۔ حضرت علامہ فہامہ اہلسنت کے امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں —

والمخطی فی الاجتہاد لا یفصل  
ولا یفسق علی ما علیہ الاعتماد

کہ اجتہادی خطا کے مرتکب کی بنا پر مذہب معتقد تفصیل و تفسیق نہ کی جائے گی۔

(شرح فقہ اکبر طبع مصر ص ۶۵)

**اعتراض** | فاسق نہیں تو کم از کم باغی کہہ سکتے ہیں — کہ ان کے گروہ پر باغی کا اطلاق آیا ہے۔

**جواب** | گروہ پر حکم ٹکھنے سے تا مذکورہ پر حکم لازم نہیں آتا کیونکہ گروہ میں تو



مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں جیسے یزید قسطنطنیہ کی جنگ کے گروہ کی قیادت کر رہا تھا۔ مگر خود  
 مغفور رحم کے حکم سے خارج تھا، جیسا کہ مختصر یہ ہم مدلل عرض کریں گے۔ — یوں ہی حضرت  
 امیر معاویہ کے گروہ میں عناد ادا کرنے والے قاتلین عمار غار جیوں پر فسق باغیہ کے اطلاق سے  
 حضرت امیر معاویہ پر اس کا اطلاق ضروری نہیں۔ اطلاق، اطلاق میں فرق ہوتا ہے۔ جن  
 علماء نے حضرت امیر معاویہ پر باغی کے لفظ کا اطلاق کیا ہے وہ صورت شرعیہ کے طور پر ہے  
 جبکہ اب اس لفظ کا اطلاق صورت شرعیہ سے ہٹ کر ایک لفظ اور فاسد معنوں میں معروف  
 ہو چکا ہے اس لئے اب ان پر اس کا اطلاق سوراہا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں جنگ بدر  
 کے صحابہ پر وانتم اذله (ذلیل) کا اطلاق اپنے لغوی مفہوم پر ہوتا ہے اب ہمارے عرف  
 میں ذلیل کا لفظ قبیح مفہوم رکھتا ہے اس لئے اس کا اطلاق کسی شریف پر جائز نہیں۔ چنانچہ  
 امام اہلسنت حکیم الامت مولانا مفتی ابوالعلا محمد امجد علی صاحب قبلہ مغلی رضوی رضی اللہ عنہ اپنی  
 کتاب مبارک شریعت کی بہار موسوم بہ تمام بہار شریعت میں فرماتے ہیں —

عرف شرع میں بغاوت مطلقاً متقابلہ امام برحق کو کہتے ہیں عناد ہوا  
 اجتہاد ان حضرات (رجوع کرنے والوں) پر رجوع اس کا اطلاق نہیں ہو سکتا  
 گروہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حسب اصطلاح شرع اطلاق فسق باغیہ آیا ہے مگر  
 اب کہ باغی بمعنی مفسد و معاند و سرکش ہو گیا اور دشنام (گالی) سمجھا جاتا ہے  
 اب کسی صحابی پر اس کا اطلاق جائز نہیں۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۶۱/۶۲)

امام بدر الملک والدین کی تنبیہ | امام علامہ بدر الملک والدین ابو محمد محمود بن احمد المعروف  
 امام عینی متوفی ۸۵۵ھ شادح بخاری کی تنبیہ بھی ملاحظہ

فرمائیے۔

والحق الذي عليه اهل السنة | والادلة حق جس پر اہلسنت ہیں صحابہ  
 الامساك عما شجر بين الصحابة و | کے آپس کے جھگڑوں سے زبان روکنا اور

حسن الظن بهم والتاويل لهم واهم  
مجتهدون متاويلون لم يقصدوا  
امعية ولا محض الدنيا فمنهم  
المخطئ في اجتهاده والمصيب و  
قد ربح الله المخرج عن المجتهد  
المخطئ في الفروع وضعف اجر  
المصيب

(عمدة القاری شرح بخاری)  
۲۳۱۵

ان کے بارے میں حسن ظن اور ان کے لئے  
تاویل کرنا ہے اور اس میں شک نہیں کہ وہ  
مجتہد تھے ان کے پاس دلائل شرعیہ تھے  
انہوں نے معصیت اور دنیا کا قصد نہیں کیا  
تھا کچھ ان میں سے اجتہاد میں خطا کرنے  
والے ہیں اور کچھ حق پر ہیں اور فروعات میں  
اللہ تعالیٰ نے خطا کرنے والے مجتہد سے تنگی  
اٹھائی (بلکہ ایک ثواب بھی دیا) ہے اور  
حق پانے والے کے ثواب کو دوگنا کر دیا۔

### امام طبری کا مذہب

اس سلسلے میں مخالفین زیادہ تر مواد تاریخ طبری سے لیتے  
ہیں جنہوں نے اپنی تاریخ طبری میں ہر طرح کی رطب و یابس  
باتیں جمع کر دی ہیں مخالفین کے لئے اتنا کافی ہے کہ خود طبری کو اپنی ان روایات پر بھروسہ  
نہ تھا انہوں نے سند کے ساتھ ہر واقعہ کو نقل کیا سند کے راویوں کی چھان بین کر کے ہر  
واقعہ کی حیثیت متین کی جاسکتی ہے۔ اس کے باوجود امام طبری نے جو اپنے لئے رائے قائم  
کی ہے وہ جمہور اہلسنت سے بھی سخت ہے۔ جمہور اہلسنت تو دونوں فریقوں میں حضرت علی  
کو حق پر اور حضرت معاویہ کو خطا پر تصور کرتے ہیں مگر امام طبری یہ فیصلہ بھی نہیں کر پائے  
کہ ان میں سے کون حق پر تھا اور کون خطا پر — چنانچہ امام عینی عمدة القاری شرح  
بخاری میں فرماتے ہیں — وتوقف الطبري وغيره في تعيين الحق منسهم  
(رج ۱ ص ۲۱۲) — یعنی امام طبری وغیرہ نے اس بات میں خاموشی اختیار کی ہے کہ ان  
حضرات میں کون حق پر تھا — جو حضرات محض تاریخ طبری کے رطب و یابس واقعات  
پر حضرت امیر معاویہ پر جرح و طعن کرتے ہیں وہ یہاں سے عبرت حاصل فرمائیں، کہ خود

صاحب تاریخ بھی سب کچھ لکھنے کے بعد خاموشی میں بہتری دیکھتا ہے تو دوسروں کو کہاں مناسب ہے کہ وہ اس کی تاریخ کو دلیل بنا کر زبان طعن و راز کریں۔

## فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر عام ائمہ شہور اعترافات کسی حد تک فکر کر کے جوابات پیش کر دیے ہیں امید ہے کہ اس قدر کافی ثابت ہوگا۔ اگر ضرورت ہوئی تو دوسرے ایڈیشن میں انشاء اللہ مزید عرض کریں گے۔ اب حضرت امیر کے فضائل احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امیر معاویہ ایک فقیہ کی حیثیت سے | حدیث ۱: بخاری شریف کی وہی حدیث  
یصح ہے جسے حضرت عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے اس میں سب سے بڑا اعزاز صحابیت کا اعزاز ہے چنانچہ فرماتے ہیں اِنَّكَ مَعَبَّرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — یعنی حضرت امیر معاویہ کے بارے میں نہ بان انکار نہ کھولو کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کریمہ کے فیضاب ہیں — یہ وہ اعزاز و اکرام ہے کہ جہان پھر کی دولت اس پر نثار کی جاسکتی ہے ایک مسلمان کے لئے ان کی شان و عظمت میں اتنی سی بات بہت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں یہی سب سے بڑی منقبت اور یہی سب سے بڑی عظمت ہے جو انہیں حاصل ہے۔

حدیث ۲: — بھی منقبت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے اِنَّكَ فُقِيْہٌ کہ حضرت معاویہ تو فقیہ ہیں رواہ البخاری فی مناقب معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس کہ اجماع اہلبیت اور اتباع حضرت علی کریم اللہ وجہہ سے ہیں جو حضرت امیر معاویہ کے فقیہ ہونے کی شہادت ہے ہیں اور فقہ علی الاطلاق جلیل تر مرتبہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں بھی فقہ



کی دُعا فرمائی — اللہم فقہہ فی الدین — اور حدیث صحیح میں ہے —  
 من یرد اللہ بہ خیر الیقینہ فی الدین — کہ جس بندے سے منہ ا  
 بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین میں تقابہت عطا کرتا ہے یعنی اُسے فقیہ بنا دیتا ہے  
 — جب ان کا فقیہ ہونا ثابت ہو تو معلوم ہو کہ امت کا اجماع ہے کہ صحابہ اور سلف صالحین  
 اور ان کے بعد قرون میں فقیہ مجتہد مطلق کو کہتے ہیں — ملاحظہ ہو —

<p>یعنی امت کے اہل اصول و فروع کا          اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ اور سلف          صالح اور ان کے بعد کے قرون میں فقیہ مجتہد          مطلق کو کہتے ہیں اور یہ کہ اس پر اپنے اجتہاد          پر عمل کرنا ضروری ہے اُسے احکام میں سے          کسی حکم میں دوسرے کی تقلید کرنا          جائز نہیں۔</p>	<p>فقد اجتمعت الامة اهل          الاصول والفروع على ان الفقيه في          عرف الصحابة والسلف الصالح و          قرون آخرين لبعدهم هو المجتهد          المطلق وانما يجب عليه ان يعمل          باجتہاد نفسه ولا يجوز له ان يقلد          غيره في حکم من الاحکام</p>
--	--

(تظہیر الجنان امام ابن حجر ص ۱۱)

صحیح بخاری میں ترجمان القرآن کی زبان و نشان سے سیدنا معاویہ کا فقیہ ہونا ثابت  
 پھر فقیہ مجتہد مطلق ہوا اور مجتہد مطلق پر دوسرے کی تقلید کرنا جائز نہیں بلکہ اس پر اپنے اجتہاد  
 پر عمل کرنا واجب ہے اگرچہ اجتہاد میں خطا کا مرتکب ہو۔ لہذا حضرت معاویہ مجتہد مطلق  
 ہونے کی وجہ سے حضرت علی کی تقلید نہیں کر سکتے تھے۔

<p>۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے          حضرت معاویہ کیلئے حکومت کی دُعا</p>	<p>آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر          معاویہ کے لئے حکومت کی دُعا فرمائی تو          چنانچہ امام بزار و امام احمد بن حنبل و امام</p>
--	---

طبرانی و ابن سعد و امام قاضی میا و اپنی اپنی اسناد سے روایت کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت معاویہ کے حق میں دُعا فرمائی۔

اللهم علمه الكتاب و

الحساب و تمكن له في البلاد و قد

سوء العذاب

حسن اوزدا۔ امیر معاویہ کو قرآن اور  
حساب کی تعلیم دے اور اسے زمین کی بادشاہی  
عطا فرما اور اسے سوء عذاب سے بچا۔

(تظہیر الجنان ص ۱۱) (شرح شفاء القاری ج ۱ ص ۶۶)

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں — ودعا لمعاویة بالتسکین فنال الخلافۃ  
رشفاء شریف ج ۱ ص ۲۱۵) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے لئے سلطنت  
کی دُعا فرمائی تو وہ خلیفہ ہو گئے — اسی میں آگے فرماتے ہیں — واخبر بملک  
بنی امیة وولاية معاویة ووصاه (ج ۱ ص ۲۲۳) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
بنو امیہ کی بادشاہت اور معاویہ کی حکومت کی پیش گوئی دی اور اسے وصیت فرمائی

امام شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں — صار خليفة و سلطانا ما لک البلاد  
بعد عائہ صلی اللہ علیہ وسلم (نسیم الرافض ج ۳ ص ۱۲۶) — یعنی امیر معاویہ حضور کی دُعا سے  
ہی خلیفہ و بادشاہ اور مالک بلاد ہوئے۔

۴۔ دُعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
معاویہ پر کوئی غالب نہ آئے گا !  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ  
کے حق میں دُعا فرمائی کہ وہ ہرگز مغلوب  
نہ ہوں گے۔ چنانچہ حضرت محدث عظیم

محقق اعلم مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفاء میں حدیث نقل فرماتے ہیں —  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا —

”لن یغلب معاویة“ وقد  
بلغ علیا هذه الروایة  
فقال لو علمت لیا  
”معاویہ ہرگز مغلوب نہ ہوگا“ اور  
حضرت علی اکرم اللہ وجہہ کو یہ حدیث پہنچی  
تو فرمایا اگر یہ حدیث پہلے میرے علم میں

اجاتی تو میں معاویہ سے نہ لڑا۔

حاربتہ۔

(شرح شفاء ج ۱ ص ۶۶)

امام ابن تیمیہ نے العاصم المسلول میں اس حدیث کا پس منظر یوں بتایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے ایک یہودی پہلوان آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا میرے ساتھ کشتی کیجئے۔ قبل ازیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے کوئی جواب دیتے حضرت امیر معاویہ فوراً بولے کہ اے یہودی میں حضور کا غلام ہوں اور میری موجودگی میں تجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کشتی کرنے کی اجازت نہیں پہلے میرے ساتھ کشتی کرو اگر میں مغلوب ہوا تو پھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو کشتی کا چیلنج کرنا، یہودی پہلوان نے بات مان لی اور کشتی شروع ہو گئی حضرت امیر معاویہ نے ایک ہی وارے سے اے زمین پر ہٹخ دیا اور اے زبردست شکست دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر حضرت امیر سے فرمایا — اے معاویہ! اب کے بعد کوئی طاقت تجھے زیر نہ کر سکے گی۔

آپ کے فضائل سے عظیم فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ کاتب وحی ہیں

۵۔ کاتب وحی

چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ میں سے اور ایک دوسری حدیث میں ہے

جس کی سند حسن ہے کہ حضرت امیر معاویہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کتابت کے فرائض انجام دیا کرتے (التطہیر ص ۱۸)۔ امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبین سے حسین الکتابہ فیصح وعلیم اور صاحب وقار تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی خطوط لکھتے تھے نہ کہ وحی — یہ صحیح نہیں بلکہ آپ وحی اور خطوط دونوں کے کاتب تھے چنانچہ — امام ابن حجر کی فرماتے ہیں —

من وحی وغیرہ — (تطہیر الجنان ص ۱۸)

امام قاضی میاض نے نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص نے معانی بن عمران

۶۔ خال المؤمنین

سے کہا کہ عمر بن عبد العزیز اور امیر معاویہ میں سے کون افضل ہے؟



امام معافی بن عمران شدید ناراض ہوئے اور فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کسی غیر کو دست قیاس کریں۔ معاویہ تو حضور کے صحابی اور سارے (مسلمانوں کے ماموں) اور آپ کے کاتب اور خدا کی وحی کے امین ہیں۔

۷۔ حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک کا غبار | حضرت امام زاہد و عارف حبشہ بن مبارک شاکر و رشید امام ابو حنیفہ

رضی اللہ عنہا نے کسی نے سوال کیا کہ عمر بن عبد العزیز اور حضرت معاویہ میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس گھوڑے پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے اس کے ناک کا غبار عمر بن عبد العزیز سے ہزار بار افضل ہے۔

۸۔ حضرت معاویہ جنتی | معتبر سند سے مروی ہے کہ حضرت عوف بن مالک

رضی اللہ عنہ اریحار کی مسجد میں دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے پھر بیدار ہوئے تو دیکھا کہ آپ کی

طرف ایک شیر آرہا ہے۔ آپ نے ہتھیار اٹھایا۔ شیر بولا، ٹھہریئے، میں ایک پیغام لایا ہوں (گو یا یہ شیر کی شکل میں فرشتہ تھا)۔ آپ نے سوال کیا کہ تجھے کس نے بھیجا؟ اس نے کہا۔ مجھے آپ کی طرف اللہ نے بھیجا ہے کہ آپ سے معاویہ کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ وہ جنتی ہیں۔ میں نے پوچھا کون سے معاویہ۔ کہا ابن ابی سفیان۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے حضرت عوف بن مالک سے روایت کیا ہے۔

(تظہیر الجنان ص ۱۲)

۹۔ بڑا اور سخی | امام حافظ عارث ابن اسلم اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس میں فرمایا۔

ومعاویۃ بن ابی سفیان | کہ معاویہ بن ابی سفیان میری اُمت

میں سب سے زیادہ بردبار اور سختی ہیں۔

حلم امتی و اجودھا

(تطہیر الجنان ص ۱۱)

امام محب الدین طبری اپنی مشہور کتاب  
ریاض النضرہ میں حدیث روایت فرماتے

۱۰۔ رازدار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ مبشرہ صحابہ کی تعریفیں فرمائیں پھر فرمایا:

کہ میں سے رازدار معاویہ بن ابی سفیان

ہیں۔ تو جس نے ان سے محبت کی وہ

نجات پاگیا اور جس نے ان سے بغض

رکھا ہلاک ہو گیا۔

وصاحب سری معاویۃ

بن ابی سفیان فمن احبهم فقد

نجا ومن البغضهم فقد هلك

(التطہیر ص ۱۲)

امام ترمذی نے حدیث روایت فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت امیر معاویہ کے حق میں دعا فرمائی

۱۱۔ ہادی و مہدی

کہ اے اللہ! معاویہ ہادی و مہدی مہدن

اور اسکو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا۔

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَمُهْدِيًا

اٰهْدِيْهِ النَّاسَ (ترمذی)

## حرف آخر

ان گیارہ روایتوں پر اکتفا کرتے ہوئے کتاب ختم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے

چاہا تو طالبین ہدایت اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور ان کے اوامع کا ازالہ ہوگا۔

جو حضرات اس کا مطالعہ فرمائیں کہیں قابل اصلاح بات پائیں تو اس خادم کو مطلع فرما

کر دعا و اجر حاصل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہ بے کس پناہ میں شرف قبول کو پہنچا کر اس سرِ پامعیت کے گناہوں کا کفارہ

فرمائے۔ اور علم و عمل صالح میں ترقی دے۔ مسک اہلسنت کی تبلیغ کی مزید توفیق بخشے، اور روز قیامت، سرکار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دامن مقدس سے وابستہ لوگوں میں آٹھائے آمین۔

وہذا اللہ عال ابوت ولا ولادی ولا ساتذتی ولہ شاتخی ولا جابی آمین۔

نقطہ محمد

الشہیرہ غلام سہروردی

{ ایم اے اسلامک لاء  
مختص فقہ و قانون اسلامی }





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## فضائل و مناقب اہلبیت رضی اللہ عنہم

وَإِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ

وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا (تو اسے تم کو) (تو اسے تم کو)

اور اللہ ہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والوں کو تم سے ہر نا پاک کو دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھر کر دے۔

**اہلبیت کی قسمیں** | اہلبیت کی تین قسمیں ہیں ۱۔ اہلبیت مکنی اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں جو سکونت و گھر میں رہائش پذیر ہونے کی وجہ سے آپ کے اہلبیت ہیں جن کے بارے میں آیت مندرجہ بالا نازل ہوئی۔ لہذا انص قرآن کی رو سے ازواج مطہرات کا اہلبیت ہونا ان کے من الشمس ہوا۔

**سوال** | ازواج مطہرات اہلبیت نہیں کیونکہ وہ اس آیت کا مصداق نہیں ہوتیں اور اس کی وجہ سے آیت تطہیر سے قبل ان کے لیے توث کے صیغے استعمال ہوئے ہیں جبکہ آیت تطہیر میں عنکم اور یطہرکم کی ضمیر بنی مذکر کے لیے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد حضرت علی و فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا ہو لاد اہل بیتہم کہ میرے اہلبیت یہی ہیں۔

**جواب** | ازواج مطہرات یقیناً اہلبیت ہیں اور وہ آیت تطہیر کا مصداق اولین ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اہلبیت سے خارج کرنا تشیع اور جہالت ہے۔ یہی عنکم اور یطہرکم کی جمع مذکر کی ضمیر تو وہ لفظ اہل کی وجہ سے ہے۔ ہمارے عرب

میں "اھل" کے لفظ کے لیے جمع مذکر کی تفسیریں استعمال ہوتی ہیں مگر چہ اس کی مصداق عورتیں ہوں چنانچہ قرآن مجید کی ایک جگہ یہ حقیقت قابل مشاہدہ ہے۔ ہم ان مثلاً قرآنیہ میں سے صرف ایک شاہد کے پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

اِذْ قَالَ لِكٰھِلِہٖ اَمْكُثْۤ اِیَّیْ  
اَنْتِ نَارًا تَعْلٰی ۝۲۷ یٰۤاٰیَّتِہُمَا  
بِقَبْسٍ رَّحْمٰی

یعنی حضرت سولہ علیہ السلام نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ ٹھہر و مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں تمہارے لیے اس میں سے کوئی چنگاری لے آؤں۔

لہذا حسب محاورہ عرب یہاں بھی ازواج مطہرات کے لیے لفظ اہل کے اعتبار سے جمع مذکر کا صیغہ لایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس آیت کا مابعد بھی ازواج مطہرات کے حق میں ہے لہذا بہر صورت آیت تطہیر کی اولین مصداق ازواج مطہرات ہیں۔ اور آنحضرت کا حضرت علی وفاطہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے بائے میں جھڑلا اھل بیت میں کوئی حصری معنی نہیں۔ یعنی اس کا ترجمہ "میرے اہل بیت" یہی ہیں "غلط ہے" بلکہ ترجمہ ہے "میرے اہل بیت ہیں" اس سے ازواج مطہرات کے اہلیت ہونے کی نفی کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ چونکہ ظاہر نفس ان چار حضرات کو شامل نہ تھا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و انور نے ان چار نفوس قدسیہ کو بھی نعمت تطہیر میں شامل فرمادیا۔

فرضیکہ قرآن و حدیث اور بزرگان سلف کے اقوال کو جمع کرنے کے بعد بھی صحیح و مسلم قرار پاتا ہے کہ ازواج مطہرات و حضرات چہار نفوس قدسیہ و غیر ہم من اولاد و اقادیہ سب اہلیت ہیں۔ یہی امام ابو منصور ماتریدی کا مذہب ہے۔ اس سلسلے میں ملاحظہ ہو امام ابن مسعود ابن ابی حاتم عکرمہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں انہوں نے ارشاد فرمایا:

نَزَلَتْ اِنْشَآءُ رِیْدِ اللّٰہِ الْخَ  
یٰۤاٰیَّتِہُمَا بِرِیْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلٰمٌ  
خَامِسَۃٌ (رد المحتار ۲/۵ ص ۲۳۱)

کہ آیت انشاء رید اللہ تا آخر  
خامس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات  
کے ہوتے ہیں اتری۔

لفظ خامسۃ و فاعل مفوظ فاعل ہے۔

اسی طرح امام ابن مردودہ نے حضرت ابن جبیر کے طریق سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواج مطہرات کے بارے میں اُتری۔ اور تکرار سے امام ابن مردودہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

انما ہونساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم	کہ آیت تطہیر کی مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواج مطہرات ہی ہیں۔
تفسیر روح البانی ج ۱۲ ص ۱۳۱	

اس میں لفظ انسا جو مفید جہر ہے ملحوظ ہے۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ عنہ اپنی سند سے حضرت علقمہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

کان عکرمۃ ینادی فی السوق	کہ حضرت عکرمہ بازار میں منادی فرماتے تھے
انہما یرید اللہ لیزہب عنکم	کہ آیت تطہیر حضور الزم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی۔
الرجس اهل البيت ويطہرکم	
تطہیرا قال غزلت فی نساء النبی	
صلی اللہ علیہ وسلم	

تفسیر ابن جریر ج ۱۲ ص ۱۳۱

۱۔ اہلبیت کا دوسرا قسم نسب سے ہے یعنی جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسب تعلق ہے جیسے حضرت علی و فاطمہ و حسنین کریمین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادیاں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔  
 ۲۔ اہلبیت کا تیسرا قسم سببی یا حکمی ہے۔ اور یہ وہی حضرات ہیں جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی منایات و افروغی سے اہل بیت میں داخل فرمایا جیسے حضرت دائر بن اسحاق و حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما ہیں۔

بہر صورت ازدواج مطہرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں۔ حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا

میں "انک علی خیر" کے معنی ہیں کہ تو بھلائی پر ہے و معنی میرے اہلبیت سے ہے۔



اس کا یہ مطلب لینا کہ قرابیت سے نہیں ہے جو بالکل غلط ہے کیونکہ ایک اور روایت میں اس سے پہلے ہے حضرت ام سلمہ نے عرض کی:

اَلَنْتُ مِنْ اَهْلِيْكَ ؛ قَالَ بَلَى وَاِنَّهُ  
اَدْخَلَهَا الْكِسَاءَ (الصواعق مکن)

کہ حضور کیا میں آپ کے اہلیت سے نہیں  
فرمایا کیوں نہیں اور اسے بھی چادر مبارک میں

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ صواعق محرقة میں روایت نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور  
صلی و آلہ وسلم حسین رضی اللہ عنہم کے ہمراہ دوسری صاحبزادیوں، اقارب اور مزید برکات کے  
کے لئے ازواج مطہرات کو بھی چادر تطہیر میں داخل کر لیا۔

امام ابن حجر مکی صواعق اور علامہ قاضی شمس الدین پانی پتی سیف مسلول میں فرماتے ہیں خلافت بعد  
بارشاہت میں بدلنے لگی تو امام حسن رضی اللہ عنہ اس سے حضرت امیر معاویہ کے حق میں دستبردار ہو گئے  
پھر اس کے عرض اللہ تعالیٰ انہیں خلافت باطنیہ عطا فرمائی کہ فرشتہ کبریٰ اہلیت کے ساتھ ہی مختص  
دی گئی سیف مسلول اور مجدد اسلام امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے منقول مبارک میں ہے کہ

غوثیت کبریٰ کے مالک اہلیت میں  
غوث ہر زمانہ میں ہر تہا ہے بغیر غوث  
کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔

غوث اکبر و غوث بر غوث حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر امت میں سب سے پہلے  
وجہ غوثیت پیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فائز ہوئے اور وزارت امیر المؤمنین  
فائز ان مظہر عثمان غنی رضی اللہ عنہا کو عطا ہوئی اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم  
رضی اللہ عنہ کو غوثیت و حمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم  
وزیر ہوئے پھر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ  
علی کرم اللہ وجہہ الکریم و امام حسن رضی اللہ عنہ وزیر ہوئے پھر امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم  
امین رضی اللہ عنہا وزیر ہوئے پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم  
سب حضرات مستقل ہوئے امام حسن مکی کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچے

حضرات ہوتے سب ان کے نائب ہوتے اور ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستغان غوث  
 حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوتے حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سیدالانوار بھی۔  
 حضور کے بعد جتنے ہوتے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدیؑ تک سب نائب  
 حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی  
 (المعقولات ج ۱ ص ۱۲۹/۱۳۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ ہدایت کے ستارے اور میرے اہلبیت  
 کشتی نجات ہیں۔ گویا کشتی نجات پر بیٹھ کر ستاروں سے روشنی حاصل کر کے دنیا کے بحر تاریکی میں سفر  
 آخرت کرنے والا ساحل مراد کو فروغ پہنچ کر رہے گا۔ ستاروں یا کشتی، دونوں سے یا کسی بھی ایک سے  
 بے نیازی برتنے والا ساحل مراد کو کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور۔ - - - - - خبسم ہے اور ناؤ ہے محترت حول الشکل  
 (اعلوفت بریلوی)

حدیث شریف میں ہے کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک تم انہیں قلم  
 (اور ان کے حکم پر چلتے) اپنے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اس میں ہدایت اور  
 نور ہے دوسری میری محترت۔ - - - - - وفی رواية مطان عتوق سنتی لہما ان العترة تلزم السنة  
 آیت مباہلہ کے نزول پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان چاروں کو اپنے ہمراہ لے گئے، مخالفین کو  
 ہمت نہ پڑی ورنہ حضرات اہلبیت کی دُعا سے مخالفین کا خاتمہ ہو جاتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیہ  
 صاحبزادیاں شریک مباہلہ نہ ہوئیں کہ وہ پہلے ہی دنیا سے رحلت فرما چکی تھیں۔

اہلبیت کے ساتھ محبت و عقیدت فرائض ایمان سے ہے چنانچہ آیت السودة فی القربی  
 کا تفسار ہے، امام شافعی فرماتے ہیں -

يا اهل بیت رسول الله حبکم  
 کناکم من عظیم القدر اککم  
 فرض من الله فی القرآن انکم  
 منکم لعل علیکم الامور

آل النبی ذریعتی وھما الیہ وسیلتی ارجو ہمد اعطی خدا بالیمین صحیف

کہ لے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت تمہاری محبت اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے۔  
اسے اللہ نے قرآن میں اتارا اور تمہیں ملکت مرتبہ کو اتنا کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز  
کال نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار میرے لیے ذریعہ نجات ہے اور آل اطہار حضور صلی اللہ  
علیہ وسلم تک رسائی کا میرے لیے وسیلہ ہے مجھے امید ہے کہ آل پاک کے صدقے میں قیامت  
کے دن مجھے میرا عمل نامہ دلائیں امتحان میں ملے گا۔ روز قیامت جب اہل بیت کا سوال ہوگا جس طرح  
کہ جب صحابہ کا (خارجیوں اور ناموسیوں کا جو راہبیت سے قطع نظر) صحابہ سے محبت کا دعویٰ ہے وہ  
ایسے ہی جھوٹا ہے جیسے شیعوں کا (صحابہ سے قطع نظر) راہبیت سے محبت کا دعویٰ ہے صحابہ راہبیت  
دونوں کی محبت جان ایمان ہے۔

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

الہی بحق نبی فاعلم • برقل ایمان کنم غاتمہ  
اگر دعویٰ روکنی در قبول • من دوست و داماں آل رحل

نواب بہوپالی صاحب کا آل پاک سے توسل | لطف یہ ہے کہ اہل حدیث حضرت اسکے شیخ الشائخ  
جناب نواب متین حسن صاحب بہوپالی بھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اطہار سے توسل کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ چنانچہ وہ اپنی مشہور تصنیف  
مسک الختام شرح موج المرام میں فرماتے ہیں:

تاصلوۃ بر آل نضر ستند استیاں بما مورب حاصل نشود و فرو

الہی بحق نبی فاعلم • کہ برقل ایمان کنم غاتمہ

(مسک الختام ج ۱ ص ۵)





## یزید بن معاویہ

امام یزید بن معاویہ کنیت ابو خالد خاندان اموی والد کا نام حضرت امیر معاویہ اور دارا کا اہل بیت رضی اللہ عنہما یہ دونوں حضرات صحابی ہیں۔ ان کا نام میسون بنت بحدل کبیر ہے۔ یزید ۲۵ یا ۲۶ھ کو زمانہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں پیدا ہوا۔ بڑا اور بہت گنے بالوں والا تھا۔ اپنے باپ سے حدیث بھی روایت کی ہے پھر اس سے آگے اس کے بیٹے خالد بن یزید اور عبدالملک بن مروان نے۔ چونکہ حضرت امیر معاویہ نے اپنے زمانہ میں اس سے کوئی نازیبا حرکت نہ کی تھی بلکہ بعض حضرات سے اس کی تعریفیں اور فضیلتیں سنیں تھیں اس لئے اسے اپنا ہاشم بنیایا اور اللہ تعالیٰ سے یوں دعا کی،

یا اللہ اگر میں نے یزید کو اس کی فضیلت و اہمیت دیکھ کر اپنا ہاشم بنیایا ہے تو اُسے میری توقع پر پورا اتار اور اس کی مدد فرما اور اگر میں محض شفقت پر ہی کو ایک باپ کو اپنے بیٹے کے ساتھ ہوتا ہے سے اپنا ہاشم بنیایا اور وہ نااہل ہے تو اُسے عذاب حکمرانی سنبھالنے سے پہلے ہی ہاک کر دے۔

اللہ ان کنت عصمت لیزید  
لما رأیت من فضله فبلغ ما املت  
واعنه وان کنت انما حلتی حب  
والد لولاء وانہ لیس لما صنعت به  
اهلا فاقضه قبل ان یربلخ ذلک  
(تاریخ الخلفاء ص ۱۵۸/۱۵۹)

کیا صالحین کے لئے کبھی قہر اور حرام ہے؟ بعض لوگ حضرت امام حسین کے بارے میں یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ یزید کے

مقابلے میں اقتدار نہیں چاہتے تھے یہ قطعا غلط ہے حضرت امام اقتدار کے لئے ہی تشریف لے گئے تھے اور شریعت کی رو سے اس وقت آپ ایسی دینی، روحانی اور مرکزی شخصیت کی یہ ذمہ داری تھی کہ جب فاتح المسلمین ایک شرابی و زانی اور دین اسلام میں شہنشاہ بننے والے شخص کے مقابلے میں اس کا دامن

تساویا ہیں اور دین اسلام کے تحفظ کے لیے اسے ہر قسم کی قربانی کا یقین دلائیں تو وہ ان سے وہی  
 چھوڑائے بلکہ ان کی قیادت کرے اور اس ظالم و فاسق اور بدکار کو کسی اقتدار سے ہٹا کر خود اس پر حکم  
 اور دین اسلام ایسے جامع نظام حیات کو لوگوں میں بر تمام و کمال رائج و نافذ کرے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام  
 نے عزیز مصر سے فرمایا تھا۔ اَجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ اِنِّي حَافِظٌ عَلَيْهَا  
 کہ ملک بھر کے خزانے میرے سپرد کر (کے دیکھ کر میں ملک کا نظم و نسق کس احسن طریقے سے چلاتا ہوں)  
 بے شک میں دیانت و مسلم والا ہوں۔ اس لیے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کے مقابلے  
 میں کوفیوں کی درخواست کو کسی اقتدار پر قائم ہونے کے جذبے سے بے باک خواہش نفس سے نہ تھا بلکہ ایک  
 دینی و ملی تقاضے سے تھا۔ انما الاعمال بالنیات و انما نکل امرء ما نوى (الحدیث)  
 ثواب کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کا پھل ملے گا۔

امام سید علی فرماتے ہیں:

وَقَالَ لَهُ ابْنُ عَسْرٍ لَا تَخْرُجْ  
 فَيَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 خَشِيَهِ اللَّهُ تَعَالَى بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
 فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ وَإِنَّكَ بُضْعَةٌ مِنْهُ  
 وَلَا تَنَالُهَا يَعْزِي الدُّنْيَا  
 (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۸)

اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما  
 نے عرض کی کہ آپ کو نے کو تشریف نہ لے جائیں  
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہت  
 اور آخرت (دویشی) میں سے کسی ایک کے چن  
 لینے کا اختیار دیا تو آپ نے درویشی کو پسند فرمایا اور  
 آپ حضور کے جسم اطہر کے ٹکڑا ہیں اور آپ دنیا  
 و بادشاہت کو نہیں حاصل کر سکیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام خلافت و اقتدار کی خواہش رکھتے تھے اور یہ ایسے  
 فاسق و فاجر کے مقابلے میں ان کا ایسا کرنا ان کی دینی و مرداری بھی تھی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حاتمہ السہمی کے اعزاز و اعانت یزید ایسی مکررہ و ناپسندیدہ  
 قیادت کو بردہ نہا ہتے تھے اور آپ یقیناً بجانب حق تھے اور یزید خدا و مصطفیٰ کا باغی تھا۔ دراصل

یہی ہوتا ہے جہاں اس کے احکامات کو پامال کرے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے اور جدوجہد کرنے والا باغی نہیں، مجاہد ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے — افضل الجہاد حکمتہ حق عند سلطان جائز — کہ ظالم قیادت کو کھری کھری سناٹا افضل جہاد ہے۔ حضرت امام کو باغی قرار دینا شقاوت اور غرور ہے چنانچہ — امام اہلسنت کی دعویٰ صدی کے عظیم ترین مجدد مولانا علی بن سلطان قاری فرماتے ہیں۔

<p>کہ یہ جو بعض جاہلوں نے کہا ہے کہ امام حسین باغی تھے اہل سنت و جماعت کے نزدیک غلط ہے اور شاید راہ حق سے بیکھرے ہوئے (خارجیوں) کی بڑ ہے۔</p>	<p>وَأَمَّا مَا تَقَوُّوْهُ بَعْضُ الْجَهْلَةِ مِنْ أَنَّ الْحُسَيْنَ كَانَ بَاطِلًا فَبَاطِلٌ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَلَعَلَّ هَذَا مِنْ هَذِهِ يَأْتِيَاتِ الْخَوَاجِ مِنَ الْمَجَادِقِ</p>
---	---

(شرح فقہ اکبر ص ۷۷)

یزید پیسہ کی شتاؤں کا جائزہ لینا ہر تو مدارج النبوة و نبراس دو دیگر کتب محققین کا مطالعہ فرمائیں۔ ایسے ایسے امکانات پائیں گے جن سے ایک مسلمان کے جذبات بے قابو ہوئے بغیر نہیں روکتے۔ یہاں اختصار نظر ہے اس لیے صرف محدثین کی نظر میں یزید کی حیثیت واضح کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

<p>امام سیرطی تاریخ الخلفاء اور امام ابن حجر مستدرک تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں کہ نوفل بن ابی القزات اور تہذیب التہذیب میں ہے نوفل بن ابی عقرب نے حضرت امام عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے حضور میں ایک شخص نے یزید کے نام کے ساتھ امیر المومنین کا لفظ استعمال کیا۔</p>	<p>یزید کو امیر المومنین کہنے والے کی سزا</p>
--	---

<p>آپ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تو یزید پیسہ کو امیر المومنین کہتا ہے اور آپ کے حکم سے اس شخص کو بیس کر دے مارے گئے۔</p>	<p>فَقَالَ يَقُولُ امِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَآمَرَ بِهِ فَضْرَبَ عَشْرًا مِنْ سَوْطًا</p>
---	---

(تاریخ الخلفاء ص ۱۹ و تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۳۹۱)



سلسلہ میں جب اہل مدینہ کو یزید کی خباثت کا علم ہوا تو جو لاعلمی میں اس سے بیعت کرتے انہوں نے اس کی بیعت تو زوری یعنی اس کی نافرمانی اسے آج کی نئی اصطلاح میں مولیٰ نافرمانی کہیں) کا اعلان کر دیا۔ تو یزید نے اہل مدینہ پر فوج کشی کی تین روزہ تک اہل مدینہ کا قتل عام ہوا جو صحابہ و صحابیات تک شامل تھے مسجد نبوی میں اذان و نماز تک کا سلسلہ موقوف ہو گیا اور یزیدیوں نے مسجد میں گھوڑے باندھے۔ اور اس کی ناپاک فوج نے کعبہ منظر تک کی بے حرمتی کی اور اس کی تار و دراری یزید پسینہ پر قائم ہوتی ہے۔ آخر سلسلہ میں یہ کجنت ہلاک ہو گی۔

امام ابن حجر عسقلانی کی رائے | امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں،

ولست له رواية نحمد | کو یزید کی کوئی قابل شمار روایت نہیں ہے۔  
(درج ۱۱ ص ۳۶۱)

یہی امام ممدوح رحمۃ اللہ علیہ یزید کے بارے میں تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں،

ولیس باہل ان یروی عنہ | کو یزید اس بات کا اہل نہیں کہ اس سے روایت لی جائے۔  
(ص ۵۱۲)

امام علامہ صفی الدین احمد بن عبد اللہ الخرزجی الانصاری خلاصہ تہذیب التہذیب الکمال میں فرماتے ہیں،

یزید بن معاویہ بن ابی سفیان | یزید بن معاویہ بن ابی سفیان باپ کاوی عہد  
روبعہد من ابیہ واستباح المدینۃ | اور مدینہ منورہ کی بے حرمتی کا مرتکب ہوا تو  
حدیثہ اللہ تعالیٰ ہلاک منۃ | اللہ تعالیٰ نے اسے ہلاکت زدہ کر دیا۔  
درج دسین (ص ۲۱۱) | میں جاگ ہوا۔

امام ابیہشت تاریخ اسلام کے مجدد علامہ مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یزید کے بارے میں جہاد پر ہی مسک ہے جو ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مسک ہے یعنی وقت کہ خود اسے کافر یہ کہیں گے اور تکفیر کرنے والے کو منع بھی نہ کریں گے۔

امام در قدسی نے متعدد طرق سے روایت کی ہے کہ حضرت عتقلہ غیل مائیکہ کے صاحبزادے

عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا۔

وَاللّٰهُ مَا خَرَجْنَا عَلَىٰ سِيزِيَّةٍ حَتَّى  
خِفْنَا أَنْ تُرْمَىٰ بِالْحِجَارِ مِنْ السَّمَاءِ  
إِنَّ رَجُلًا يَشْكُحُ أُمَهَاتِ الْأَوْلَادِ  
وَالْبَنَاتِ وَالْخَوَاتِ وَيَشْرِبُ الْخُمْرَ  
وَيَدْعُ الصَّلَاةَ (تاريخ الخلفاء ص ۱۹)

قسم نجد زید سے ہم نے اس وقت ہی بغاوت  
کی جب ہمیں اس بات کا ڈر لگنے لگا کہ ہم پر  
آسمان سے پتھر برسیں گے لوگ امہات الاولاد  
بیشیوں اور بہنوں سے نکاح کرنے، شراب پینے  
اور نماز چھوڑنے لگ گئے تھے۔

اور امام زہبیؒ ابن تیمیہ کے شاگرد رشید فرماتے ہیں،

اور جب یزید ابی دینہ کے ساتھ مارا اسلوک  
کیا ساتھ ہی شراب و بد کاریوں کا دور دورہ چلا یا  
تو لوگ اس کے باغی ہو گئے اور اللہ نے اس  
کی عمر میں برکت نہ فرمائی۔

وَلَمَّا فَعَلَ يَزِيدُ بِأَهْلِ الْمَدِينَةِ  
مَا فَعَلَ مَعَ شُرَبِ الْخَمْرِ وَإِتْيَانِهِ النَّكَاتِ  
إِشْتَدَّ عَلَيْهِ النَّاسُ وَخَرَجَ عَلَيْهِ  
غَيْرُ وَاحِدٍ وَلَعَنَ بَارِكُ اللَّهِ فِي عَمْرِهِ

— (تاريخ الخلفاء ص ۱۹) —

یہ امام زہبیؒ کی شہادت ہے جو علامہ ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد رشید ہیں اور خود امام  
ابن تیمیہؒ کے بارے میں نہایت نرم خیال ہونے کے باوجود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مظلوم  
و شہید اعتقاد کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو :

تَمَلَّكَ أَوَّلُكَ الظَّالِمَةُ الظُّلْمَةُ  
مَنْ سَبَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
حَتَّى قَتَلُوهُ مَظْلُومًا شَهِيدًا  
(إلى ان قال) فَإِنَّ مَا تَصْنَعُهُ مِنْ تَحْمِيلِ  
الْخَيْرِ وَدَفْعِ الشَّرِّ لَا يَحْصُلُ

ظالموں سرکشوں نے نواسائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
علیہ وسلم پر قابو پالیا یہاں تک کہ اسے قتل  
دیا حالانکہ آپ مظلوم و شہید ہیں۔ آپ نے  
جو نیک مقصد کو حاصل کرنے اور یزید کے شر  
کو دور فرمانے کا ارادہ کیا تھا وہ کچھ بھی حاصل

منہ شیخ (منہاج السنہ ۲۵ ص ۲۲۷/۲۲۸) | نہ ہوسکا

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امام کا زید کے خلاف عدائے اجتماعی بند کرنا اور اس کی ناپاک و ظالم حکمرانی کو ختم کرنا آپ کا نیک مقصد تھا آپ کا قتل باغی کے طور پر نہیں مظلوم و شہید کے طور پر ہے۔  
یزید ہی دراصل ظالم و باغی تھا اور وہ عامۃ المسلمین کو اپنا غلام بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔  
چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں فرماتے ہیں:

وَقُتِلَ مَنْ قُتِلَ وَبَاعَ مُسْلِمٌ  
النَّاسَ عَلَى أَنْهُمْ خَوَّلُوا لِيَزِيدَ  
يَحْكُمَ فِي دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ  
بِمَا شَاءَ وَأَنْهُمْ أَعْبَدُوهُ قَسْرًا  
فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَمَعْصِيَتِهِ  
(فتح الباری ج ۱۳ ص ۶۹)

اور اہل مدینہ کے قتل عام کے بعد بقیہ لوگوں  
سے مسلم بن عقبہ یزید کے حق میں اس بات کا  
عہد لیا کہ وہ یزید کے تابع رہیں گے اور یزید  
کو ان کے جان و مال میں اپنی مرضی کے مطابق  
تصرف کرنے کا اختیار ہوگا اور ہر جائز و ناجائز  
بات میں یزید کے فرمانبردار رہیں گے

### سوال جواب

صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کی  
حق اور جب لوگوں نے اس کی بیعت توڑی تو وہ ناباغی ہوئے اور ایسے  
لوگوں سے قطع تعلق کرنے کی ہدایت دی گئی جب کہ اس حدیث کی شریعت میں امام عسقلانی و  
امام قسطلانی فرماتے ہیں:

فِيهِ رَجُوبُ طَاعَةِ الْإِمَامِ  
الَّذِي انْعَقَدَتْ لَهُ الْبَيْعَةُ  
وَالْمَنْعُ مِنَ الْخُرُوجِ عَلَيْهِ وَإِنْ لَا  
يَخْلُجُ بِالْفُسْقِ

کہ عبد اللہ بن عمر کی حدیث سے معلوم ہوا کہ  
امام کی بیعت تمام ہوئے بعد اس کی فرمانبرداری  
ضروری اور اس کی نافرمانی منوع ہے اور وہ فسق  
سے اپنے عہدہ امارت سے معزول نہیں ہوا۔

— فتح الباری ج ۱۳ ص ۶۹ وارشاد الباری ج ۱۰ ص ۶۹ —

پھر امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کی بیعت سے کیوں انکار کیا؟ — اس کا جواب یہ



ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر زائد مزاج رکھتے اور گوشہ نشین رہتے تھے جب کہ ان کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے انہیں یزید کے بارے میں یقینی ذرائع سے ان اسباب کا علم نہ پہنچا جن سے کوئی شخص ناقابل بیعت قرار پاتا یا اپنے عہد امارت سے معزول منظور ہوتا ہے اور امام حسین اور ان کے ساتھیوں کو علی وجہ البصیرۃ اور یقینی ذرائع سے اس کا علم ہو گیا تھا اس لئے انہوں نے بیعت سے انکار کیا اور بیعت شدہ حضرات نے بیعت توڑ دی اور شریعت میں یہی ہے چنانچہ —

محدث اعظم و فقیہ اعظم مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ إِمَامَةً  
لَا تَتَّعَقِدُ بِكَافِرٍ وَلَا فَوَظَرَةٍ عَلَيْهِ إِكْفَرُ  
إِثْعَذَلْ وَكَذَلِكَ تَوَشَّرَكَ إِقَامَةَ  
الصَّلَاةِ وَالِدَعَا إِلَىهَا وَكَذَا  
الْبِدْعَةُ.

(نقاۃ شرع مشکوٰۃ ج ۱، ص ۱۲۱)

یعنی اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ کافر مسلمانوں کا امیر نہیں ہو سکتا اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جائے تو وہ معزول ہو گیا اور اسی طرح بادشاہ اگر نماز اور نماز کی تبلیغ چھوڑ دے اور اسی طرح وہ بدعت کا حامی ہو جائے تو وہ اپنے عہد سے معزول ہو چکا۔

یعنی اس پر فرض ہو گا کہ وہ کسی اقتدار سے الگ ہو جائے یا مائتہ المسلمین اسے زبردستی علیحدہ کر کے متبادل صالح شخص کو اپنا سربراہ ملک بنائیں اس کے بعد فرماتے ہیں:

وَجِبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ تَخْلُصُهُ  
وَنَصَبُ إِمَامٍ عَادِلٍ إِنْ أَمْسَكَ عَنْهُمْ  
ذُلٌّ (رج ۱، ص ۱۲۱)

یعنی اگر مسلمانوں سے ہو سکے تو ایسے سربراہ کو علیحدہ کر کے اس کی جگہ نئے صالح شخص کو سربراہ بنائیں۔

اور امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری و امام ابن حجر مستطانی فتح الباری میں فرماتے ہیں:

الَّذِي عَلَيْهِ الْعِلْمُ فِي أَمْرٍ أَوْ  
الْجُودِ أَوْ إِنْ تَدْرَكَ عَلَى خَلْعِهِ  
بَغِيرِ قِتْنَةٍ وَلَا ظُلْمٍ وَجِبَ

یعنی ظالم سربراہوں کے بارے میں علماء کا فیصلہ ہے کہ اگر کسی قتنہ اور ظلم و زیادتی کے بغیر انہیں علیحدہ کرنا ممکن ہو تو انہیں علیحدہ کرنا

(مدۃ القاری ۱۲ ج ۱۵۹ و فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۷۱) | ضروری ہے۔

یہاں در اہل صحیحین کی ایک حدیث ہے جس کی شرح میں مسند ج ۱۰ ق ۱ نقل کیا گیا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے — "رَأَى مُنَازِعَةَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا الْكُفْرَ أَبَوَاتِهَا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فَنِيهِ بَرَّهَانٌ" — یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس وقت سربراہ مملکت کی نافرمانی نہ کرو جب تک کہ وہ ایسے کلمے کفر و معصیت کا علانیہ ارتکاب نہ کرنے لگے جس کے کفر و معصیت ہونے کی تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے دلیل موجود ہے۔

گویا جب سربراہ مملکت اسلام کے ایسے کلمے کفر و معصیت کا علانیہ مرتکب پایا جائے جس کے کفر و معصیت ہونے پر کتاب و سنت کی روشنی میں دلیل موجود ہو تو ایسے سربراہ مملکت کو ہٹانا اور اس کی سرانجام نافرمانی ضروری ہے۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید پسند کی نافرمانی کر کے اس حدیث پر عمل فرمایا۔

حدیث قسطنطنیہ کا جواب | بعض لوگ جو یزید کو امیر المومنین کے خطاب سے نازنے پر مصر ہیں یزید کے جنتی ہونے پر ایمان و یقین بھی رکھتے

ہیں اور اس سلسلے میں انہیں اس حد تک غلو ہے کہ وہ اپنے ایک صوم و صلوة کے پابند باب کے جنتی ہونے میں تشکک کر سکتے ہیں مگر یزید کے بارے میں نہیں۔ ان کے اس غلو کا موجب دراصل ایک حدیث ہے جسے امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (جس کا آخری حصہ یہ ہے)

أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَفْزُونَ مَدِينَةَ قَيْسَرٍ مَغْفُورٌ لَهُمْ | کہ میری اُمت کا اولین لشکر جو شہر قیصر کا جہاد کرے گا وہ بخشے ہوئے ہوں گے۔

(صحیح ابی ج ۱ ص ۱۵۱)

کہتے ہیں کہ اس جہاد میں یزید شریک ہو قیادت کرے اور مدینہ قسطنطنیہ ہے۔ یزید کی قیادت میں سیدنا ابن عمر و ابن عباس و ابن زبیر و ابیہ انصاری ایسے اکابر صحابہ جہاد کر رہے

تھے۔ جب یزید کی قیادت ایسے صحابہ نے تسلیم کر لی تو اس کی کیا شان ہوگی؟ آوردہ حدیث کا مصداق ہو کر مغفور (رجعتی) ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سادات صحابہ حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ عنہ کی قیادت میں گئے تھے یزید کی نہیں۔ چنانچہ امام بدر الدین عینی عمدۃ القاری شرح نہج ربی میں فرماتے ہیں،

کہ ظاہر تر یہ ہے کہ لوگ اکابر صحابہ اس سفیان کے ہمراہ تھے یزید بن معاویہ کے ہمراہ نہ تھے کیونکہ وہ اس کا اہل نہ تھا کہ یہ اکابر صحت پر اس کی خدمت میں ہوتے

الْأَظْهَرُ أَنَّ هَؤُلَاءِ السَّادَاتِ  
مِنَ الصَّحَابَةِ كَانُوا مَعَ سُفْيَانَ  
هَذَا وَلَمْ يَكُنْ مَعَ يَزِيدَ  
بَنَ مُعَاوِيَةَ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ  
أَهْلًا أَنْ يَكُونَ هَؤُلَاءِ  
السَّادَاتِ فِي خِدْمَتِهِ

(ج ۱۲ ص ۱۹۸/۱۹۹)

علامہ صلب نے کہا کہ اس حدیث میں جہاں حضرت امیر معاویہ کی منقبت ثابت ہوتی ہے وہاں یزید کی منقبت بھی معلوم ہوتی کہ وہ حدیث میں موجود مغفور لغم کا مصداق ہو کر رجعتی قرار پاتا ہے۔ بخاری کے تذکرہ شائع کرام اس کی ترمیم میں فرماتے ہیں۔

کہ میں کہتا ہوں کہ اس میں یزید کے لئے  
کونسی منقبت ہے جبکہ اس کا حال  
مشہور ہے۔

قُلْتُ اِذَا مِنْقَبَةٌ كَانَتْ لِيَزِيدَ  
وَحَالُهُ مَشْهُورٌ

(عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۱۹۹)

حدیث کے عموم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یزید اس میں شامل ہی نہیں کیونکہ یہ خوشخبری  
مشرطہ یا مائتہ علی الایمان ہے۔

لا یلزم من دخولہ فی | یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے لازم



ذلك العموم ان لا يخرج بدليل  
خاص اذ لا يختلف اهل العلم  
ان قوله صلى الله عليه وسلم  
مغفور لهم مشروط بان يكونوا  
من اهل المغفرة حتى لو ارتد  
واحد ممن هذا اهلهم يدخل  
في ذلك العموم اتفاقا فدل على  
ان المراد مغفور لمن وجد شرط

المغفرة فيه منهم

نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری دلیل خاص سے نہ نکلتا ہو  
کیونکہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور کا  
ارشاد مغفور لهم اہل مغفرت ہونے سے مشروط  
ہے حتیٰ کہ اگر اس غزوے والوں میں سے  
کوئی مرتد ہو جاتا (معاذ اللہ) تو اس عموم  
میں داخل نہ ہوتا تو پتہ چلا کہ مغفور لهم سے  
وہی لوگ مراد ہیں جن میں مغفرت کی شرط  
پائی جائے۔ (لہذا یزید خارج ہو گیا)

فتح الباری ج ۹ ص ۵۷ و عمدة القاری ج ۴ ص ۱۹۱ و ارشاد الساری شرح بخاری ج ۵ ص ۱۸۱  
شرح عقائد میں تو علامہ تفتازانی مدیر الرمة عن یزید پٹنہ کہ طعون و کافر قرار دیا ہے۔ اور یہی  
قاضی ابوالعلیٰ اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تسلیم کا خیال ہے۔  
الغرض حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پٹنہ علیہ السلام کے درمیان جو جنگ ہوئی  
اس میں امام حق پر تھے اور یزید کج بخت باطل پر تھا۔ اور اس کی حمایت کرنے والے  
جنتی قرار دینے والے حقارت و اصل خارجیت کے دامی ہیں۔



اہلسنت و جماعت کے محققین علماء کرام و علما دین متین فقہاء و مشائخ  
عظام کے فتاویٰ شریفہ تصدیقات و تائیدات منیفہ

تاجدار اہلسنت مجتہد ملت و حامی دین و مہر شریعت امام المحدثین و استاذ المفسرین  
قطب عالم غوثِ نبیائے شہزادہ العظمیٰ حضرت سیدنا و مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم

ہندوستانی شریف امت کا تہم العالیہ کا

فتویٰ مبارک (بریلی شریف ۱۹۱۱ء)

۷۳

۴۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
المجواب

۱۔ جو شخص مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صدیق یا فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے  
گمراہ اور بد مذہب۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الامارہ ہے لیکن کو امام بنانا گناہ  
امام بنانے والے گناہگار ہوں گے۔ (واحد علم)

۲۔ کسی صحابی کیساتھ سو عیقت (بد عقیدگی) بد مذہبی و گمراہی و استحقاق  
جہنم ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ بغض ہے ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں  
خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے مثلاً حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابو  
سفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندو اسی طرح حضرت سیدنا عمر بن عباس و حضرت مغیرہ  
بن شعبہ و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سنی کہ حضرت جنتی رضی اللہ عنہ جنہوں نے قبل اسلام

حضرت سیدنا سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بعد اسلام انہیں ان میں سے کذاب ملعون کو جہنم داخل کیا وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خیر الناس وشر الناس کو قتل کیا ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی تیرا ہے اور اس کا قاتل رافضی، اگرچہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی توہین کے مثل نہیں ہو سکتی کہ ان کی توہین بلکہ ان کی خلافت سے انکار ہی فقہاء کرام کے نزدیک کفر ہے (بہار شریعت حصہ اول ص ۱۱) اس سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ کو فاسق کہنے والا کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے، واللہ اعلم

کتب محمد طاہر حسین لپرنوی مغفرلہ رضوی دارالافتاء بریلی شریف  
 ۵ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ  
 الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم  
 فقیر مصطفیٰ رضا خان مغفرلہ



(۲)  
 غزالی زمان از می دو اں استاذ المحدثین والمفسرین مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب  
 کاظمی مہتمم مدسہ عربیہ النوار العلوم ملتان وشیخ الحدیث عالم اسلام بہاولپور کا

## فتویٰ (از بہاولپور)

۱۔ شیخین کریمین سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تفصیل  
 جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اجماعی و متفق علیہ عقیدہ ہے اس  
 عقیدہ کا مخالف سنی نہیں ہے، اس لئے اس کی اقتدار اسے امام بنانا بھی جائز نہیں ہے



۲۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ فاسق کہنے والا ہرگز سستی نہیں تمام صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان بالاتفاق الجنۃ کے نزدیک واجب الاحترام ہیں اس لئے ایسے شخص کی اقتداء بھی درست نہیں۔

اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے، آمین!

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ  
۹ اگست ۱۹۹۹ء

(۳)

امام الجنۃ استاذ المحدثین والمفسرین مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد  
صاحب حزب الاحناف لاہور کا  
فتویٰ (از لاہور)

الجواب بموافق للصواب

۱۔ جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر نفیلت دیتا ہے وہ تفصیل شیعہ ہے، ضال مثل گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہے، ہرگز الجنۃ سے نہیں ہے ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں،

۲۔ جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہتا اور ان کو مطعون کرتا ہے وہ خود فاسق ہے، اس کو امام بنانا گناہ ہے، اس کے پیچھے نماز قریب حرام اور واجب الامداد ہے وہ شخص الجنۃ وجماعت سے نہیں کیونکہ رسالت باب صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا ہے اصحابی کا النجوم فیایہم اثنتین امۃ یتیم میرے سارے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے راہِ باب ہو جاؤ گے نیز فرمایا

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم عرضا  
من بعدی فمن احبہم فحبی احبہم  
ومن البغضہم فبغضی البغضہم ومن  
اذیہم فقد اذی اللہ ومن اذی  
اللہ فیمو شک ان یاخذہ

ترجمہ: میرے صحابہ کے بارے میں نہ سے ڈرو  
میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا جو ان کو دوست  
رکھتا ہے وہ میری محبت ان کو دوست رکھتا  
ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ میری  
دشمنی سے ہی ان کو دشمن رکھتا ہے اور جو ان کو ایذا

دیتا ہے وہ بلاشبہ مجھے ایذا دیتا ہے اور جو مجھے ایذا دیتا ہے وہ بلاشبہ خدا تعالیٰ کو ایذا دیتا ہے  
اور جو اللہ کو ایذا دیتا ہے مقرب اللہ سے پڑے گا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے بعد اسلام لانے ان کی منقبت میں احادیث  
میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ سے پہلے اور بعد میں ایمان لانے والوں کو سبھی کیساتھ بھلائی کا وعدہ  
فرمایا ہے وَكَفَّلَ وَجَدَ اللَّهُ الْخَسَنَ (سب اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے) لہذا ان کو  
بڑا کچھ والا ناسق (خدا اور رسول کا نافرمان) ہے

واللہ تعالیٰ اعلم  
الجواب صحیح و صواب المجیب الغیب مصیب و مشاہد  
فیتر ندوی ابو البرکات سید احمد عفی عنہ  
خادم الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف  
لاہور

احقر العباد ابو الریان محمد رمضان نائب مفتی  
دارالعلوم حزب الاحناف لاہور اکتوبر ۱۹۶۹ء

مہر سر

(۳)

حضرت علامہ فہامہ محقق اہلسنت حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا

فتویٰ (از گزرات پکتان)

یہ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے افضل بتانے یا  
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ناسق کہنے والا) شخص بالکل بے دین اور شیعہ ہے۔ غالباً لکیر کے اہلسنت  
سے بنازع علی روایت

نہا ہوا ہے ایسے شخص کو فوراً اہلسنت کی مسجد سے علیحدہ کر دیا جائے اور کوئی مسلمان اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے اگر امامت کے لاپرواہ میں توبہ بھی کرنے تو زبان اعتبار نہ کر دے بلکہ تحریر کرالو یہ عقائد بالکل رافضیوں کے ہیں کسی اہلسنت کے عقیدے میں صحابہ کی توبہیں و گستاخی نہیں ہے نہ کوئی مسلمان اتنی جرات کر سکتا ہے جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ رافضی ہے اگرچہ وہ اور اس کے حواری اسے مسلمان سنی سمجھیں

واللہ و سئلہ علم

الجواب صحیح

فیتر احمد یار و یار فیضی

گجرات پاکستان

بہ

مفتی ابدا راحہ خاں مفتی دارالعلوم غوثیہ نعیمیہ

گجرات مغربی پاکستان ۲۳/۹

(۵)

امام اہلسنت محدث پاکستان حضرت مولانا سر دار احمد صاحب قادری رضوی محدث  
لاہور کے نائب محقق وقت جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی

غلام رسول شیع الحدیث جابر رضویہ کا

فتویٰ (از لاہور)

الجواب هو الموفق للصواب

۱۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد امت مسلمہ کا حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اولیہ پر اتفاق ہے، انصیت مشکک ہے، جس کا اعلیٰ ترین فرد حضرت صدیق اکبر ہیں پھر بحسب المراتب دیگر ارباب خلافت راشدہ رضی اللہ عنہم پھر تسلسل حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بھی ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کا اطلاق دیگر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی ہوتا ہے گو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کمالات دائرہ اور فضائل نگارہ سے متوش و متزن ہیں اور فضائل بہرہ و غلال

لے امت



غنیہ کے باعث جو لای تصوف میں مراتب قصویٰ کے مکان قصی کے فرسان کے شہسوار ہیں اور  
مدینۃ العلم کے کمالات علمیہ کا آپ باب مفتوح ہیں مگر بایں ہمہ حضرات شیخین سے مفضل ہیں  
اور اسی پر امت حنفیہ کا اتفاق ہے اس کے برعکس عقیدہ رکھنا تشیع ہے اور محض ضلالت و گمراہی ہے  
ایسا شخص ہرگز ہرگز سستی نہیں اور نہ ہی اہلسنت و جماعت کی مسجد میں امامت کے قابل ہے  
ایسے شخص کو ہرگز ہرگز سینوں کا امام نہ بنایا جائے

۲۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل ثقت اور صالح صحابی ہیں، سرور کائنات صلی اللہ علیہ  
وسلم کے گھر آپ کی حقیقی ہمشیرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا تھیں آپ بہت بڑے عالم اور مجتہد صحابی  
ہیں آپ کیلئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی آپ کی شان میں گستاخی کرنا اور  
آپ کو برا کہنا رفس ہے، ایسا شخص جو آپ کو برا کہے شیعہ ہے وہ ہرگز ہرگز سستی نہیں ہے  
اس کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھی جائے اسے اہلسنت و جماعت کی مسجد میں ہرگز ہرگز  
امام نہ رکھا جائے۔ واللہ و رسولہ عالم

غلام رسول مغرلہ قادری مثنوی

مفتی جامعہ رضویہ لائل پور ۳۱۰۸۰۶۹

(۶)

استاذ العلماء علامہ الدھر مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد علیل خان القادری  
البرکات ہبتم و شیخ الحدیث از العلوم حسن البرکات حیدر آباد مدکا

رازیہ آباد

فتویٰ

الجواب

۱۔ بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الہی انس و جن و ملک و افضل سیدنا صدیق اکبر

۔ فتویٰ مرتبہ میاں کم

ہیں پھر عمر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تو جو شخص مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو صدیق یا فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بنائے وہ گمراہ و بد مذہب ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے، فتاویٰ خلاصہ و بحر اسراف و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کتب کثیرہ میں ہے ان فضل علیا علیہما فبیتدع اور غنیۃ ورد المتار وغیرہ میں ہے الصلوۃ خلف المتبدع تکبراً بکل حال بد مذہب کے پیچھے ہر حال میں نماز مکروہ ہے (فتاویٰ رضویہ)

۲۔۔۔ حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ رضی اللہ عنہم سنی کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ جہنوں نے قبل اسلام حضرت سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور بعد اسلام سید کذاب کو واصل جہنم کیا، غرض کسی صحابی کیا تھ سو عقیدت بد مذہبی و گمراہی و استحقاق جہنم ہے کہ وہ حضرات قدس صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھے بعض ہے ایسا شخص را فضی ہے اگرچہ چاروں خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو سنی کہے اسے برضا و رغبت امام بنانا خود کو عذاب الہی میں ڈالنا ہے، مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے فوراً امامت سے علیحدہ کر دیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

البعید محمد خلیل خاں قادری البرکاتی



(کے) فقید العصر علامہ الدہر مولانا محمد نور اللہ صاحب سنی محدث بصیر پوری کا

فتویٰ (از ضلع ساہیوال)

الجواب اللہم اجعل لی التورۃ الصواب

عالی جناب حضرت قادری صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما بعد الانبیاء و الرسل افضل البشر ہیں اور یوں ہی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما صحابی اور واجب الاحترام ہیں لہذا اس کے برعکس عقیدہ رکھنے والے شخص کے پیچھے سستی کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعداء ہے، واللہ تعالیٰ اعلم و صل اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحابہ و بارک و سلم  
حررہ ابو الحیثمہ نور اللہ نعیمی غفرلہ

خادم دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور ضلع ساہیوال

۲۳ رجب المرجب ۱۳۸۹ھ

۶۶۱۰۶۶۹

(۸)

شیخ القرآن و الحدیث علامہ مولانا غلام علی صاحب مہتمم دارالعلوم  
اشرف المدارس اوکاڑہ کا

فتویٰ  
(از اوکاڑہ ساہیوال)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب ہوا موثق للصلوب

جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل سمجھے یا حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو بابتائے ان سے بدعتیگی رکھے ہر دو صورتوں میں ایسا شخص فاسق و مبتدع ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا گناہ ہے اور جو نماز اس کے پیچھے پڑھی جائے

مبتدع یعنی بدعتی اور اہلسنت سے خارج



وہ مکروہ تحریمی واجب الاعداء ہوگی۔ و هذا هو الحكم في كل صلوة أدیت مع كرامة  
غسرية ولغرض الفقهاء الحنفية في ذلك متوافقة واذكر البعض بقدر  
الحاجة

(۱) — سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو شیخین پر بالکلیہ تفصیل کا قائل مبتدع ہے، شامی جلد  
دوم ص ۳۹۸ میں ہے **أن الرافض ان كان ممن يعتقد الألوهية في علي**  
**او ان جبريل غلط في الوحي او كان ينكر محبة الصديق او يقذف اليه**  
**الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف**  
**ما اذا كان يفضل عليا اولى بالصعابة فانه مبتدع لا كافر**  
**۲ — سب صحابہ کو مباح سمجھے یا اعتقاد رکھے کہ کسی صحابی کو گالی دینے پر ثواب مرتب**  
**ہوگا جیسا کہ بعض شیعہ کا عقیدہ ہے یا کفر صحابہ کا معتقد ہو تو کافر ہے بالاجماع ورنہ فاسق و**  
**مبتدع ہے و لکن من سب احدا من الصعابة فهو فاسق و مبتدع بالاجماع**  
**الا اذا اعتقد انه مباح او يترتب عليه ثواب كما عليه بعض الشيعة او**  
**اعتقد كفر الصعابة فانه كافر بالاجماع كما صرح به العلامة**  
**ابن عابدين الشامي في رسالته ناقلا عن العلامة انقاري**  
**(رسالہ ابن عابدین ج ۱ ص ۳۶۷)**

لے اور یہی حکم ہے ہر اس نماز میں جو کہ بہت تحریمیہ کیساتھ ادا ہوئی اور فقہار اعان کی عبارات اس سلسلہ  
میں بہت ہیں اور میں کچھ بقدر ضرورت ذکر کرتا ہوں۔  
تھے بے شک رافضی اگر اس قسم کا ہو کہ حضرت علی کے خدا ہونے کا قائل ہو یا کہتا ہو کہ حضرت جبرائیل نے  
حضرت علی پر وحی اتارنے کی بجائے حضرت محمد پر وحی اتار کر علی کی بیعت یا حضرت صدیق اکبر کے صحابی ہونے کا  
منکر ہو یا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ پر تعبت لگایا ہو تو وہ کافر ہے (باقی ص ۳۶۷ پر)

۳ — فاسق کو امام بنا ناگناہ ہے غنیہ شرح غنیہ میں ہے انھم لو قد موافقہ  
 یأثمون بناء علی ان کرامة تقدیمہ کرامة تحریمیہ (ص ۱۷۹)  
 یہ مذہب احناف کا ہے اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک تو فاسق کے پیچھے اصلاً نماز  
 جائز ہی نہیں چنانچہ غنیہ میں ہی عبارت بقہ کے اخیر میں فرمایا ہے ثم تجز الصلوۃ  
 خلفہ اصلاً عند مالک وهو رواية عن احمد۔

۴ — شیخین تو درکنار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر فضیلت  
 دینے والا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک رافضی ہے الرافضی من فضل  
 علیا علی عثمان رضی اللہ عنہما کذا فی الغنیۃ المغنیۃ الی سیدنا  
 الغوث الاعظم رضی اللہ عنہ وعن سائر الادلایا و ہم عنا وعن  
 جمیع المسلمین۔ فقط واللہ اعلم

ابو البیان غلام علی غفرلہ

نہادم الانار و دیر الجامعہ الحنفیۃ اشرف المدارس اذکارہ ۲۱ ستمبر ۱۹۶۹ء

رہا تو اسے اُگے کہ اس نے ان قطعیات کی مخالفت کی ہے جن کا دین سے ہونا بالبدایۃ معلوم ہے  
 اس کے برعکس جب وہ حضرت علی کو فضیلت دے یا صحابہ کرام کو برا کہے کہ وہ بدعتی اور اہل سنت خارج ہوگا کافر  
 نہ ہوگا رشتہ جائز نہ ہو اور بہر حال جو کسی صحابی کو برا کہے تو وہ فاسق ہے اور بدعتی ہے بالاتفاق مگر جب وہ  
 اس بات کا اعتقاد رکھے کہ صحابہ کو برا کہنا جائز ہے اس پر ثواب ملے گا جس طرح کہ کچھ شیعوں کا عقیدہ ہے یا  
 صحابہ کرام کے کافر ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو (معاذ اللہ) تو وہ بالاتفاق کافر ہے جس طرح کہ علامہ ابن عابدی شامی  
 نے اپنے رسائل میں علامہ قاری سے نقل کرتے ہوئے اس کی تصریح کی ہے۔

۱۔ لوگوں نے اگر فاسق کو امامت کے لئے اُگے کیا تو وہ گنہگار ہوں گے اس بنا پر کہ اسے مقدم  
 کرنے کی کراہت اگر امامت تحریمیہ ہے فاسق کے پیچھے امام اکابر کے نزدیک بالکل حنازہ رہا تو یہ پرا

(۹)

فاضل جلیل علم نبیل محقق بے عدیل مفتی محمد عیاز الرضوی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور کا

## فتویٰ (از لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الجواب

۱۔ حضرت سرکار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضل البشر بعد از انبیاء و مرسلین ہونا دلائل قطعیہ تقیینیہ اجماعیہ سے ثابت اور مسلک اہلسنت کا جز ہے جو صدیق اکبر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے مولائے کائنات جید کرار کو افضل بتائے وہ اہلسنت سے نہیں فاسق و ضال ہے اے امام بنانا حرام حرام حرام حرام حرام حرام ہے، لوقد موافقا یا شہوت ہے یہ عقیدہ رکھنا فاسق فی العقیدہ ہے اور فاسق فی العقیدہ کے پیچھے ائمہ مجتہدین کا اتفاق ہے کہ نماز باطل و ناجائز و حرام ہے لایعجزون خلقہ اصلاً

۲۔ معاذ اللہ، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سرکار امیر المؤمنین معاذ اللہ رضی اللہ عنہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان رفیع میں (ان کو فاسق و براتکار) یہ گالی نہ دیگا مگر خارجی رافضی ناہبی اور ندیق و طرد۔ ایسے شخص کو امام بنانا کیسا؟ اہل سنت کہنا باطل و ناجائز ہے نہ وہ اہلسنت ہے اور نہ ہی مسلمان کا امام بنایا جائے اس کی امامت حرام حرام حرام حرام حرام حرام ہے اور فاسق فی العقیدہ ہے امام زلیخا فرماتے ہیں دفی تقدیہ تعظیمہ وقد وجب

اس سے ننگے، جائز نہیں اور امام احمد سے ایک روایت یہی ہے کہ رافضی وہ ہے جو حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل سمجھے اسی طرح غنیۃ الطالبین میں، جو حضرت علیؓ اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔  
اے گمراہ سٹے ترجمہ: اگر قوم نے فاسق کو امام بنایا تو گنہگار ہوگی کہ اس کے پیچھے نماز بالکل ناجائز ہے

(بانی ص ۱۶)

(ترجمہ مفتی محمد عیاز)



علیہم امانۃ شرعاً لہ والہ تعالیٰ وسولہ الاعلیٰ علم

فقیر قادری محمد اعجاز الرضوی

خادم الحدیث دارالعلوم جامعہ نعمانیہ لاہور

۱۹ رمضان ۱۳۸۹ھ (۱۰)



عمدۃ العارفين استاذ العلماء علامہ الدہلوی مولانا غلام جہاں صاحب معنی شیخ الحدیث  
والتفسیر جامعہ معینیہ ڈیرہ غازیخان کا

فتویٰ (از ڈیرہ غازیخان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الجواب

۱۔ عقائد اہل سنت ہیں ان افضل البشر بعد الانبیاء ابو مکر الصدیق ثم  
عمر رضی اللہ عنہما لہ ہذا تفصیل علی کرم اللہ وجہہ کا عقیدہ رکھنے والا اہل سنت نہیں ہے  
لہذا امامت کے بھی لائق نہیں ہے

(میں نے اُسے) اقول هذا عند الامام مالك وعند الامام احمد في رواية عنه اما عندنا وعند  
الثاني رحمه الله فحوز الصلوة خلفه مع كراهة تحريمية وكل صلوة ادبت مع  
كراهة تحريمية فتجب اعادة تها فتبين بهذا ان ما ادعاه الفاضل المحيبي  
دامت برکاتہم من اجماع الامة والفاقہم علی عدم جواز الصلوة خلف هذا المبتدع  
التفصیل سبق عن قلمہ وسهو فقط محمد غلام سرور قادری رضوی مصطفوی سعیدی مغل عنہ  
لے ترجمہ اور اس کے مقدم کرنے میں اس کی تعلیم کے علاوہ مقتدیوں پر شرعاً ایسے گمراہ کی امانت اور مسئلہ شکن  
کے لازم ہے لہ ترجمہ بے شک تمام انسانوں سے افضل ان کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۲۔۔۔۔۔ تمام صحابہ کرام واجب الاحترام ہیں بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی  
 اور واجب الاحترام ہیں ان کا اور دوسرے معاملہ کا گستاخ بہشت سے نہیں ہو سکتا اور نہ وہ  
 لائق لعنت ہے فقط

دعا گو فقیر غلام جہانیاں معینی  
 خادم الحدیث جامعہ معینیہ  
 ڈیرہ غازیخان ۷۳ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

(۱۱)

شیخ الاسلام حضرت مولانا خلیفہ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین دارسیال شریف کا  
 فتویٰ (از سیال شریف ضلع سرگودھا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الجواب هو الموفق للصواب

۱۔۔۔۔۔ اجماع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت ابوبکر صدیق  
 رضی اللہ عنہ کی افضلیت علی جمیع الصحابہ صلہ پر ہے رضی اللہ عنہم اجمعین اس اجماع کا منکر شدن  
 انارک کی وعید کے تحت ہے نعوذ باللہ من ذلك

۲۔۔۔۔۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں ان کی شان میں گستاخی  
 کرنا اگر التزام کفر نہیں تو لازم کفر میں داخل ضرور ہے حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ  
 عنہما کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا دیگر اہلبیت رضی اللہ عنہم سے

لے تمام صحابہ سے افضل ہونا لے جو جماعت کے اگے جہاد و زخ میں گیا لے یعنی صحابہ رسول حضرت  
 معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی سے کفر لازم آتا ہے

دشمن کی یا انہیں سب و شتم کرتے یا کرتے تھے سراسر غلط فہمیاں اور جہالت پر مبنی ہے  
جو نصر بن مزاحم، یونس بن خباب اور عروب وغیرہم جیسے رافضیوں کی روایات پر مبنی ہے۔ فرمان  
ذی شان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ اللہ فی صحابی" کو کوئی مسلمان نہیں بھول سکتا

فقط واللہ تعالیٰ وسولہ الاعلیٰ اعلم

محمد قمر الدین السیالوی غفرلہ

ضلع سرگودھا پاکستان مغربی

۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

(۱۲)

آستانہ عالیہ امام العارفین حضرت مولانا سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کا

فتویٰ  
(از گولڑہ شریف، راولپنڈی)

۱۔ تفصیل شیخین رضی اللہ عنہما جمع الجہت و جماعت کا مسلک ہے، جیسا کہ شرع  
فقہ اکبر شرع مقامہ اور نیز اس وغیرہ عقائد الجہت و جماعت کی کتابوں سے واضح  
ہے اس کے خلاف کرنے والا مبتدع ہے جس کی امامت مکروہ ہے البتہ بعض جزوی فضائل  
حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خصوصیات سے ہیں مثلاً شرف نسب، قرابت بالنبی  
صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سلاسل تصوف کا مرجع ہونا وغیرہ یہ فضیلت کلیہ کے منافی نہیں جو حضرت  
شیخین رضی اللہ عنہما کے لئے ہے۔

۲۔ کسی صحابی کی تفسیق و توہین مسلک الجہت کے خلاف اور بدعت، خصوصاً

لے یعنی اللہ سے ڈر دیرے صحابہ کے بارے میں انکو برا نہ کہو گے۔ فاسق کہنا



حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جی کے عادل و صالح ہونے کے لئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت  
تفویض کرنا یقیناً ثبوت ہے در نہ ناسق کو تفویض خلافت نہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے شایان نہیں  
تھا۔

عقبہ

فیض احمد عظیم استاد عالیہ  
گولہ شریف

الجواب صحیح

محمد فضل چشتی استاد گولہ شریف

(۱۳)

مدتہ عالیہ اسلام آباد سہیلہ انوار علوم ملتان کے علماء کا

فوقی

(از ملتان)

۱۔ بعد از انبیاء و مرسلین تمام مخلوقات الہی انس و جن و ملک سے افضل  
مدین اکبر رضی اللہ عنہ میں پھر عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر مولا علی کرم  
اللہ وجہہ جو شخص مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مدیق یا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے، گمراہ  
بد مذہب ہے اور اہل سنت سے خارج۔ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

۲۔ کسی صحابی کی بات نہ سود عقیدت بد مذہبی و گمراہی و استحقاق جہنم ہے کہ وہ  
صواباً اس صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ بغض ہے، ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں  
خلفاء کو مانے اور اپنے آپ کو کسی کہے مثلاً حضرت امیر معاویہ اور ان کے والد ماجد  
حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہندہ، ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی  
تبرکے اور اس کا قاتل رافضی ہے، چنانچہ بہار شریعت میں ہے لہذا اس کی

۱۔ سپرد کرنا ہے دشمن

امامت ناجائز ہے، فقط واللہ اعلم

سید محمود علی قادری قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان  
۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء

اصحاب من اجاب  
مشتاق احمد مدرسہ انوار العلوم ملتان

(۱۴)

۷۸۶ - الجواب

مبطل تفضیل و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت امام اہلسنت غزالی زماں علامہ سید  
احمد سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر اکابر علماء اہلسنت و جماعت نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے  
وہ حق ہے اور فقیر کا یہی مسلک ہے فقط

نیاز مند غلام مصطفیٰ رضوی معینی مدرسہ انوار العلوم ملتان

(۱۵)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم ارہما حضرت علامہ مولانا حامد علی خاں شیخ الحدیث و التفسیر  
مدرسہ خیر المعاد ملتان کا

فتویٰ  
(از ملتان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الجواب

۱۔ اہلسنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ افضلیت خلفاء راشدین بہ ترتیب خلافت ہے

۲۔ اور اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کل عدل ہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت

مسلم و ثابت ہے اور اسی طرح حضرت امیر معاویہ کے والدین ماجدین حضرت ابوسفیان و حضرت

ہندہ کی صحابیت بھی مسلم و ثابت ہے لہذا جو شخص ان کی شان میں دریدہ دہنی اور گستاخی

کے اور حضرت علی کریم اللہ عنہ کے خلاف کلمہ نکالتا ہے تو اللہ تعالیٰ انہما پر فضیلت

وے وہ اہلنت سے خارج اور بدعتی اور رافضی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں  
ہے علماء کرام نے یہ جو کچھ تحریر فرمایا ہے صحیح ہے فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح حررہ حامد علی خاں

حسین احمد مدرس مدرسہ اسلامیہ مفتی مدثر اسلامیہ خیر المعاد  
خیر المعاد چوڑی سرائے ملتان شہر چوڑی سرائے ملتان شہر

(۱۱۶)

مدرسہ عربیہ مظہر العلوم دولت دروازہ ملتان کے شیخ الحدیث مولانا محمد شریف صاحب کا

فتویٰ (ملتان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الجواب

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق کی افضلیت تمام صحابہ کرام پر اہلنت و جماعت  
کا اجماعی عقیدہ ہے فضیلت ترتیب خلافت کے مطابق ہے لہذا اس کا مخالفت اہلنت کے خارج  
ہے کما فی شرح العقائد۔

۲۔ حضرت امیر معاویہؓ ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیانؓ ان کی والدہ ماجدہ حضرت ہندہ  
و دیگر جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واجب الاحترام ہیں ان کا احترام ایمان کا حصہ ہے انہیں برا کہنے  
والا اہلنت کے خارج ہے اور اس کی امامت مباحز ہے۔ فقط

الجواب صحیح

فقیر محمد شریف غفرلہ

سید محمد عبداللہ شاہ رضوی مہتمم مدرسہ

خادم جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان

انوار الایاز ملتان

۳۱ دسمبر ۱۹۶۹

الجواب صحیح

محمد زید احمد رضوی مدرسہ مظہر العلوم ملتان شہر



(۱۷)

مدرسہ حمایہ ملتان کے مہتمم مفتی عبدالکریم عسکانی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین مفتی محمد عبدالشکور صاحب کا

## فتویٰ

(ملتان)

الجواب

- ۱۔ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جو شخص افضل سمجھے
- ۲۔ اور جو شخص حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو براتے وہ اہلسنت سے نہیں اہلسنت مقتدیوں کا امام ہونا اس کا ناجائز ہے۔

من اصاب فقد اصاب  
تکبیرات عزیز اللہ عفی عنہ  
مدرسہ حمایہ ملتان شہر ۱۰ شوال  
محمد عبدالشکور ملتان عفی عنہ  
راقم

(۱۸)

پاکستان کے مشہور مذہبی ماہر "ماہ طیبہ" کے مدیر قاضی حلیل حضرت مولانا  
ابوالنور محمد بشیر صاحب کوٹلی لوہاراں کا

## فتویٰ

(سیالکوٹ)

الجواب

حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کو افضل سمجھنے اور  
حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما یا کسی دوسرے صحابی کی بے ادبی کرنے یا ان سے برا عقیدہ  
رکھنے والا شخص گمراہ ہے اور مسلمان اہلسنت کے سراسر خلاف اگر وہ اپنے آپ کو اہلسنت کہتا ہے تو

یہ اس کا تعلق ہے دراصل وہ شیعوں اور افضی ہے لیے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، فقط

ابو النور محمد بشیر مدیر "ماہ طیبہ"

کوئی لوازاں (ضلع سیالکوٹ)

۱۲، شوال ۱۳۸۹ھ

(۱۹)

مدرسہ جامعہ قادیان ضویہ لائپور کے مفتی حضرت علامہ مولانا سید محمد الیٰس صاحب کا

## فتویٰ (لائپور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم الجواب

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو افضل بنانے والا شخص ہرگز اہلسنت و جماعت نہیں بلکہ گمراہ و بد مذہب ہے، اس کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی تمام نمازوں کا اعادہ واجب ہے، شرح فقہ الکبریٰ میں ملا علی قاری امام ابو منصور سے نقل کرتے ہیں جو اکابر شوافع سے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اہلسنت و جماعت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ سب صحابہ سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم اجمعین، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل سمجھنے والا چوں کہ متبرع اور فاسق فی العقیدہ ہے لہذا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے جیسا کہ غنیہ صغیری، مرقاۃ المفاتیح اور در مختار میں ہے، واللہ اعلم

۲۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برائے دانے والا بھی اہلسنت سے گمراہ اور بد مذہب ہے،

لے حذف عبارت اللہ اتی بہا المجیب تعینا الجواب من خوف الطول

(محمد غلام سرور قادری)

سے بھی اہم بنا ناگناہ ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں فقہ اکبر میں ہے کہ ہمیں صحابہ کو ذکر خیر سے یاد کرنا چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب میرے صحابہ کا ذکر اُس نے تو انہیں برا کہنے سے باز آؤ یہی وجہ ہے کہ جمہور علماء کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل صحابہ عدول (عدل ملے) میں اللہ تعالیٰ نے سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے وکلا وعد اللہ الحسنی

واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی سید محمد فضل حسین شاہ غفرلہ

مفتی جامعہ قادریہ رضویہ لائسہ پلور

۱۷ اشوال ۱۳۸۹ھ

(۲۰)

فائل جلیل علم نبیل محقق جلیل علامہ مولانا ابوالحسن محمد مختار احمد صدائے حقانی صد مدرس

مدیر بریہ سراج العلوم خان پور کا

فتویٰ (غایہ فضیل حسیم ریاض)

بسم اللہ الرحمن الرحیم . الجواب

۱۔ شریعت محمدیہ کے نزدیک حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کو حضرات شیعین یعنی ابوبکر

صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل اعتقاد کرنے والا بدعتی گمراہ اور اہلسنت سے خارج ہے

چنانچہ قادری خلاصہ خزانۃ الیقین مستح القدر حاشیہ تبیین مجمع الانہر شرح عقائد اور

الصارم المسلول وغیرہ کتب کثیرہ میں واضح ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور

واجب الامارہ ہے جیسا کہ در مختار اور فنیہ وغیرہ میں ہے

۲۔ جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابی رسول صلی اللہ



علیہ وسلم کے حق میں بے ادبی، گستاخی اور سب و شتم کرنا ہے وہ اسلام سے خارج، مرتد اور واجب القتل ہے جیسا کہ شفاء قاضی عیاض آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ صحابہ کرام کی مدح و ثنا میں بکثرت وارد ہیں ان کے باوجود جو ان کو برا کہے وہ بے ایمان، ملعون اور ذلت ناک مذاہب کا مستحق ہے، اس کی امامت باطل و ناجائز ہے مزید تحقیقات مطولات میں ہے، فقط۔

الجواب صحیح      ہذا الجواب صحیح لاریب فیہ      حررہ ابوالحسن محمد مختار احمد  
حافظ سراج احمد مہتمم      خادم الشرع عبد الولی مذاہب مفتی      صد مدرس مدرسہ سراج العلوم خان پور  
مدرسہ سراج العلوم خانپور      مدرسہ عربیہ سراج العلوم خانپور      ۱۵ شوال ۱۳۸۹ھ

(۲۱)

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ فاضل اللہ حضرت علامہ احمد جان احرار  
نقشبندی غزنوی کا

فتویٰ (غزنی افغانستان)

استفتاء

الاستفتاء، بحضرة العلامة عمدة مشايخ الانتم الشيخ المولى غلام احمد جان الاحرار

النقشبندی دام اقبالہم

السلام علیکم ورحمة وبرکاتہ

ایما الشیخ ما قوتہم الشریف فیمین یفضل مولانا و مولی کل من آمن بالله

سیدنا علیا حکم اللہ وجہہ علی الشیخین الکریمین سیدنا امیر المومنین

لے ترجمہ استفتاء، مجتہد علامہ عمدة مشايخ الانتم مولانا غلام احمد جان احرار نقشبندی دام اقبالہم (باقی ص ۲۱)

ابن بکر الصدیق و سیدنا امیر المؤمنین عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہما اهل  
 هو من اهل السنة ؟ وهل هو يصلح ان يكون اماما لاهل السنة والجماعة ام لا ؟  
 ۲ — وما قولكم الشريف فيمن يب الامير معاوية بن ابی سفيان رضی اللہ  
 عنہما وينقصه هل هو من اهل السنة والجماعة وهل يصلح ان يؤمهم ام لا ؟  
 خادمكم محمد غلام سرور قادری

مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الجواب۔ والخطاب المستطاب للسوالین المذكورین فی الاستفتاء  
 ان من فضل علیہ رضی اللہ عنہ علی الصدیقین الاکبر والفراروق الاعظم رضی اللہ  
 عنہما ولا یستحق من اللہ تعالیٰ فی شان سیدنا امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ حسن

امر سے لگے، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا یہی شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے جو حضرت مولیٰ علی  
 کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل کہتا ہے کیا وہ بہشت سے ہے کیا اسے  
 امام بنانا جائز ہے ؟ او آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا فتویٰ ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کو برا کہتا ہے کیا  
 وہ بہشت میں سے ہے یا نہ کیا اسے امام بنایا جائے یا نہ ؟

آپ کا خادم مفتی محمد غلام سرور قادری مفتی مدرسہ انوار العلوم ملتان

۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الجواب۔ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے حضرت علی  
 کرم اللہ وجہہ کو افضل سمجھتا ہے اور جو دوسرا شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں خدا سے شرم و حیا  
 نہیں کرتا کہ ان کو برا کہتا ہے خدا میں الیے بڑے عقیدے سے پچائے، سو یہ دونوں شخص بہشت و جہنم  
 سے خارج ہیں، بہشت و جہنم کے فرقہ ناجیہ میں سے نہیں ہیں ان دونوں کے پیچھے ناز پر حصے پر سز کرنا  
 کیونکہ یہ دونوں شخص درحقیقت شیعوں میں اگرچہ زبان سے شیعوں کا اقرار نہیں کرتے، یہی حق بات ہے کہ یہ  
 دونوں الیے جہنم سے وہ بات کہتے ہیں یعنی سستی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، باقی رہے۔

یسبہ ویفتہ اعادنا اللہ تعالیٰ من هذا الاعتقاد الباطل السوفہذا ان  
 اشخصان خارجان من طریقة اهل السنة والجماعة بلاریب وارتياب ویسا  
 بداخلان فی الفرقة الساجية فایاک والصلوة خلفهما فانهما من اهل الشیع  
 حقیقة وان لم یقرایہ لساناً هذا هو الحق فانها ممن یقولون بافوا هم مالیس  
 فی قلوبهم - فقط

الراقم غلام احمد جان الاحرار النقشبندی معنی عنہ  
 افغانستان کابل ولایت غزنی حکومت قندباغ  
 قریہ اخترخیل صاحب الزما - ۱۵ شوال المعمر ۱۳۸۹ھ  
 (۲۲)

منظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عمر صاحب الجہر کا  
 فتویٰ (از لاہور)

سید ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت حقہ کا منکر اسلام سے خارج اور حضرت علی  
 کرم اللہ وجہہ کو ان سے افضل سمجھنے والا بے دین گمراہ شیعہ ہے اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو  
 سب دشمن اور کج اس کرنے والا بھی اسلام سے خارج ہے فقط

محمد عمر اچھروی لاہور  
 یکم محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

سرے نگے، جو ان کے دل میں نہیں ہے، بلکہ دل میں تو یہ شیعہ ہیں، فقط  
 راقم غلام احمد جان الاحرار النقشبندی معنی عنہ افغانستان کابل ولایت غزنی



(۲۳)

امام اہلسنت مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا محبت الہی صاحب دامت برکاتہم کا

فتویٰ  
(از راولپنڈی)

الجواب — اہلسنت و جماعت کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل سمجھنے والا گمراہ فاسق و فاجر ہے اور فاسق و فاجر شرعاً واجب الامانتہ ہے نیز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والا بھی اہلسنت سے — نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مذہب اہلسنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کل صحابہ کا سر پا بدل و حق ہونا امر مسلم ہے فقط

محبت الہی جامع تیار العلوم  
بہتری منڈی راولپنڈی

(۲۴)

محقق اسلام فاضل علامہ مولانا مفتی غلام رسول صاحب خلیفہ مجاہد حضرت امیر ملت پیر  
جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری و مدبر مہارنا انوار الصوفیہ قصبہ کا

فتویٰ  
(از قصبہ)

۱ — جمع اہلسنت و جماعت کا اجماع و عقیدہ ہے کہ حضور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ میں انبیاء و رسل کے بعد تمام بنی آدم سے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین ان کے بعد عشرہ مبشرہ پھر اہل بد پھر

اہل اہل اور پیر وہ صحابہ جنہوں نے صلح حدیبیہ میں آنحضرت کے دست حق پرست پر اسلام کے لئے اپنی جانوں کو اور اللہ و رسول کی اطاعت میں ثابت قدم رہنے کی بیعت کی تھی جسے بیعت رضوان کا نام دیا گیا ہے جیسا کہ شرح فقہ اکبر، شرح عقائد اور شاہ فضل رسول قادری بدایونی نے المعتقد میں پھر اس کے حاشیہ میں داخل بریلوی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے اس اجماع کا منکر و مخالف بدعتی اور اہل سنت سے خارج ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے (مختصا)

۲۔۔۔۔۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذی قدر صحابی ہیں ان کی شان میں نازیبا کہنے والا اپنے ایمان کو تباہ کرتا ہے اور ملعون ہے اگرچہ ان سے خطا اجتہادی ہوئی تاہم وہ ایک ثواب کے مستحق ہیں ان کو برا کہنے والا اہل سنت سے خارج ہے اس کی امامت بھی ناجائز ہے فقط  
احقر العباد غلام رسول گوہر مدیر انوار الصوفیہ قصور  
الجواب صحیح والجبیب بخیر  
فقیر محمد عبدالعزیز نقشبندی کوٹ غلام احمد خاں قصور  
۲۵

مجھے خدا کی قسم جواب حق ہے  
تاری حفیظ الرحمن  
جو میرے اتانے فرمایا بلا شک صحیح ہے  
احقر العباد سید طالب حسن شاہ قصور

(۲۵)

اہم اہل سنت محدث و امیر ملت عارف بافتد قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب  
محدث علی پور سیدان رحمہ اللہ علیہ کے شہزادے حضرت مولانا علامہ پیر سید  
اختر حسین شاہ صاحب جماعتی نقشبندی ائمہ برکاتہم کا

نستوی  
(از علی پور سیدان سیالکوٹ)

الجواب لعون التواب بحمد ادم صلیا و سلمنا۔

۱۔ اہلسنت وجماعت کے مسلمات سے ہے کہ امیر المومنین بیذا ابو بکر صدیق اور سیدنا  
عمر فاروق رضی اللہ عنہما جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں علماء اہلسنت واکابرین نے  
تصریح فرمائی ہے کہ من علامات اہل السنة والجماعة تفصیل الشیخین  
شرح فقہ اکبر شرح عقائد میں ہے علی هذا الترتیب وجدنا السلف شیخین  
کریمین رضی اللہ عنہما تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں جو شیخین کی فضیلت مذکورہ کا منکر ہے وہ  
اہلسنت وجماعت سے خارج ہے وہ اہلسنت وجماعت سے ہرگز نہیں ہو سکتا، مولیٰ علی کرم اللہ  
تعالیٰ وجہہ کو ان سے افضل سمجھنے والا بد مذہب اور مبتدع ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے شامی میں  
ہے کہ مبتدع کے پیچھے ہر حال میں نماز مکروہ ہے فتاویٰ رضویہ میں ہے الصلوٰۃ خلافہم تکرر  
خاصۃ شہیدۃ یعنی تفصیلوں کے پیچھے نماز پر حنی سخت مکروہ ہے ایسے شخص کو نماز  
میں امام بنانا گناہ ہے اس کو معزول کر دینا۔

۲۔ تہی کریم مسلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام ہدایت کے روشن مینار  
اور چمکتے ہوئے ستارے ہیں، تمام ہی بدرجہ فضیلت کے مالک ہیں اور ان تمام کو  
رضائے اہل حاصل ہے، کسی کی شان میں گستاخی اور طعن و تشنیع اپنے ایمان کو ضائع  
کرنا ہے نسیم الراضی میں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا کہے اور کہے کہ وہ  
گمراہ تھے تو قتل کیا جائے، بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو فاسق کہے وہ خود  
بہت برا فاسق ہے بد مذہب ہے بد دین ہے ایسا شخص اہل سنت وجماعت کے  
ذمے سے خارج ہے اس کا اہلسنت وجماعت کیساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اس کو امام  
بنانا ناجائز و حرام ہے اس کے پیچھے اہلسنت وجماعت کی اقتدار قطعاً جائز نہیں ہے اس

۳۔ تہی تہی اہلسنت وجماعت کی نشانی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سب صحابہ سے افضل سمجھا ہے  
۴۔ ہم نے زرگوں کو اسی ترتیب کا قائل پایا ہے



کے عیچے نماز بالکل نہیں ہوتی واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب  
 حررہ غلام رسول مفتی و مدرسہ مدرسہ نقشبندیہ  
 جماعتیہ علی پور شریف ضلع سیالکوٹ (۲۶) اختر حسین جماعتی علی پور علی عنہ

۲۴ دسمبر ۱۹۷۱ء

استاذ العلماء فخر اہلسنت علامہ نسیان محقق دوران مولانا عبد المصطفیٰ صاحب  
 ازہری شیخ الحدیث دارالعلوم الہدیہ کراچی ۵۵

## فتویٰ (از کراچی)

۱۔ جو شخص حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سے بہتر کہے وہ سنی نہیں اور یہ شخص محبت حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی نہیں چنانچہ مواعظ شریف میں امام ابن جریر فرماتے ہیں (ترجمہ) جس بات پر ملت کے بزرگ اور امت کے مام متفق ہیں وہ یہ ہے کہ اس امت میں سب سے افضل ابو بکر پھر عمر اس کے بعد اختلاف ہے اکثر جن میں امام شافعی و امام احمد بن حنبل بھی ہیں اور امام مالک کا بھی قول مشہور یہی ہے فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے بعد افضل حضرت عثمان ہیں رضی اللہ عنہم

۲۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس صحابی اور حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رشتہ دار ہیں صرف پانچ واسطوں سے ان کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے جابلقا ہے یہ کاتب وحی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سہیل ہیں ان کے پیچے ہونے کی زوید قرآن مجید نے دی ہے وہ مجتہد صحابی ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت ان کو دی اور آپ خلافت سے دست بردار

ہو گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جو شخص برا کہتا ہے وہ درحقیقت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو برا کہتا ہے ایسا شخص رافضی ہے یا خارجی ہے اور کبھی بھی یہ شخص اہلسنت سے نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ صحابہ اور اہلبیت سے یہی لوگ عداوت رکھتے ہیں سنی تو ان دونوں سے محبت کرتے ہیں واللہ اعلم

فیتر عبدالمصطفیٰ الازہری  
شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی ۵

(۲۷)

حضرت علامہ مولانا میر محمد قاسم صاحب مشرقی قادری شریف کابارک و مقدس

فتویٰ

لازکانہ (سندھ)

مجھے نائل ہوئے مفتی محمد غلام سرور صاحب قادری کی تحقیق سے مکمل اتفاق ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہلسنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل میں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ان سے افضل سمجھنا ہی اہل مذہب اہلسنت سے خروج ہے اسی طرح کسی بھی صحابی یا انصوسی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنا اسلام پر جرح کو مستلزم اور انصوسی قطعہ سے انکار کے مترادف ہے، وہو تعالیٰ اعلم

کتبہ الفقیر

محمد قاسم عیوب

(۲۸)

حضرت علامہ مولانا محمد اکرم صاحب خطبہ جامع مسجد راولپنڈی کا

فتویٰ

(راولپنڈی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابو بکر صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے برابر یا ان سے افضل سمجھنا یا صحابہ کرام بالخصوص حضرت امیر معاویہؓ پر طعن کرنا اہلسنت و جماعت کے عقیدہ کینجلاوت ہے لہذا ایسا شخص اہلسنت سے نہیں ہے۔ لہذا جو تحقیق فاضل عجیب مفتی محمد غلام سرور قادری نے جواب میں تحریر فرمائی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

مفتی محمد اکرم خلیفہ جامع مسجد صدر راولپنڈی  
(حافظ شیخ فضل الہی)

(۲۹)

فخر اہلسنت حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ صاحب قادری راولپنڈی کا

فتویٰ

(راولپنڈی)

مفتی محمد غلام سرور قادری کا جواب بالکل صحیح ہے اور جو انہوں نے فرمایا حق ہے کہ تفضیل شیعین کا منکر اور صحابہ کرام بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اچھی عقیدت نہ رکھنے والا اہلسنت





الاجبار تمام انسانوں نے فضل پیر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ افضل میں جو اس کا قائل نہیں اہلسنت نہیں  
حضرت ابیہ معاویہ عادل ثلثہ صحابی ہیں یوں تو کل صحابی مدلول ہیں ان کا بے ادب خدا و رسول کا بے ادب ہے  
السید محمد حسن قادری ناظم اعلیٰ انجمن حمایت اسلام

طیر ۸ ایریا کراچی نمبر ۳

(۳۲)

حضرت پیر سید محمد علی شاہ صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ کراماۃ شریفہ کا

فتویٰ

اسما سوال

مجھے مذکورہ بالا تحقیقات طار اہلسنت سے کمال اتفاق ہے۔

محمد علی شاہ سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ حضرت کراماۃ

ضلع ساہیوال

(۳۳)

حضرت پیر سید حسین شاہ صاحب نمبر حضرت پیر سید محمد علی شاہ صاحب محدث علی پوری کا

فتویٰ

علی سیدیں اسیا کوٹ

اہلسنت و جماعت کے مسلمات ہے کہ امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق  
رضی اللہ عنہما جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے افضل ہیں، علماء اہلسنت نے تصریح فرمائی ہے کہ اہلسنت

کی علامت یہ ہے کہ وہ ان دو بزرگوں کو تمام صحابہ سے افضل جانے جو شخص شیخین کی افضلیت کو منکر ہو، اہل سنت سے خارج ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الامارہ ہے ایسے کو امام نہ بنایا جائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ ہدایت کے روشن نیاں اور چمکتے ہوئے ستارے ہیں تمام ہی بدرجہ و ترتیب افضلیت کے مالک ہیں اور ان تمام کو رضائے الہی حاصل ہے، کسی کی شان میں گستاخی اور طعن دشمنیچہ اپنے ایمان کو ضائع کرنا ہے۔

جو حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) فاسق کہتا ہے وہ خود بہت بڑا فاسق، بد مذہب، بد دین ہے ایسا شخص اہل سنت کے زمرہ سے خارج ہے اس کا اہل سنت و جماعت سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اس کو امام بنانا ناجائز و حرام ہے اس کے پیچھے اہل سنت و جماعت کی اقتدار قطعاً ناجائز ہے اس کے پیچھے نماز کا یہ نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

جواب ہمارے دین و فقہ کے عین مطابق ہے  
مدرسہ غلام رسول مدرس مدرسہ نقشبندیہ  
مدرسہ حسین جامعی علی پوری مفتی محمد  
علی پور شریف - ۲۴ دسمبر ۱۹۶۱ء

۳۴

حضرت علامہ مولانا پیر میاں حبیب اللہ صاحب شہر قپوری کا

فتویٰ

شہر قپوری (شیخوپورہ)

مجھے علامہ اہل سنت کی مذکورہ بالا تحقیقات و تصدیقات سے پورا اتفاق ہے اور یہی حق و صواب ہے یعنی تفصیل شیخین احترام و اکرام میں اہل سنت کا مسلک ہے، بالخصوص حضرت امیر معاویہ واجب تعظیم صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منکر اہل سنت سے خارج ہے۔  
میاں حبیب اللہ صاحب شہر قپوری (شیخوپورہ)



۳۵

حضرت پیر سید ابوالکلام محمد خادم حسین شاہ صاحب سجادہ نشین چورہ شریف کا  
فتویٰ

چورہ شریف (ٹیمپل پورہ)

جواب علامہ کرام حق و صحابہ ہے لہٰذا میں متفق ہوں کہ یہی اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے اس  
کا مخالف اہلسنت سے خارج ہے امامت کے لائق بھی نہیں ہے۔

ابوالکلام محمد خادم حسین شاہ غفرلہ  
چورہ شریف منسلح کیمبل پورہ

جلاپو پیر والہ کا فتویٰ

الجواب صحیح

فیترغ محمد قادری نقلم خود جلاپو پیر والہ ضلع ملتان

سایہ وال کا فتویٰ

الجواب حق و صحابہ والہ عجیب مصیب و مشاب

ابوالنصر منظور احمد بانی جامعہ فریدیہ سایہ وال

کراچی کا فتویٰ

الجواب صحیح  
فیترغ محمد قادری نقلم خود جلاپو پیر والہ ضلع ملتان

نظم علی دارالعلوم حامدیه رضویہ مرزا انور خان رود بکر پٹری کراچی

## دارالسلام (نوبہ)

الجواب صحیح والمحبب مصیب

محمد قاری الحق الصدیقی

خطیب جامع مسجد اکبری دارالسلام (نوبہ)

## شیخوپورہ

استفتاء کا جواب مذکور بالا سطور فقہ حنفی و عقائد اہلسنت کے بالکل مطابق اور

درست و صحیح ہے لاریب فیہ۔

فقط ابو العیض محمد عبدالکریم ابدالی حشمتی رضوی

مستقر مدرسہ دارالعلوم حشمتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگران تحصیل منسلح شیخوپورہ

## گجرات

الجواب صحیح و مفید و قبیح

حضرت علامہ سید پیر جلال الدین شاہ صاحب

مفتی و شیخ الحدیث مدرسہ جامعہ محمدیہ رضویہ کچی شریف تحصیل پھالیہ (گجرات)

## سیالکوٹ

الجواب صحیح ————— حضرت علامہ مولانا محمد عامر خطیب جامع مسجد سیالکوٹ

مہتمم مدرسہ جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ

# میانوالی

الجواب صحیح والمحبب بنج

حضرت مولانا پیر غلام فخر الدین گانگوی مفتی عنہ میانوالی شہر  
مہتمم مدرسہ شمس العلوم و سجادہ نشین آستانہ عالیہ گانگور میانوالی

منظف گڑھ

ذک کذکک وال جواب ذکک،

حضرت علامہ مفتی، نیاز احمد مفتی عنہ خطیب جامع مسجد  
سردار اکبر خاں علی پور۔ منسلح مظف گڑھ

## راولپنڈی

نعم المحیب ونعم الجواب

ابو المعانی غلام سبحانی قادری رضوی  
مہتمم مدرسہ غایت مسجد نزد انبالہ درمی نیکمری محلہ احمد پورہ سید پورہ راولپنڈی

بہاولپور

الجواب صحیح

فقیر قادری ابو صالح محمد سیف احمد ویسی رضوی غفرلہ  
مہتمم مدرسہ جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور



سکھ

الجواب صحیح و صواب و المجیب مصیب و شاب و اشد تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب  
فقیر الہ الخیر محمد حسین  
ملفی و شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ سکھ



الحمد لله والمنة علماء اہلسنت و شارح من کثر ہم اللہ تعالیٰ نے فقیر کی تحقیق کی کمال تائید  
فرمان جنابہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء جس سے بڑھ کر عقل مند کے لئے کوئی عظیم اثنان  
دلیل و برہان نہ ہوگی۔

میں امید کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر شک و شبہ میں مبتلا حضرات کے شکوک و شبہات دور ہو جائیں  
گے اور وہ اپنی غلطی سے رجوع کر کے قبول حق کوئی تامل نہ فرمائیں گے۔  
والصواب بحرۃ صاحب نخل الخطاب سیدنا سید الانبیاء والمرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین الیوم الدین

نیازمند  
محمد غلام سرور قادری رضوی مصطفوی



# خوشخبری

الہنت و جماعت کی عظیم الشان فتح

شان  
ہو گیا

## رویداد مناظرہ جھنگ !

دیوبندیوں کی عبرتناک شکست کا منظر دیکھنے کے لئے آج ہی طلب فرمائیں !

صفحات : ۲۹۶ ————— ہدیہ : ۲۴ روپے

مناظرہ علم غیب

رویداد مناظرہ آدری

شیریشہ الہنت مناظر اسلام مولانا حشت علی خان صاحب نے ڈیڑھ سو سے زائد گستاخوں رسول کو تباہ توڑ جلوں سے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کیا اس تاریخی مواد کے علاوہ کتاب کے ابتداء میں مولانا موصوف کے حالات زندگی بھی دیئے گئے ہیں

ہدیہ : ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ : مکتبہ فریدیہ خواجه روڈ ساہیوال

الطمان الواعظین حضرت علامہ الحاج مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ صاحب قبا اعظمی دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف کی تازہ ترین ، مایہ ناز اور علم و معلومات سے بھری ہوئی بیش بہا تصنیف ہے

عجائب القرآن

نائب جماعت کاغذ سرفیق اور صاحب فیضیہ بیروت  
ساز ۱۸۸۲ء  
روپے ۱۵/۱۶



عظیم خوشنویسی

دینا نے خطاب میں تہلکہ مچا دینے والے

خطبات سلطان

از قسم :

شیخ الاسلام سید محمد مدنی

مقبوط اور خوبصورت ڈائی وارجلد سفید کاغذ، صفحات ۳۰۴ ۱۰ ۲۰۴

ملنے کا پتہ : مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

قانون شریعت

علماء و علماء طلباء کے لئے فقہ اسلامی کا عظیم مستند مجموعہ قانون شریعت مکمل

مصنف، فقیہ المذنب حضرت مولانا شمس الدین صاحب روضہ

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق و جملہ مسائل شریعت

سینکڑوں کتابوں سے بے نیاز کر دینے والی لاجواب کتاب

اس دور میں بہار شریعت کا صحیح نعم البہار

بسترین طباعت : ۱۸۸۸ء

ملنے کا کہنا، گفتگو فرمودہ خارج از حد ہے۔